UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232791
UNIVERSAL
LIBRARY

السنۃ النبویہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ التحیۃ

جلد چہارم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذاہب محدثین اہل السنۃ

بابت صفر و ربیع الاول سنہ ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری و فروری سنہ ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلق رسالہ

درجہ	مراتب قیمت	تفصیل خریداران شہر	قیمت سالانہ بابت رسالہ	قیمت سالانہ بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للوغہ سے	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا، و لائبریری و سوسائٹی ہا-	عہ	ہ
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عہ ۸
۴	رعائتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالانہ پیشگی داخل کرین	۲/	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

یہہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا- اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت ... ن رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ ... بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے—

جیسے عام اہل ... حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے ...

جس ماہ مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ اصل ...

متعلق پرچہ راقم کے نام ...

ماحضرت ... یہ ... ہو رہین آسے پہر تاریخ ۵ ربیع الاول رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوے راقم پہلے انکی خدمت و معالجہ مین مصروف رہا پہر ایک ضروری سفر پیش آگیا- اب ... وہ سہو رسالہ جنوری بسالہ فروری سے پہلے شایع نہین کرسکا- ناظرین خریداران معاف فرماوین- العفو عند کرام الخلق محبوب-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اختتام سال گذشتہ و آغاز سال آیندہ

بحمد للہ کہ اشاعۃ السنۃ کا تیسرا سال ختم ہوا اور سال چہارم شروع ہوا۔ سال سوم میں اس رسالہ نے عمدہ آثار کا جلوہ دکھایا ہے اور ایک عجیب خوش نما نیا زبردست اثر اور قوی اثر اسکا اس سال [illegible] نے اپنے مقابل تہذیب الا[illegible] کر دیا [illegible] جو وہ اس سے پہلے [illegible] چہ چہہ اسکے مقابلہ مین ہون پھر اکرتا تہا اس سے بہی روک دیا اسکی وجہہ گو بعض بے انصاف مقلدین تہذیب الاخلاق یہی سمجھتے ہون کہ تہذیب الاخلاق اسکو مخاطب صحیح نہین سمجھتا اور اسکے مضامین کو لایق تعرض و جواب نہین جانتا۔ مگر اہل علم و انصاف (انہی کے ہم خیال کیون نہ ہون) خوب جانتے ہین کہ یہہ ستر از [illegible] ہے اور یہہ سکوت از درماندگی ست

ز [illegible] مال پری رخان
گنجے [illegible] را بہانہ ساخت

اگر یہہ سکوت لایق خطاب نہونے اشاعۃ السنۃ کے سبب سے ہوتا تو پہلے سے وہ لایق خطاب کیون سمجہا جاتا اور تہذیب ماہ جمادی الاولی و ثانیہ و شعبان ۱۲۹۶ھ مین صراحۃ اور پرچہ ذی قعدہ وغیرہ مین اشارۃً کیون مشرف بخطاب کیا جاتا۔ اسکو ایک مدت تک مخاطب بنا کر پھر خطاب ترک کرنا اس بات پر کامل دلیل ہے کہ آپ کو اسکی مقاومت کا حوصلہ نرہا۔ اور اسکے پر زور عقلی و نقلی دلایل کے معارضہ سے عاجز ہو کر سپر شمشیر کو ہاتہہ سے ڈال دیا اور آخر آپ نے اس نصیحت پر عمل کیا

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اور نیز اگر یہہ رسالہ لایق خطاب و تعرض [illegible] تو آپ نہ سہی کوئی اور ہی آپ کے اسلحہ [illegible] سے (جو ہمیشہ سے اسکو اخبارون کے ضمن [illegible] خارج از حیثیت مین مخاطب فرماتے ہین اور [illegible] و سب و شتم سے اسپر لے دے جاری رکھتے ہین) اسکے کسی مسئلہ سے تعرض کرتا اور مطلب کی بات کا جواب دیتا۔

[illegible] گو [illegible] رہا

لایق خطاب ہونے ... دیا- پھر اگرچہ
جو صاحب ... کی بون کا (جنمین بڑے
بڑے سخت اور فاحش امور مین جناب مخاطب کو ملزم
کیا گیا ہے اور بر سر بام انکو اصول اسلام (توحید
نبوت معاد وغیرہ) مین مخالف اسلام بنایا گیا ہے
... جواب نہ دیا- اور کچھ ہاتھ مین نہ تھا تو لعنۃ اللہ
علی قائلہا و معتقدہا کو ہی پیش کر دیا ہوتا- جو مولانا
حاجی سید علی بخش خان صاحب کے جواب و مقابلہ مین
پیش کیا گیا تھا- ہمنے دو برس کے عرصہ مین
اشاعۃ السنۃ کے جواب مین بیسیون مضامین کو اخبارو
مین ملاحظہ کیا مگر مطلب کی بات کے جواب مین کبھی
کسیکا دو سطری مضمون نہ پایا جو مضمون دیکھا
اسی قسم کا دیکھا کہ تم ایسے ہو (طامع دنیا خود پسند
... وغیرہ) اور تمہارا رسالہ ایسا ہے
(ٹکڑدار) کا طالب (قیاف ... الفاظ (عربی) کا متضمن
... علم سے عاری ... وغیرہ) اور اگر
انمین ... بیکر چھٹے ہتیون تاسک کے
ہاتھ مین کسی مطلب کی بات کا جواب ہوتا تو وہ کس دل
کے لیے چھپا رکھنا تھا- اس سے بھی صاف
... ہوتا ہے کہ ... معتقد

مقصود اشاعۃ السنۃ سے تیری بی از بے چادری
کا مصداق ہے- لایق خطاب نہ ہونے اشاعۃ السنۃ
کے سبب سے نہین ہے- اور نیز اگر یہ رسالہ لایق
توجہ و خطاب نہ ہوتا تو تہذیب الاخلاق کے
قدیمی معتقدین و معاونین مین وقعت نہ پاتا حالانکہ
وہ حضرات اس رسالہ کی بڑی قدر کرتے ہین اور بڑے
شوق سے ... اور ملاحظہ فرماتے ہین-
پھر بعضے ... مقلد تہذیب الاخلاق نہین ہوتے
بعد ملاحظہ اشاعۃ السنۃ خیالات تہذیب الاخلاق
سے رجوع کر کے اعتقادات قدیمہ اسلام پر قایم و مستحکم
ہوتے جاتے ہین اور بعضے جو مخصر تہذیب الاخلاق
کے مقلد ہین یا اسکی محبت مین †حبک الشیء
یعمی ویصم کے مصداق ہو رہے ہین اگرچہ
خیالات تہذیب کو چھوڑ نہین سکتے مگر قوت و صلابت
جوابات اشاعۃ السنۃ کو دیکھکر اتنا تو ضرور کہہ دیتے
ہین کہ فلان مسئلہ مین اشاعۃ ... تہذیب الاخلاق
کا جواب خوب ... مضمون
کے کسی خط ... ہوگا
نوان خطوط کو پیش کیا ... اس سے بھی صاف
ثابت ہوتا ہے کہ بعض حضرت یا انکی ...

† ... نی ستی عیب کو دیکھنے اور سننے نہین دیتا-

کی نااہلی کے سبب سے جواب وخطاب سے ساکت نہین ہین۔ یہہ سکوت اس رسالہ کے پرزور دلائل کا اثر ہے *

بعض مقلدین جناب جو غالباً تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف جناب کو دیکھتے بھی نہ ہونگے اس سکوت کی یہہ **وجہہ** بیان کرتے ہین کہ آپکو بروش اہل یوروپ عموماً بحث وجدا[illegible] [illegible] نفرت ہے اشاعۃ السنہ کیا آپ کبھی کسی سے مخاطب نہین ہوتے اور بحث وجواب کی چال ہی نہین چلتے۔ مگر یہہ بات ناظرین تہذیب الاخلاق قدیم وجدید علیگڈھ انسٹیٹیوٹ کے سامنے چل نہین سکتی۔ تہذیب قدیم مین کئی اشخاص سے آپکا خط وکتاب جواب موجود ہے اور تہذیب جدید کے ابتدائی پرچون مین خود بھی مجبوراً حضور (اشاعۃ السنہ) مخاطب ہو چکے ہے† اور علیگڈھ انسٹیٹیوٹ مین اکثر جزوی امور مین آپ کی لوگون سے چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ چنانچہ آجکل **پنجاب یونیورسٹی** کالج کے باب مین [illegible] ہو رہی ہے پھر یہہ بات کہ بحث وجدال سے آپکو [illegible] برا علم قایل کیا نتیجہ بخشتی ہے۔ اور [illegible] کہ آپ بحث وجدال کی طرف بدل مایل ہین اور جواب وسوال سے کرتے ہین

سے شایق وقایل [illegible] عقلمند ہین چادر دیکھکر پاؤن پسارتے ہین جہان مجال سخن نہین پاتے وہان سکوت اختیار کرتے ہین اور اس نصیحت پر کاربند ہو جاتے ہین ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن۔

اور آپکے اتباع وذریات جو اشاعۃ السنہ سے بکھی اور خارج از بحث باتون مین چھیڑ چھاڑ رکھتے ہین عقل سے عاری ہین اور یہہ سمجھتے ہین کہ مطلب کا ہو یا نہ ہو کا جواب نہ سہی سب وشتم وطعن وتشنیع کا جو جہہ تو اشاعۃ السنہ پر پڑا ہے جیسے کسی زیرک تیلی نے کم عقل جاٹ کو کہا تھا کہ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ اُسنے اُسکے جواب مین کہا تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولہو اُس عقلمند نے کہا میان قافیہ تو نہ بنا اُسنے جواب دیا کہ قافیہ نہ بنا تو خیر تو بوجھہ سے تو مریگا۔

الحاصل اس سکوت کی وجہہ نہ اشاعۃ السنہ [illegible] ہے اور نہ آپ کی کم گوئی اور بحث وجدال سے کنارہ [illegible] مگر یہہ اشاعۃ السنہ کی قوت بیانی اور آپکی عقلمندی کا اثر [illegible] **قصدا** پر ایک یہہ بھی [illegible] حاتی ہے کہ اشاعۃ السنہ تہذیب الاخلاق کے [illegible] [illegible]

† [illegible] بھی مباحثہ جناب اسمین موجود ہے ایک ناصح مشفق [illegible] [illegible] کہا تھا کہ اگر [illegible] خیر خواہی قوم کا جوش ہے تو [illegible] [illegible] قد ومنظور ہو تحریر کیجیے یہہ کیا ضرور ہے کہ وجود ملایکہ پر بحث کر کے [illegible] [illegible] کی دل وکھا [illegible] آپنے اس ناصح کو [illegible] [illegible] [illegible] جواب [illegible] [illegible] [illegible] تہذیب [illegible] [illegible] [illegible]

تہذیب الاخلاق کی دعوت [illegible] نفوس عامہ کے
موافق ہے کیونکہ وہ لوگون کو یہہ سکہاتا ہے
نہ کہ روزہ نہ رکہو کہانا جا مسجد نہ دے سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیا جا
اور یہہ سناتا ہے کہ قیامت کے دن جسکو مسلمان
نے ہر ابنار کہا ہے نہ کوئی جسمانی دوزخ ہے نہ بہشت
نہ ظاہری حساب کتاب نہ کسی نبی یا کتاب آسمانی
کا ماننا شرط نجات ہے نہ کسی حکم مذہبی کا پابند ہونا۔
اور اشاعۃ السنۃ کی دعوت اسکے برخلاف ہے وہ
یہ کہتا ہے کہ جزوی و کلی و علمی و اعتقادی و دینی
و دنیاوی امور مین کتب و تعلیم انبیاء کا پابند ہونا ضرور
ہے اور ایک آن بہی قید شریعت سے باہر ہونا
موجب ہلاکت ہے۔ جو کسی ایک نبی یا کسی کتاب آسمانی
یا حکم نماز روزہ حج زکوۃ سے انکاری ہوگا
وہ ابدالآباد دوزخ مین جلیگا جسکے آلام کا خارجی
وجود متحقق ہو چکا ہے۔ باایں ہمہ اشاعۃ السنۃ
عامہ خلایق پر وہ اثر کر رہا ہے کہ تہذیب الاخلاق کا
وہ اثر نہین ہے۔ تہذیب سے غالباً آزاد منش اور
متبعان ہوائے نفس پہنستے ہین اور منا[illegible] اور
اشاعۃ السنۃ [illegible] نفس
تابعان ہوائے نفس [illegible] یت

ہو جاتے ہین اور اتباع ہوائے نفس سے باز آتے
ہین اور ظاہر ہے کہ ہوائے نفس کیطرف لوگون کو
بلانا اور اسمین کامیاب ہو جانا ایسا مشکل اور بڑا
بہاری امر نہین ہے جیسا کہ لوگون کو ہوائے نفس
سے ہٹانا اور قید شریعت مین لانا مشکل ہے۔
اس تاثیر عام سے یہی قیاس مین آتا ہے کہ
سکوت مخاطب بہی اسی تاثیر کا اثر ہے اس کا
یہہ اثر دیکہا ہے بعض احباب ✝ (جن کو
مین اپنا ثانی اثنین اور قوت بازو بلا ریب و دین
سمجہتا ہون) کی یہہ رائے ہو گئی ہے نہ بس اب
نیچریون کو مار لیا اور نیچر گڈہ کو فتح کر لیا اب
ان سے مقابلہ اور مبارزہ کچہہ ضرور نہین ہے
بلکہ اب بجائے اسکے اشاعت عام اصول اسلام کے
طرف توجہہ بکار ہے۔ مگر میرے خیال ناقص مین
اس رائے نے جگہہ نہین پکڑی اور میرے نزدیک جبتک
کہ تہذیب الاخلاق قدیم و جدید و تفسیر سر سید
کی ایک ایک بات کا جو مخالف [illegible] اسلام ہے
جواب نہ ہو لے اسکے خطاب پر سکوت ساکت ہونا
مناسب نہین ہے۔

اگر ہمارا مقصود صرف مخالف پر فتح پانا اور اسکو
شکست دینا ہوتا تو اس دوست کا خیال درست تہا

✝ اس احباب سے جناب مولوی الہ[illegible]ین صاحب سکار پوری ثم الدہلوی مراد ہین جو تحریر ہذا مین ثانی اثنین مولف ہین۔

ہمارا مقصود تو اصول اسلام کی محافظت اور ادیان سماوی کی حمیت و حمایت ہے پس جب تک کہ کوئی ایک بات بھی جناب مخاطب کی (جو اصول اسلام وغیرہ ادیان سماوی کی مقادم و مقابل ہے) صفحہ زمین پر بلا جواب و ابطال باقی ہے ہمکو سکوت کرنا کب شایان ہے ہمارے مخاطب سکوت پہ مضطر عدم کی بھی راہ لین اور اس جہان سے کوچ کر جاوین تب بھی ہم مسلمانونکو جب تک کوئی صاحب علم اُنمین سے انکے کفریات کے ابطال سے سکوت جایز نہین ہے ۔

زمانہ سابق مین فلاسفہ کے خیالات باطلہ نے یونانی سے عربی زبان مین مترجم ہوکر مسلمانون مین رواج پایا تو امام رازی نے انکی ابطال و اضمحلال مین تسلیم اُٹھایا اور انکی ہر ایک باطل بات کو معارض اسلام ہو یا نہ ہو رد کر دیا جس سے مسلمانون کے عقاید نے تذبذب سے امن پایا۔ اگر امام رازی اباطیل فلاسفہ کو رد نہ کرتے تو جو لوگ فلسفہ کے متوغل و مشتغل تھے فلسفہ ہو دیے ...

ہمارے زمانہ مین جناب مخاطب نے فلاسفہ انگلستان کے باطل خیالات کو انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرا کر شائع کیا ہے۔ پس ہم سب مسلمانون پر واجب ہے کہ امام رازی کیطرح ہر ایک باطل اقوال و اصول جناب کو رد کئے ۔ یہ نہ چھوڑین تاکہ زمانہ رفتہ رفتہ حیات جناب مین نہ سہی تو پیچھے سہی فلاسفہ انگلستان مسلمانون کا دین نہ بگاڑ دے ۔ ہان البتہ یہہ بات اپنے اُس دلی دوست کی مانتا ہون کہ بعد اس سکوت و ہزیمت مخاطب کے اب مین انکو مخاطب کرون اور عام طور پر بلا ذکر نام نامی جناب کے آپ کی اصول باطلہ کا ابطال عمل مین لاؤن سو آیندہ بعد اختتام ان مباحث کے جو آپ کے نام نامی سے شروع ہو چکی ہین (یعنی بحث ولادت مسیح اور ریویو متعلق رسالہ امام غزالی اور مبحث مذہب و معاشرت) مین انکو مخاطب کرونگا عام اور مجمل طور پر اعتقادات و اصول باطلہ فلاسفہ انگلستان کو آپکی تصانیف سے منتخب کرکے انکا ابطال و جواب تحریر مین لاؤنگا ۔

اس تحریر مین اس تطویل و تفصیل سے جو آپکے جواب مین ہو رہی ہے نہ کیجاویگا اور مختصر طور پر احقاق حق و ابطال باطل عمل مین آویگا تفصیل و تطویل مقابل کرنے سے ہوتی ہے پس جب حضرت کو کفر ... اب کوئی ہمارا مقابل نہ رہا تو تفصیل و تطویل سے کیا کام رہا۔ اب تفصیل و تطویل سے ... ایک امر کا

اظہار بھی مقصود تھا کہ ان خیالات باطلہ کے
ابطال پر اس کثرت سے دلایل موجود ہین اور الحق
کو ان ... بیان کی اس وسعت سے استطاعت ہے
جو ... دو سال کے عرصہ مین خوب ظاہر
ہو گیا ۔ اور کس و ناکس پر زور دلایل و بیان
الحق کا نمایان ہوا تو اس سے وہ مدعا حاصل
ہو گیا ۔ آیندہ نہایت مختصر بحث ہوا کریگی غالباً
ایک ایک نمبر مین کئی کئی مسایل کی صفائی ہو تی
جاویگی بتوفیق اللہ العزیز ۔

اور ایک اثر اس رسالہ کا سال سوم مین یہہ
ظاہر ہوا ہے کہ اسکی خریداری و اشاعت سنین
گزشتہ کی نسبت ترقی پر ہے ۔ اگر کوئی ایک یا
دو شخص کسی شہر کے حب مالی یا نا آشنائی مضامین
ردنیچریہ کے سبب خرید سے انکاری ہوئے ہین
تو انکے عوض دو چار اور بڑھ گئے ہین ۔ اسکی
ترقی روز افزون سے ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
بہت جلد ترقی مین اپنی ہمعصر اخبارون اور رسایل
پر فایق ہوگا ۔ انشاء اللہ تعالی ۔

اور جو خوشنما نیا رنگ اس رسالہ نے سال سوم
مین پکڑا ہے وہ یہہ ہے کہ اسکا فرقہ نا اہل اسلام
باہمی مخالفہ سے بالکل چھوٹ گیا ہے اور یہہ اب
باہمی اتحاد و التیام کیطرف متوجہ ہو گیا ہے

اس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ اب اسکو
مخالفین فی الفروع سے مسایل فروعی مین اتحاد
ہو گیا ہے اور جن مسایل مین وہ اپنے مذہبی
بھائیون سے مخالف تھا اور سنہ ۹۸ھ سے انہین
بحث کر رہا اور اشتہار دے رہا اور دنگل مین مبارزہ
کا نقارہ بجا رہا تھا انہین وہ اب مخالفین کا تابع
ہو گیا ہے ۔ کلّا و اللہ ایسا ہرگز نہین ہوا ۔ وہ
جس خیال و جزئی مخالفہ پر تھا اب بھی ویسا ہی
ہے بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ ان مسایل خلافیہ
کے اظہار و بیان مین وہ اب کسیکا مقابل و
و معارض نہین رہا اور اسکو کسیکا الزام و افحام
مدنظر نہین رہا ۔ وہ اب بھی اپنے مسایل خلافیہ کو
بجائے خود ظاہر و مدلل کریگا ۔ مگر اسمین کسیکو مخاطب
بنا کر اسپر الزام و تشدد کا قصد نہ کریگا ۔ اپنے مخالفین
فی الفروع کی دعوت مین آیۃ † ادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ و الموعظۃ پر کاربند ہوگا ۔ اسمین ‡ و اغلظ علیہم
پر عمل اختیار نہ کریگا ۔

پہلے اسپر شان موسوی و نوحی کا ظہور تھا
جنہون نے اپنی قوم کی سختیون اور سرکشیون
پر ان سے بغض کیا اور درشتی اور سختی سے انپر

† راہ خدا کی طرف لوگون کو حکمت سے بلا ۔ ‡ ان معاندین پر سختی کر ۔

بد دعا کی۔ اب اسپر شان عیسوی و ابراہیمی
کا ظہور ہو گیا ہے جنہوں نے اپنی قوم پر ترس
کھا کر رحم فرما کر مغفرت کی دعا کی۔ اور باوجود
اس شایستہ طرز خلاف اور اظہار مسایل اختلاف
کے وہ اب اُس **اتفاق** کیطرف بھی
رجوع کریگا جو سب مسلمان بھائیوں کو آئین
حاصل ہے پر اکثر اہل اسلام کو اُسکی طرف توجہ
نہیں ہے۔ اور اظہار مسایل خلاف سے بڑھکر
وہ اظہار و اشاعت مسایل اتفاق مین کوشش
کریگا۔ اور اُسکے ذریعہ سے وہ ہر ایک فرقہ اسلام
کو مدد پہنچاویگا۔ اور مسلمانون کے اس مخفی و
منجمد اتفاق کو ظاہر کرکے اُسکی ترقی مین ساعی
ہوگا۔ اس **اتفاق** واتحاد کو ترقی دینے
کے لئے اُسنے ایک انجمن اشاعت اسلام کی بنا
ڈالی ہے جسکی کیفیت ضمیمہ ہا سابقہ رسالہ مین
تفصیل موجود ہے اور اپنے مسایل خلافیہ کے
شایستہ طور پر اظہار کرنیکے لئے اُس نے ایک ضمیمہ
علیحدہ مقرر کردیا ہے جس کے مقاصد و مباحث
کی تفصیل اسی ضمیمہ کے دیباچہ مین ہے۔
الہی تو اس رسالہ کے مولف اور بانی کو خلوص
نیت عطا کر اور اُسکی قلم اور زبان اور الفاظ مین
غیبی برکت نازل فرما اور اس رسالہ کو یوماً فیوماً
ترقی دے اور اسکو باعث ترقی اسلام و اہل اسلام
و اشاعت السنتہ و اعزاز اہل سُنت کر آمین ثم آمین

مژدہ

تالیف تنقیح البیان جواب تفسیر نیچری

تفسیر نیچری کے جواب مین امام فن مناظرہ
اہل کتاب سیدنا **ناصر الدین محمد ابو المنصور**
دہلوی (نصرہ اللہ علی معاویہ) نے کتاب
تنقیح البیان کی تالیف شروع کردی ہے
بلکہ ۵۶ صفحہ تک چھاپ کر فرط عنایت سے ہمارے
پاس بھیج بھی دی ہے۔ ہمنے اوسکو اول سے آخر
تک ایک سرسری نظر دیکھا تو جواہر زواہر معانی
و مطالب سے مملو پایا۔ اور مؤلف علام کا تہہ دل
سے شکریہ ادا کیا۔
جناب ممدوح نے ہر ایک تاویل انکی تفسیر
خانصاحب کا جو مخالفین اسلام سے ماخوذ ہے
یہہ بتادیا ہے اور بحوالہ نقل و کتاب ثابت کر
دکھایا ہے کہ یہہ تاویل آپ نے کتب عیسائیون
سے لی ہے اور وہ آتش پرستون سے اخذ کی
ہے اور اس تاویل مین آپ نے مسیلمہ کذاب

کی شاگردی کی ہے اور یہہ تاویل اپنے جی سے گہڑلی ہے - پہر ہر ایک تاویل کا عقل و نقل سے جواب دیا ہے اور اچہا ناتہہ دکہایا ہے -

اِس مقام مین تشویق و ترغیب ناظرین کے لئے اسکی چند تمثیلات نقل کرتا ہون اور بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اسکی خوبی پر اُنسی سے شہادت بہم پہنچاتا ہون -

(۱) **تفسیر نحریری** کے صـ۳۲ مین قرآن مجید کے معجزہ فصاحت سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسکے بے نظیر ہونیسے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت نہین ہو سکتا - بہت سے کلام انسان کے ایسے دُنیا مین موجود ہین اُنکی مثل آجتک دوسرا کلام نہین ہوا - مگر وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتی -

تنقیح البیان کے صـ۲۹ مین اسکا یہہ جواب دیا ہے - یہی دلیل نصرانی علماء نے بھی فصاحت و بلاغت قرآنی کی بابت لکہی ہے دیکہو میزان الحق وغیرہ مگر اتنا نہ سمجہے کہ اِن فصیح و بلیغ مصنفون نے کبہی یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین یعنی لے آو تم ایک سورۃ اسکی مانند اور خدا کے سوا اپنی حمایتون کو بہی بلالو انتہی پس اُن کے اس طرحکا دعوی نکرنیکے سبب کسی کو اُنکی مثل تصنیف کرنے پر توجہہ نہ ہوئی ورنہ بیسون اُن سے بہتر تصنیفین ہو جاتین اسکی تائید مین اور بہی کلام لطیف کیا ہے جو دیکہنے کے لایق ہے -

(۲) **تفسیر نحریری** کے صـ۳۳ مین کہا ہے حضرت موسی علیہ السلام احکام عشرہ توریت کے جنکو حضرت موسی نے پہاڑ مین بیٹہکر پتہر کی تختیون پہ کہود لیا تہا الخ -

تنقیح البیان کے صـ۳۲ مین اسکا یہہ جواب دیا گیا حضرت موسی اگر گہر مین بیٹہکر نہین کہود سکتے تہے جو پہاڑ پر کہودنے گئے اس سے مطلب یہہ نکلا کہ تمام اُمت کو دہوکا دینے کے لئے حضرت موسی نے نعوذ باللہ یہہ مکر کیا تہا کہ پہاڑ مین بیٹہکر تختیون پر کہود لیا تاکہ لوگ جانین کہ خدا کے پاس سے یہہ احکام لائے ہین - لیکن اگر توریت مین یہہ عبارت موجود ہو کہ خدا نے اپنے ہاتھ سے اُن تختیون پر لکہا تہا تو توریت کا ابطال خان صاحب نے کیا یا نہین ؟ توراۃ مین لکہا ہے کہ خداوند نے جب موسی سے کوہ سینا پر اپنا کلام تمام کر چکا عہد نامہ کی دو لوحین دین اور وہ سنگین

لوحین خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تہین اسکے سوا حضرت موسیٰ چالیس دن رات پہاڑ پر رہے تہے کیا چالیس دن تک وہ لوحین کہودا کئے حالانکہ ایک ذہین اُن لوحون سے زیادہ عبارت کہودی جاسکتی ہے - پہر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بے پڑہے لکہے تہے (سوانح عمری عیسیٰ مصنفہ ایان صاحب باب ۲ و کتاب موید الاسلام مطبوعہ ۱۸۷۸ء ترجمہ کتاب جان ڈیون پورٹ کے صفحہ ۱۸ کا حاشیہ جسے آپ ہی لنڈن سے لائے تہے) پس باوجود بے پڑہے لکہے ہونیکے حضرت موسیٰ وہ لوحین کیونکر کہود سکے قطع نظر اسکے نہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال پہاڑ پر دیکہنے گیا تہا نہ آپ مگر یہ ہونے توریت سے جانا کہ حضرت موسیٰ کو خدا نے دو لوحین لکہکر دی تھین پہر توریت کی خلاف یہہ کہنے کا منصب کہان سے آپ کو ملگیا کہ حضرت موسیٰ نے پہاڑ پر بیٹہکر پتھر کی تختیان کہودلی تہین ؎

۳ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳ وغیرہ مین بہشت کی نہرون اور باغون کی نسبت بہت ہنسی اور تحقیر کی ہے حور و غلمان و دودہ و شراب و شہد و لذیذ میوون کو ہنسی سے اُڑایا ہے -

تنقیح البیان صفحہ ۲۸ مین اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ یہی اعتراض انصاری نے دین اسلام اور قرآن پر کئے ہین دیکہو میزان الحق و مفتاح الاسرار وغیرہ پہر اس ہنسی کا بہت تفصیل سے جواب دیا ہے -

۴ **تفسیر نیچری** کے صفحہ ۴۶ وغیرہ مین قصہ آدم و ملایکہ کی نسبت لکہا ہے کہ یہہ واقعی قصہ نہین ہوا اور فرشتون نے آدم کے خلیفہ کرنے پر اعتراض نہین کیا اور نہ شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا ہے اور نہ شیطان یا ملایکہ کوئی خارجی وجود رہتے ہین مُفسّرین نے اسکو ایک واقعی جہگڑا بنا دیا ہے

تنقیح البیان صفحہ ۴۵ مین اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ یہہ بات آپ نے **مسیلمہ کذّاب** کی کتاب سے لی ہے ورنہ کُتب سماوی قدیم و جدید اس قصہ کی تصدیق کرتے ہین چنانچہ فرمایا ہے کہ جب بقول آپکے تمام مفسّرین اسکو ایک واقعی جہگڑا بنا چکے سمجہتے ہین تو جمہور کے خلاف آپکا یہہ قیاس ثابت ہوا یا نہین اور نہ فقط جمہور اہل اسلام کے خلاف بلکہ جمہور اہل کتاب کے برخلاف بہی - دیکہو علوم الٰہی کا خلاصہ پادری ہی صاحب صفحہ ۸۰ سوال ۲۸۴ کے جواب مین لکہا ہے کہ بعض فرشتون نے حسد بے ایمانی اور مغروری کے باعث خدا سے بغاوت کرکے اپنے تئین برباد کیا ۲ پطرس ۲ باب ۴ یہوداہ

اباب ۶) کتاب ایوب کی ۴ باب ۸ امین ہے
دیکھو اُس نے اپنے کارگزاردن کو امانت دار نہ جانا
اور اپنے فرشتون کو بیوقوف گنا انتہی یعنے
قال اني اعلم ما لا تعلمون اور عبرانیون کے
اباب ۶ مین ہے کہ جب پہلوٹھے کو دنیا مین (یعنی
خاکی جسم مین) لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے
اُسے سجدہ کرین انتہی - اور اول طمطاوس ۳ باب
۶ مین ہے کہ کہین وہ غرور کر کے شیطان کیطرح
عذاب مین پڑے انتہی اور توریت کے شروع
مین یہہ قصہ مفصلاً مرقوم ہے اب یہہ فرمائے کہ
قرآن مجید کے سوا توریت و انجیل کے کئی آیتون کا
بھی انکار آپ سے ثابت ہوا یا نہین اور یہہ انکار بھی
کفر ہے یا نہین ۹ اصل یہہ ہے کہ بعض فلاسفہ
بیدین و ملت نے جو اپنی عقل پر بہت نازان تھے
یہہ دلیلین پیدا کی تھین کہ پیوستن روح بہ بدن
راندن آدم است از بہشت و میل بہ بدن فرمانبردن
حوا و کردارنکو بہ یدہ خوردن شجرہ منہیہ یار خشم
وطاؤس شہوت و گفتہ اند ابلیس عبارت از قوت
وہمی کہ پیر و محسوسات ہست و عالم معقولات را منکر است
و با قوت عقلی در ستیز و آنچہ در شرع آمدہ کہ ہمہ فرشتگان
آدم را سجدہ کردند مگر ابلیس اشارت است بآنمعنی
کہ ہمہ قوائے جسمانی کہ فرشتگان ارضی اند مطیع روح
آدم اند مگر قوت وہمی کہ سرکش است انتہی -
(دیکھو **دبستان المذاہب** مطبوعہ لکھنو سنہ ۱۸۷۷ء
تعلیم یازدہم در عقاید حکما نظر اول صفحہ ۳۴۳)
اور اسی طرح یہہ لوگ معراج اور جنت اور نار و اعراف
و صراط وغیرہ سب چیزون کی تاویل کرتے ہین
اُسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ و ۳۴۶ وغیرہ مین
دیکھلو اور **مسیلمہ کذاب** کی کتاب جسے وہ کتاب
آسمانی اور وحی کہتا تھا اور اسکی ہر دو جلدون
کے نام **فاروق اول** اور **فاروق ثانی**
ہین انکی تعلیم یہہ ہے کہ یہہ جو کہتے ہین کہ خدا نے
ابلیس کو سجدہ آدم کا حکم دیا اور اُس نے انکار کیا
اور اسیوجہہ سے مردود درگاہ ہوا یہہ قول کفر ہے
کیونکہ حق تعالی کسی غیر کو سجدہ کرنیکا حکم کبھی نہین دیتا
ہے اور اُس نے کوئی شیطان کہ آدمیون کو گمراہ
کرے پیدا نہین کیا ہے اور فاروق ثانی مین
لکھا ہے کہ کوئی شیطان موجود نہین ہے حق تعالے
نے آدم کو نیک و بد کامون کا اختیار دیا تھا
اور اسیوجہہ سے کردار نیک و بد کی پرستش ہوگی
انتہی (دیکھو **دبستان المذاہب** مطبوعہ
لکھنو سنہ ۱۸۷۷ء تعلیم ہفتم در عقیدہ صادقیہ کہ پیران

مسیلمہ مین صفحہ ۲۹۹) انہین باتون کو خان صاحب بہادر نے بڑے فضول اور طویل بیان کے ساتہہ کئی ورقون تک لکہا ہے۔

لوبہیان نیچریون کا بہانڈا پہوٹ گیا اور راز نہفتہ کہل گیا اور خوب معلوم ہوگیا کہ جن باتون کو امام نیچریان ہند نے سنہرت دے رکہی ہین یہہ مسیلمہ کذاب کی بنائی ہوئی ہین – جو اس نے قرآن کے مقابلہ مین کہی اور شایع کی تہین اب بہی مسلمان ان کے ... سے سمجہے تو پہر ان کے سمجہ او کی صورت نہین خدا تعالی مصنف علام کو جزا خیر دے اور انکی عمر و کمالات مین برکت عطا کرے جنہون نے اس راز مخفی کو آشکارا کیا اور اصول مذہب نیچر کا ماخذ و پتہ بتا دیا۔

پہر صفحہ ۸ **تنقیح البیان** مین فرمایا ہے کہ آتش پرستون نے جب دیکہا کہ ہم مسلمانون کے آگے اپنے عقاید اور سچون کو ثابت نہین کر سکتے ہین تب انہون نے اپنے مذہب کی باتون کی تاویل کردی پس یہہ انکی بے لیاقتی کی دلیل واضح ہے چنانچہ دبستان المذاہب مطبوعہ لکہنو ۱۸۸۱ء تعلیم اول در عقیدہ پارسیان صفحہ ۲۲ و ۲۳ مین لکہا ہے آنچہ گفتہ اند سروشان و پزشکان و بزرگان پیدا آمدند و آن مشاہدہ و رویت ارواح طیبہ است در حالت خواب و سیمرغ نام حکیمے بود کہ زال پرورد و آنچہ گویند خضر اشا میداشارت است بدانکہ کمال عقل بتوسط بدن انیست و خرد بجسم و جسمانی احتیاج ندارد و نہ ذاتاً و نہ وصفاً باید دانست کہ این فرقہ آنچہ از قانون صلواب بیرون باشد و بمیزان خرد سنجیدہ نشود و ہوش نہ پسندد و ہمہ بدینگونہ تاویل کنند انتہی۔ پس جو ثابت نہین کر سکتے ہین وہ ایسی لغلین جہانکین مگر جو اپنے دعوی پر دلیل رکہتے ہین انہین کیا حاجت ہے جو ایسا گریز کرین سیمرغ نام آدمی کا کبہی نہ سنا ہوگا اگر وہ جانتے کہ کتنے ہی لڑکے ہندوستان مین موجود ہین جنہین بہیڑیون نے پرورش کیا ہے تو اتنی تاویل کی کیون حاجت ہوتی۔ پس انہین آتش پرستون کی طرح خانصاحب بہادر نے بہی تاویلات پر کمر باندہی ہے۔

۵ **تفسیر نیچری** کے ص۵۵ مین کہا ہے تورت مین لکہا ہے کہ خدا نے فرشتون سے کہا کہ آو ہم آدمی کو اپنی صورت پر بنائین یہہ سنکر مسلمان مفسرون

کے دل مین تہا اور وہ اُسکو مثل یہودیون کے
ایسا ہی سمجہہ رہے تہے جیسے کہ ایک آدمی سے ایک
آدمی بات کرتا ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
کو اونہون نے ویسا ہی سمجہا اور آدم اور شیطان
کا قصہ بنا لیا ورنہ وہ صرف انسان کی فطرت
کا زبان حال سے بیان ہے الخ —
تنقیح البیان منہ ۵ مین اسکا یہہ جواب دیا ہے
توریت مین لکہا ہے کہ خدا نے فرشتون سے کہا
اور قرآن مین ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اور مسلمان مفسرون نے ویسا ہی سمجہا ارکون
انصاف کرے کہ اتنے دلایل وجود ملائکہ کے قابل
اعتبار ہین یا فقط خانصاحب بہادر کا لا یعنی قیاس
خانصاحب بہادر کے دعوی کی بنیاد دیش این
نیست کہ لگے بُت پرست فلاسفہ نے بہی وجود
ملایکہ کا انکار کیا ہے لیکن اُن فلاسفہ کی ہفتاد
پشت مین بہی کبہی کسی پر وحی کا نزول نہین ہوا
تہا اسلئے وہ اپنے طور پر اسکا یقین نہین کر سکتے تہے
جیسے کوئی مسلمان گلا گہونٹے مرغی کی لذت سے
آگاہ نہین ہے اسلئے وہ اس فعل کا مخالف ہے مگر
خانصاحب بہادر اُسکی لذت حاصل کر چکے ہین
اسلئے وہ اسکے قدر دان ہین علاوہ اسکے وہ

فلاسفہ چونکہ الہام سے بہرہ ور نہ تہے اپنی دانائی
مین خبط الحواس ہو رہے تہے کہ علاوہ بُت پرستی
کے اُنہین آبدست لینے تک تو تمیز نہ تہی کیونکہ یونان
مین کوئی آبدست نہین لیتا ہے اور یہہ فلاسفہ
بہت بڑی بدکاریون مین بہی مبتلا تہے چنانچہ
علم الہی کا خلاصہ صفحہ ۸ سوال ۸ کے جواب مین
لکہا ہے کہ اگرچہ **بقراط** نے علم اخلاق کے
بابت بہت اچہی طرح سے لکہا اور سکہایا تو بہی اُسنے
آپ جادوگری کو مانا اور سمجہایا اور حرامکاری
مین مبتلا رہا — پہر **افلاطون** کہ بقراط کا سب
سے بڑا شاگرد رشید تہا یہہ سکہلاتا رہا کہ جہوٹ
گناہ نہین ہے بلکہ ایک عمدہ کام ہے اور سوائے
اسکے **سیسرو** کہ قدیم غیر قوم عالمون مین سے
ایک بڑا معقول شخص تہا زناکاری کیواسطے
دلیل لاتا اور خودکشی سکہلا کر آخر کو اپنے نفس کا
خود قاتل ہوا — **کیٹو** کہ فضیلت کا کامل نمونہ
ہو نیکیواسطے موصوف و مشہور تہا لونڈی بازی
اور مے خواری مین تقصیر وار ہوا اور سیسرو کی
مانند قتل نفس کے تعلیم سکہلا کر آخرش اپنے ذات
کا آپ ہی قاتل ہوا انتہی — اب خانصاحب بہادر
کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو لوگ ملایکہ اور

الہام سے بے بہرہ رہے انکا یہہ انجام ہوا۔

یہہ ہمنے چند مطالب اس کتاب کے بطور **تمثیل** ہدیہ ناظرین کئے ہین بقیہ مطالب کے لطف و قوت کا اندازہ اہل بصیرت انہی چند تمثیلون سے کر سکتے ہین یہہ کتاب اسی زور و شور سے اتمام کو پہنچی تو تمام اصول مذہب نیچری کی قلعی کہل جاویگی اور تفسیر مرتبہ سید احمد کی بہی خوب حقیقت واضح ہوگی۔ مگر **افسوس** اس کتاب کا اتمام طبع کافی روپیہ نہ ہونیکے سبب سے معرض تعویق و التوا مین پڑگیا ہے اور مسلمانون کو اس طرف توجہہ نہین ہے۔

زیادہ افسوس کے لایق یہہ امر ہے جو ہمکو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون کی عدم توجہہ کے سبب مصنف علام فکر معاش سے فارغ البال نہین اور انکے گذارہ اوقات روزمرہ کی سبیل بجز بیع و فروخت کتب مصنفہ جناب کے سوا اور کچہہ نہین ہے۔ **پس** اگر مسلمان پیشگی قیمت ارسال کتاب کی طرف توجہہ نہ فرماوینگے تو اس کتاب کا اتمام تو کیا اور افادات و فیوض مصنف بہی بند رہین گے۔

مسلمانون کو اپنے مخالفین مذہب عیسائیون کی طرف بچشم عبرت دیکہنا چاہئے کہ اُن کے اکثر اضلاع کے مقامون مین تیس تیس ہزار روپیہ مصارف اشاعت دین عیسوین کے لئے جمع رہتے ہین جسمین صدہا روپیہ پادری صاحبان کے ذاتی مصارف مین آتا ہے اور ہزارہا کتب مذہبی کے تصنیف و ترویج مین خرچ ہوتا ہے۔ مسلمانون سے یہہ امر تو ہونے سے رہا کیونکہ انکے حال پر یہہ بیت صادق آرہا ہے

کریمان را بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

یعنی جنکے ہاتہہ مین مال ہے انکو اپنا عیش و عشرت سوجہتا ہے جمہوری یا قومی کام مین بہی اُن سے کچہہ بن پڑتا ہے تو اُسی محل مین جہان دُنیا کا نام اور دم نقد فخر دکہائی دیتا ہے اور جن کے دلون مین نصرت دین و حمایت ایمان کا جوش ہے اُن کے ہاتہہ مین فلوس نہین لہذا وہ اتنا سے تو درگذر نہ کرین کہ اگر کوئی شخص نصرت و حمایت اسلام کے لئے کوئی کتاب تصنیف کرے تو تا بمقدور اُسکو واجبی قیمت سے خرید لین اور زر قیمت پیشگی مصنف کے پاس ارسال فرماوین۔

اِدہر تو یہہ حسرت اثر خبر سُننے مین آئی ہے **اُدہر** کتاب براہین احمدیہ کی جلد دوم کا ٹیٹل پیج

دیکہا کہ اسی قسم کی وحشت انگیز خبر نظر سے گذری ہے کہ وہ کتاب جو تین سو عقلی براہین حقانیت قرآن و نبوت محمدیہ ضمن مین رکہتی ہے اور اپنا صدق و غلبہ اس زور سے دکہارہی ہے کہ بعوض مغلوبیت دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتے ہے نیز مسلمانون کی عدم توجہی سے معرض تعویق مین ہے اسکے مصنف محبّی مرزا **غلام احمد صاحب** رئیس قادیان ضلع گورداسپور نے اس کتاب کی ڈیڑہ سو جلد بڑے بڑے رؤسا اسلام کے پاس ارسال فرمائی اور ساتہہ اسکے بذریعہ خط ادہ آنہ کا ٹکٹ ارسال فرماکر سب صاحبون سے یہہ درخواست کی کہ اگر بنظر اشاعت دین و حمایت نبوت سید المرسلین اسکی خریداری منظور ہو تو زر قیمت پیشگی عطا فرماوین ورنہ یہی ٹکٹ جو ارسال خدمت ہے اُس کتاب پر چسپان فرماکر واپس کرین مگر اُن ڈیڑہ سو رؤسا مین سے بجز ایک دو کسان اہل ہمت کے کسینے خریداری کتاب تو کیا خط کا جواب تک نہین دیا اور نہ اصل کتاب کو واپس کیا ہے شاید آدہ آنہ کے ٹکٹ کو غنیمت سمجہکر اور کار خیر مین لگا دیا ہوگا اور کتاب کو زمرہ ردیات اخبار مین داخل کیا ہوگا

انا للہ وانا الیہ راجعون -

مسلمانون کا یہی حال رہیگا تو خدا نخواستہ یا شد بہت جلد وہ وقت آجاویگا کہ قرآن اور اسلام کا نام کوئی نہ لیگا اور دین عیسائی یا دہریہ پن کا عام چرچا ہو جاویگا - اللّٰہم احفظنا عن ذٰلک ولا ترینا ما ھنالک واقبضنا الیک غیر مفتونین قبل ذٰلک -

مسلمانان اہل فضل اب بہی اس بات کو سنبہالین اور پنبہ غفلت کان سے نکالین اور دین اور معاونین دین کی اعانت فرض سمجہکر اور نہین تو عشر عشیر ہی اپنے مصارف ذاتی سے نکالکر دینی کامون مین صرف کرین پس اس کتاب براہین احمدیہ کیطرف بہی توجہہ کرین اور اُس کتاب تنقیح البیان کو بہی تمام کراوین اس کتاب کا حجم و مقدار بہی غالبًا اس تفسیر نیحری کے برابر ہوگا جسکا یہہ جواب ہے اور قیمت بہی وہی لیجاویگی جو اس تفسیر کی قیمت ہے یعنی ۸ روپیہ اب مسلمان بہائیون کو چاہئیے کہ بہت جلد پیشگی قیمت خدمت مصنف مطبع نصرت المطابع دہلی مین روانہ فرماوین اور کتاب کو شایع کراوین اور کتاب براہین احمدیہ کیطرف بہی توجہہ کرین

جن رؤسا و امرا کے پاس اسکی جلدین پہنچی ہین وہ ارسال قیمت یا واپسی کتاب مین تساہل نہ کرین انکے سوا عام اہل وسعت بہی اسکی خریداری مین اپنی ہمتون کو بڑہاوین۔

مژدہ دیگر

تفسیر نیچریہ کے جواب مین ایک اور کتاب تالیف ہوئی ہے جسکے باعث و معاون جناب کمالات انتساب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حامی دین ناصر سنت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام عون الاسلام والمسلمین جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب بہادر سی ایس آئی ڈپٹی کلکٹر مراد آباد ہین اور مولف جناب مولوی محمد احتشام الدین صاحب رئیس مراد آباد — یہہ کتاب مطبع اخبار نیر اعظم مراد آباد مین چہپ رہی ہے قیمت اسکی پیشگی پہنچنے والون کے لئے معہ ۲ محصولڈاک ایک روپیہ ۱۲ قرار پائی ہے جو صاحب اسکے شایق ہون درخواست معہ قیمت میر امجد علی صاحب مالک اخبار نیر اعظم مراد آباد کے پاس ارسال فرماوین۔

التماس

جن صاحبون نے پورے فایل (یعنی مجموعہ پرچہ ہا) سنین گذشتہ و ضمیمہ جات اخبار کی قیمت دریافت فرمائی ہے اور خریداری کا ارادہ رکہتے ہین جلد فیصلہ فرماوین ورنہ بعد فروخت ہو جانیکے مطلوبہ پاوینگے۔

اطلاع

کتاب مصباح الادلہ آٹہہ آنہ کو فروخت ہوتی جاتی ہے جو اسکی خریداری کا ارادہ رکہتے ہین ۸ قیمت ۲ محصول راقم کے پاس بمقام لاہور محلہ سید مٹہہ ارسال فرماوین ورنہ آیندہ مجلد ہو کے ایکروپیہ کو بہی نہ پاوینگے

ہدایت

اب آیندہ مضمون قدیم (النظر فی التفرقہ) شروع ہوتا ہے اسمین اور مضامین آیندہ مین ہر صفحہ کے جانب بالا نمبر صفحہ معمولی ہوگا اور جانب زیرین نمبر صفحہ خاص مضامین ہوگا جسکے ذریعہ سے ہر ایک مضمون کو علیحدہ کر کے یکجا کیا جا سکیگا اور حاشیہ بیرونی پر نمبر آیات ہوگا اور حاشیہ اندرونی پر نمبر احادیث۔ ناظرین انہین نمبرون کی ترتیب پر آیات و احادیث مندرجہ بحث ملا کر نمبر سب لگالین یہ نمبر تعارض آیندہ مین کار آمد ہین

اشتہار
مولوی حافظ عبد العظیم صاحب ... نے مسائل اختلافیہ و تقلیدیہ مین ایک رسالہ مسمیٰ بکلام الفصول تالیف کیا ہے جسمین غیر مقلدین کی تصانیف ... مطلوب ... قیمت ... مطبع ... الاسلام ... بذریعہ مولوی محمد ... اخبار ... طلب فرماوین۔

بقیہ

مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

جسکی ابتدا نمبر پنجم جلد سوم سے ہے

الی السماء واقبل جبرئیل یتضاءل ویدخل بعضہ
فی بعض ویدنو من الارض فاذا ملک قد مثل
بین یدی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد ان
ربک یقرئک السلام ویخیرک بین ان تکون
نبیًا ملکًا وبین ان تکون نبیًا عبدًا قال علیہ
السلام فاشار الی جبرئیل بیدہ ان تواضع
فعرفت انہ لی ناصح فقلت عبدًا نبیًا فعرج
ذلک الملک الی السماء فقلت یا جبرئیل
قد کنت اردت ان اسالک عن ھذا فرایت
من حالک ما شغلنی عن المسئلۃ فمن ھذا
یا جبرئیل فقال ھذا اسرافیل خلقہ اللہ
یوم خلقہ بین یدیہ صافًا قدمیہ لا یرفع
طرفہ وبین الرب وبینہ سبعون نورًا منہا نور یدنو
منہ الا احترق وبین یدیہ اللوح المحفوظ
فاذا اذن اللہ لہ فی شیٔ من السماء او من
الارض ارتفع ذلک اللوح یقرب جبینہ فینظر
فیہ فان کان من عملی امرنی بہ وان کان من

نمبر آیات

زمین کیطرف جہکا ناگاہ ایک فرشتہ آنحضرت کے
سامنے متشکل ہو گیا اور اُس نے کہا اے محمد خدا نے
تجہے سلام کہا ہے اور تجہے نبی بندہ اور نبی فرشتہ
ہونے مین اختیار دیا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے آنحضرت صلعم کیطرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع
اختیار کرین۔ پس آنحضرت صلعم نے فرمایا مین نبی بندہ
ہونا چاہتا ہون پہر وہ فرشتہ آسمان کیطرف
چڑہ گیا آنحضرت نے جبرئیل سے کہا کہ مینے اُسکا حال
تجہسے پوچہنا چاہا تہا۔ مگر مینے تجہہ کو خوفناک حالتین
دیکہا جس نے مجہے اس سوال سے روکدیا اب بتلا
یہہ کون تہا جبرئیل نے کہا یہہ اسرافیل تہا یہہ جسدن
پیدا ہوا دو قدمون پر صف باندہے ہوئے پیدا
کیا گیا یہہ نگاہ نہین اُٹہاتا خدا تعالی ور اسمین ستر حجاب
نور ہین انمین ایک کے بہی قریب ہو تو جل جائے اسکے آگے
لوح محفوظ رہتی ہے جب خدا تعالی کسی کام کا آسمان
یا زمین مین ہونا چاہتا ہے تو لوح محفوظ اسکی پیشانی کے
قریب ہو جاتی ہے پہر اگر وہ کام میرے متعلق ہوتا ہے

عمل میکائیل امرہ بہ وانخان من عمل ملک الملکوت
امرہ بہ قلت یا جبریل علی ای شیئ انت قال
علی الریاح والجنود قلت علی ای شیئ میکائیل
قال علی النبات قلت علی ای شیئ ملک الموت
قال علی قبض الارواح وما ظننت انہ ھبط
الا لقیام الساعۃ وما ذاک الذی رایت منی
الا خوفا من قیام الساعۃ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۳۸۱)

تو مجھے کہدیتا ہے اور اگر ملک الموت کا کام ہوتا ہے تو اسکو کہدیتا ہے آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے کہا کہ تم کس کام پر مامور ہو جبرئیل نے کہا مین ہواؤن اور لشکرون پر مامور ہون آنحضرت نے فرمایا میکائیل کس چیز پر ہے کہا نباتات پر آنحضرت نے پوچھا ملک الموت کس چیز پر ہے جبرئیل نے کہا وہ قبض ارواح پر ہے مین سمجھا تھا کہ وہ قیامت ہونیکے لئے اترا ہے اسلئے مین یہ خوفناک حال دیکھا تھا۔

اور ملایکہ مقربین کی نسبت ارشاد ہے مسیح اور مقرب فرشتے ہماری عبادت سے انکاری نہین ہین

۲۲ لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملائکۃ المقربون (نساء ع ۲۲)

ان مقربین مین چار فرشتے (جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل) بڑے رتبہ کے ہین جبرئیل اور میکائیل کا ذکر تو قرآن مین ہے اور عزرائیل کو قرآن مین ملک الموت سے تعبیر کیا ہے اور اسرافیل کو حدیث مین صاحب الصور بتایا ہے۔ ان چارون کا عالی رتبہ اور اکابر ہونا تفسیر کبیر مین بدلائل ثابت کیا ہے امین جبرئیل علیہ السلام کو ایسا قرب ہے کہ وہ صاحب الوحی ہین حکم ربانی انبیاء کو پہنچاتے اور اپنے سے نیچے کے فرشتون کو بھی حکم خداوندی سے آگاہ کرتے ہین۔

سورہ سبا مین ارشاد ہے کہ جب ملایکہ کی گھبراہٹ (جو وحی کی آواز سننے سے پیدا ہوتی ہے)

۲۳ حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم
قالوا الحق وھو العلی الکبیر (سباء ع ۳)
عن ابن عباس اذا قضی اللہ امرا سبح حملۃ
العرش ثم سبح اھل السماء الدنیا ثم سبح
اھل السماء الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

دور ہوتی ہے تو کہتے ہین خدا نے کیا فرمایا ہے الکید دیر گویا ہے کہ اس نے حق کہا ہے۔
حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالی کچھ حکم فرماتا ہے تو حاملین عرش سبحان اللہ پکارتے ہین پھر اس آسمان والے جو ان کے بعد ہین یہانتک کہ وہ

حتی یبلغ التسبیح الی ہذہ السماء ثم سأل
اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ ماذا
قال ربکم قال فیخبرونہم ثم یستخبر اہل کل سماء
حتی یبلغ الخبر اہل السماء الدنیا (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۷۲)

تسبیح آسمان دنیا پہ پہنچتی ہے پہر چھٹے آسمان والے
ساتوین آسمان والون سے پوچھتے ہین کہ خدا نے
کیا فرمایا ہے پس وہ انکو خبر دیتے ہین حتی کہ وہ خبر
آسمان دنیا پر پہنچتی ہے

بخاری وغیرہ کی روایت مین آیا ہے کہ جب خدا تعالی آسمان مین کوئی حکم فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی

عن ابی ہریرۃ قال اذا قضی اللہ الامر فی السماء
ضربت الملئکۃ اجنحتہا خضعانا لقولہ
کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن
قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق
وہو العلی الکبیر (بخاری صفحہ ۷۰۱)
قالوا ای المقربون کجبرائیل قال ربنا القول

سے پر مارتے ہین اس قول کی آواز ایسی ہوتی ہے
جیسے پتہر پر زنجیر کی۔ جب انکی گبھراہٹ دور ہوتی
ہے تو پوچھتے ہین خدا نے کیا فرمایا پس مقربین
کہتے ہین کہ خدا نے حق فرمایا ہے۔
قسطلانی نے شرح بخاری مین ان مقربین
کی تمثیل مین جبرئیل کا نام ذکر کیا ہے

ابوداؤد کی روایت مین صاف آیا ہے کہ جب خدا تعالی وحی سے تکلم فرماتا ہے تو آسمانون والے

وعن ابن مسعود قال اذا تکلم اللہ تعالی
بالوحی یسمع اہل السماء للسماء صلصلۃ کجر
السلسلۃ علی الصفا فیصعقون فلا یزالون
کذلک حتی یاتیہم جبرئیل حتی اذا جاءہم جبرئیل
فزع علی قلوبہم قال فیقولون یا جبرئیل ماذا قال

آواز سنتے ہین جیسی زنجیر کی پتہر پر آواز نکلتی ہے
وہ اس سے بیہوش ہوجاتے ہین یہانتک کہ جبرئیل
انکے پاس آتا ہے تو انکی بیہوشی رفع ہوجاتی
ہے پہر جبرئیل سے پوچھتے ہین کہ خدا نے کیا
فرمایا پس جبرئیل بتا دیتے ہے۔

ملائکہ حاملین عرش اور اسکے گرداگرد طواف کرنیوالون کے حق مین فرمایا ہے جو عرش کو

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون
بحمد ربہم ویؤمنون بہ ویستغفرون
للذین آمنوا (مومن ۱۶)

اٹھائے ہوئے ہین اور جو اسکے گرداگرد طواف
مین ہین خدا کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہین اور
خدا سے ایمان رکھتے ہین اور مومنون کے لیے

۲۴

٢٥ ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذٍ ثمانيه (الحاقه ١٦)

اور فرمایا کہ قیامت کے دن خدا کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھاوین گے۔

روی عن رسول الله صلعم هم الیوم اربعة فاذا کان یوم القیامة ایدهم الله باربعة (تفسیر کبیر ۲۸۴ جلد ۸)

٩ حدیث مین آیا ہے کہ وہ فرشتے آج چار ہین قیامت کے دن آٹھ ہو جاوینگے۔

قال ابن عباس ثمانیه املاک علی صورة الاوعال (فتح البیان ۲۲۲ جلد ۱۰)

١٠ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ان ملایکہ کی صورت اوعال (پہاڑی بکری) کی سی ہے

وفوق ذالک ثمانیه املاک بین اظلافهن ورکبهن مثل ما بین السماء الی سماء ثم فوق ظهورهن العرش (ترمذی ۱۵۲ جلد ۲)

١١ ترمذی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ان اوعال کے کہرون سے گھٹنون تک اس قدر درازی ہے جسقدر کہ ایک آسمان سے دوسرے تک۔

والذین حول العرش هم الملئکة الذین یطوفون به مهللین ومکبرین هم الکروبیون فتح البیان

جو ملایکہ عرش کے گرداگرد ہین وہ تسبیح وتہلیل کے ساتھہ طواف کر رہے ہین اور وہ کروبیون کہلاتے ہین۔

ملایکہ بیت المعمور کی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بیت المعمور ساتوین آسمان مین ہے اسمین

عن انس قال قال رسول الله صلعم البیت المعمور فی السماء السابعة یدخله کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیه حتی تقوم الساعة (رواه ابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححه)

١٢ ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین جنکی قیامت تک پہر باری نہین آویگی۔

ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبرئیل فقیل من هذا قال جبرئیل فقیل ومن معک قال محمد قیل وقد بعث الیه قال قد بعث الیه ففتح لنا فاذا انا بابراهیم مسند ظهره الی بیت المعمور واذا هو یدخله کل یوم سبعون الف

١٣ صحیح بخاری معتبرہ مین جو حدیث معراج مروی ہے اسمین صاف ارشاد ہے کہ آنحضرت نے ساتوین آسمان پر ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور مین ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا اور بیت المعمور کو دیکھا کہ اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے

ملك لا يجودون اليه (بخاری و مسلم واللفظ لہ)

ہین جو پہر کر نہین آتے۔

ملایکہ جو آسمان پر سجود مین ہین اُنکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجہے اس ذات کی

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلعم والذی نفسی ۱۴
بیدہ ما فیہا موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبہتہ
ساجدا لله (رواہ الترمذی واحمد وابن ماجہ)

قسم ہے جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ آسمان پر چار انگل کی کوئی جگہہ نہین جسپر فرشتے پیشانی رکہہ کہ سجدہ نہ کرتے ہون۔

ملایکہ بہشت و دوزخ کا بہت آیات مین ذکر ہے ایک آیۃ مین ارشاد ہے کہ جب پرہیزگار بہشت

وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی
اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا
سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین۔ (زمر)
والملایکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام
علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار (رعد ۳۶)

۳۶ کیطرف جاوین گے اور اُسکے دروازہ کہلے پاوینگے تو ملایکہ بہشت کے خزانچی اُنکو کہینگے تمپر سلام تم اچہے آئے ہمیشہ کے لئے اسمین داخل ہو اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے فرشتے اُنپر ہر دروازہ سے آوینگے اور سلام کہین گے

وقال الذین فی النار لخزنۃ جہنم ادعوا ربکم
یخفف عنا یوما من العذاب۔
(مومن ۵۶)

ایک آیۃ مین ارشاد ہے کافر دوزخ کے ملایکہ سے کہین گے کہ تم خدا سے دعا مانگو خدا ہمارا عذاب ایکدن ہلکا کرے۔ ایک آیۃ مین ارشاد ہے

ونادوا یا مالك لیقض علینا ربك (زخرف)

مالک (دوزخ کے داروغہ) سے کہینگے کہ تم خدا سے کہو ہماری موت

ایک آیۃ مین ارشاد ہے دوزخ پر ایسے فرشتے مسلط ہین جو بڑے سخت دل بڑی سخت قوت والے

علیہا ملائکۃ غلاظ شداد (تحریم ۱۶)
علیہا تسعۃ عشر وما جعلنا اصحب النار
الا ملایکۃ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین
کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین
آمنوا ایمانا (مدثر ۱۶)

ہین اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے وہ اُنیس ہین اور ہمنے دوزخ پر فرشتون ہی کو مقرر کیا ہے یہہ عدد ہمنے سلئے مقرر کئے ہین کہ منکر اس سے انکاری ہون اور اہلکتاب مان لین اور مومنون کا اس سے ایمان بڑہجاوے

اور ذکر ملایکہ کا بہ تشریح صفات مذکورہ زبان وحی ترجمان حضرت رسالت سے بہت ہی کثرت سے ہوا ہے اور کتب احادیث اُسکے ذکر سے مملو ہے - اس مقام مین صرف ایک کتاب صحیح بخاری کی
۱۵ بعض احادیث متضمنہ ذکر ملایکہ کو نقل کیا جاتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالی کسی بندہ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم اذا احب الله العبد نادى جبريل ان الله يحب فلانا فاحببه فيحبه جبرئيل فينادي جبرئيل في اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض (بخاری ص۴۵۶)

کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اسے دوست رکھ پس جبریل اسکو دوست رکھتا ہے اور تمام آسمان والون مین پکار دیتا ہے کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تم بھی اسکو دوست رکھو پھر اسکے لئے دنیا مین قبولیت ہو جاتی ہے

۱۶ عن عائشہ رض سمعت رسول الله صلعم يقول ان الملائكة تنزل في العنان وهو السحاب فتذكر الامر قضي في السماء فتسترق الشياطين السمع فتسمعه فتوحيه الى الكهان فيكذبون معها مائة كذبة من عند انفسهم

اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے سنا کہ فرشتے بادلون مین اُترتے ہین پس احکام خدا کو ذکر کرتے ہین وہان سے شیاطین سنکر کاہنونکو بتاتے ہین وہ اسمین سو جھوٹ اپنے پاس سے ملاکر لوگون کو بتاتے ہین —

۱۷ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم اذا كان يوم الجمعة كان على كل باب من ابواب المسجد ملائكة يكتبون الاول فالاول فاذا جلس الامام طووا الصحف وجاؤا يستمعون الذكر

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجدون کے دروازہ پہ آبیٹھتے ہین اور پہلے آنیوالے کو لکھتے ہین پھر جو اسکے بعد آوے جب امام خطبہ کے لئے بیٹھتا ہے تو اپنے رجسٹر حاضری کو سمیٹ کر ذکر سننے لگتے ہین

۱۸ عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله صلعم يقول من انفق زوجين دعته خزنة الجنة اى فل هلم (ص۴۵۷)

اور آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ کسی چیز کا جوڑا خرچ کرتا ہے اُسکو بہشت کے خزانچی پکارتے ہین اے فلانے ادہر آو —

۱۹ عن ابی سعید يقول سمعت رسول الله صلعم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

يقو[illegible] جبرئيل فامنى فصليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه يحسب باصابعه خمس صلوات متفق

کہ جبرائیل اوترے اور وہ میرے امام ہوئے۔ پس اُنہون نے مجھے پانچ نمازین پڑھائین۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ملایکہ رات دن آگے پیچھے تم مین آتے ہین او صبح و عصر کی نمازین

عن ابی هريرة قال الملائكة يتعاقبون ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون فى صلوة الفجر والعصر ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسألهم ربهم وهو اعلم بهم فيقول كيف تركتم عبادى فقالوا اتيناهم وهم يصلون و اتيناهم وهم يصلون — متفق

جمع ہوتے ہین پہر جو تم مین رات بہر رہتے ہین خدا کی طرف چڑہ جاتے ہین تو خدا اُن سے پوچہتا ہے حالانکہ وہ آپ خوب جانتا ہے تم نے میرے بندون کو کس حالت مین چہوڑا ہے وہ کہتے ہین کہ جب ہم اُن سے جدا ہوے تو وہ نماز پڑہتے تہے اور جب ہم اُن کے پاس گئے ہین تو وہ نماز پڑہتے تہے۔

عن ابى هريرة ان رسول الله صلعم قال اذا قال احدكم آمين وقالت الملائكة فى السماء آمين فوافقت احدهما الاخرى غفر له ماتقدم من ذنبه — متفق

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین آمین کہتا ہے اور ملایکہ آسمان مین آمین کہتے ہین جب ایک کی آمین دوسرے سے برابر ہو جاتی ہے تو اُسکے پچہلے گناہ بخشے جاتے ہین۔

اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے پوچہا کبہی آپ پر احد کے دن سے بہی سخت دن گذرا آپ نے

عن عائشة رض انها قالت للنبى صلعم هل اتى عليك يوم كان اشد من يوم احد قال لقد لقيت من قومك ما لقيت فكان اشد ما لقيت منهم يوم العقبة اذ عرضت نفسى على ابن عبد ياليل ابن عبد كلال فلم يجبنى الى ما اردت فانطلقت وانا مهموم على وجهى فلم استفق الا وانا

فرمایا ہان وہ عقبہ کا دن تہا جب میری دعوت اسلام کو عبد یالیل نے رد کیا اور مین وہان سے غمناک چلا اور (مقام) قرن الثعالب مین مجہے اس غم سے افاقہ ہوا تو مینے سر اُٹہا کر ایک بدلی کو دیکہا اسمین حضرت جبرئیل تہے اُنہون نے مجہے پکار کر کہا کہ خدا نے تیری بات کو اور جو تجہے

بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابۃ
قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبرائیل فنادانی
فقال ان اللہ قد سمع قول قومک لک وما
ردوا علیک وقد بعث اللہ الیک ملک
الجبال لتامرہ بما شئت فیھم فنادانی ملک
الجبال فسلم علی ثم قال یا محمد ان شئت ان
اطبق علیھم الاخشبین قال النبی صلعم بل
ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ
وحدہ ولا یشرک بہ شیئا ۔ ۵۵
عن النبی صلعم اذا دعی الرجل امرأتہ الی فراشہ
فابت فبات غضبان لعنتھا الملائکۃ حتی تصبح
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت لیلۃ اسری بی موسی
رجلا آدم طوالا جعدا کانہ من رجال شنوۃ
ورایت عیسی ابن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ و
البیاض سبط الراس ورایت مالکا خازن النار ۔
عن ابی ہریرۃ ان النبی صلعم قال ما من یوم یصبح العباد
فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا
خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا (۱۹)
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان للہ ملائکۃ
یطوفون فی الطرق یلتمسون اہل الذکر فاذا وجدوا
قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم فیحفونھم باجنحتھم

اسکا جواب ملا ہے سن لیا ہے اور خدا نے تیری
طرف ملک الجبال (یعنی پہاڑون کے فرشتہ)
کو بہیجا ہے تاکہ تو اُسے حکم دے جو چاہے ۔
پس پہر اس ملک الجبال نے مجہے پکار کر سلام کہا
اور کہا کہ اگر آپ فرماوین تو مین جبل قبیس کو
اور جو اسکے سامنے پہاڑ ہے انپر ڈہانپ دون آنحضرت
نے فرمایا مین نہین چاہتا بلکہ مین امید رکہتا ہون
کہ انکی پُشت سے خدا ایسی اولاد نکالے جو خدا کو
پوجین اور اس سے شرک نہ کرین ۔
اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی
عورت کو اپنے بچہونے کیطرف بلاوے اور وہ انکار کرے
جسپر وہ اس سے ناخوش ہو تو اسپر ملایکہ تمام رات لعنت
کرتے رہتے ہین ۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مینے
معراج کی رات حضرت موسی و عیسی و مالک (داروغہ دوزخ)
کو دیکہا اور آنحضرت نے فرمایا ہر روز آسمان سے دو فرشتے
اُترتے ہین ایک یہہ کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنیوالیکو
اسکا عوض دے دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ بخیل کا مال ہلاک کر دے
اور آنحضرت نے فرمایا خدا کے فرشتے راستون مین
پہرتے رہتے ہین اہل ذکر کو ڈہونڈہتے ہین جب کہین کسی
جماعت کو خدا کی یاد مین پاتے ہین تو آسمان
دنیا تک انکے گرد پرون سے حجم گہٹا باندہ لیتے ہین تا آخر حدیث

عن عائشہ قالت لما رجع النبی صلعم من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتاہ جبریل فقال قد وضعت السلاح واللہ ما وضعناہ اخرج الیہم قال فالی این قال ھھنا واشار الی بنی قریظۃ فخرج النبی الیہم (۵۹۰)

وعن انس رض قال کانی انظر الی الغبار ساطعا من زقاق بنی غنم موکب جبریل حین سار رسول اللہ الی بنی قریظۃ (۵۹۱)

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال یوم البدر ھذا جبریل اخذ براس فرسہ علیہ اداۃ الحرب (۵۷۰)

حضرت عایشہ رض نے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت خندق کی لڑائی سے فارغ ہوے اور اپنے ہتہیارونکو اُتار کر رکہدیا اور غسل کیا تو جبریل آکر بولے کہ ابہی سے تمنے ہتہیارونکو اتار اسنے ابہی نہین اُتارے نکلو انکیطرف اور چلو آنحضرت نے فرمایا کہان چلین جبریل نے کہا بنی قریظہ کیطرف چلو پس آنحضرت انکیطرف نکلے انس فرماتے ہین جو غبار آنحضرت کے چلتے وقت بنی غنم کے کوچہ سے اُٹہا مین گویا اُسکو آنکہہ سے دیکہہ رہا ہون اور آنحضرت صلعم نے بدر کے دن✝ فرمایا یہہ جبریل ہے گہوڑیکی چوٹی پکڑی ہوئی اور لڑائی کے اوزار

یہہ صرف ایک کتاب بخاری کی بعض احادیث ہین اور اگر اسی کتاب کی سب حدیثین یا اور کتب صحاح کی

✝ بدر یا خندق یا بنی قریظہ مین جہان کہین آنحضرت صلعم نے چڑہائی کی ہے اُن ہی لوگون پر کی ہین جنہون نے آنحضرت اور عام مسلمانون کو ستایا اور انکو مکہ سے نکالدیا یا اُنکو مدینہ مین رنج پہنچایا یا اُنکے دشمنون کا ساتہہ دیا۔ پس آنحضرت نے اُن سے اس ظلم کا بدلہ لیا اور اُسکے شر کو روکا۔ یہہ بات بارہا جہانکہین اشاعۃ السنۃ مین کوئی آیۃ یا حدیث متضمن ذکر جنگ و جہاد آتی ہے اسلئے جتائی جاتی ہے کہ غیر اقوام اسلام پر یہہ الزام نہ لگاوین کہ یہہ مذہب جبر و ظلم مبنی ہے اور مخالفین مذہب کو صرف مخالفت مذہبی کے سبب ستانا اس مذہب کا فرض ہے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہین اور اب پہر کہتے ہین کہ بیشک جنگ و جہاد اسلام کا ایک مذہبی فرض ہے ۔ مگر انہین لوگون سے جو مسلمانون کو ستاوین اور دین اسلام سے مزاحمت کرین اور جو مذہب اسلام سے مزاحمت نہ کرین خصوصًا اس حالت مین کہ وہ مسلمانون پر حاکم و متسلط ہو جاوین پہر ان کے دین مین دست انداز نہ ہون جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کا حال ہے تو ان سے لڑنا اور مخالفت کرنا مسلمانون کے مذہبی فرائض سے نہین ہے۔ دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ و ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۲۔ ایڈیٹر۔

اور ذکر ملایکہ کا بہ تشریح صفات مذکورہ زبان وحی ترجمان **حضرت رسالت** سے بہت ہی کثرت سے
ہوا ہے اور کتب احادیث اُسکے ذکر سے مملو ہے - اس مقام مین صرف ایک کتاب صحیح بخاری کی
بعض احادیث متضمنہ ذکر ملایکہ کو نقل کیا جاتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ ۱۵

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا احب
الله العبد نادی جبریل ان الله یحب فلانًا فاحببه
جبرئیل فینادی جبرئیل فی اهل السماء ان الله
یحب فلانًا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له
القبول فی الارض (بخاری صفحہ ۴۵۶)

کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے
مین اُسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اسے دوست رکھ
پس جبریل اسکو دوست رکھتا ہے اور تمام آسمان والون
مین پکار دیتا ہے کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تم بھی اسکو
دوست رکھو پھر اُسکے لئے دنیا مین قبولیت ہو جاتی ہے

عن عائشة رض سمعت رسول الله صلعم یقول ان
الملائکة تتنزل فی العنان وهو السحاب فتذکر
الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع
فتسمعه فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها
مائة کذبة من عند انفسهم - بخاری صفحہ

اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے سنا کہ فرشتے بادلون ۱۶
مین اُترتے ہین پس احکام خدا کو ذکر کرتے ہین وہان سے
شیاطین سنکر کاہنونکو بتاتے ہین وہ اسمین سو
جھوٹ اپنے پاس سے ملا کر لوگون کو بتاتے
ہین -

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا
کان یوم الجمعة کان علی کل باب من ابواب المسجد
ملائکة یکتبون الاول فالاول فاذا جلس
الامام طووا الصحف جاؤا یستمعون الذکر

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے ۱۷
مسجدون کے دروازہ پہ آ بیٹھتے ہین اور پہلے آنیوالے کو
لکھتے ہین پھر جو اسکے بعد پہلے آوے جب امام خطبہ کے لئے بیٹھتا ہے
تو اپنے رجسٹر حاضری کو سمیٹ کر ذکر سننے لگتے ہین ۱۸

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلعم یقول
من انفق زوجین دعته خزنة الجنة ای
قل هلم (بخاری صفحہ ۴۵۷)

اور آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ کسی چیز کا
جوڑا خرچ کرتا ہے اُسکو بہشت کے خزانچی پکارتے
ہین اے فلانے اِدہر آؤ -

عن ابی سعید یقول سمعت رسول الله صلعم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۱۹

عن عائشة قالت لما رجع النبي صلعم من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتاه جبريل فقال قد وضعت السلاح والله ما وضعنا اخرج اليهم قال فالى اين قال ههنا واشار الى بني قريظة فخرج النبي اليهم (۵۹۰)

وعن انس رض قال كاني انظر الى الغبار ساطعا من زقاق بني غنم موكب جبرئيل حين سار رسول الله الى بني قريظة (۵۹۱)

عن ابن عباس ان النبي صلعم قال يوم البدر هذا جبرئيل اخذ براس فرسه عليه اداة الحرب (۵۷۰)

حضرت عایشہ رض نے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت خندق کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور اپنے ہتہیارونکو اُتار کر رکہدیا اور غسل کیا تو جبرئیل آکر بولے کہ ابہی سے تمنے ہتہیاروںکو اتارا سجدا ہمنے ابہی نہین اُتارے نکلو انکیطرف اور چلو آنحضرت نے فرمایا کہان چلین جبرئیل نے کہا بنی قریظہ کیطرف چلو پس آنحضرت انکیطرف نکلے انس فرماتے ہین جو غبار آنحضرت کے چلتے وقت بنی غنم کے کوچہ سے اُٹہا مین گویا اُسکو آنکہہ سے دیکہہ رہا ہون اور آنحضرت صلعم نے بدر† کے دن فرمایا یہہ جبرئیل ہے گہوڑے کی چوٹی پکڑی ہوئی اور لڑائی کے اوزار

یہہ صرف ایک کتاب بخاری کی بعض احادیث ہین اور اگر اسی کتاب کی سب حدیثین یا اور کتب صحاح کی

† بدر یا خندق یا بنی قریظہ مین جہان کہین آنحضرت صلعم نے چڑہائی کی ہے اُنہی لوگون پر کی ہین جنہون نے آنحضرت اور عام مسلمانون کو ستایا اور انکو مکہ سے نکالدیا یا اُنکو مدینہ مین رنج پہنچایا اور اُنکے دشمنون کا ساتہہ دیا۔ پس آنحضرت نے اُن سے اس ظلم کا بدلہ لیا اور اُنکے شر کو روکا۔ یہہ بات بار بار جہان کہین اشاعة السنة مین کوئی آیة یا حدیث متضمن ذکر جنگ و جہاد آتی ہے اسلئے جتائی جاتی ہے کہ غیر اقوام اسلام پر یہہ الزام نہ لگادین کہ یہہ مذہب جبر و ظلم مبنی ہے اور مخالفین مذہب کو صرف مخالفت مذہبی کے سبب ستانا اس مذہب کا فرض ہے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہین اور اب پہر کہتے ہین کہ بے شک جنگ و جہاد اسلام کا ایک مذہبی فرض ہے ۔ مگر اُنہین لوگون سے جو مسلمانون کو ستادین اور دین اسلام سے مزاحمت کرین اور جو مذہب اسلام سے مزاحمت نہ کرین خصوصاً اس حالت مین کہ وہ مسلمانون پر حاکم و متسلط ہو جاوین پہر ان کے دین مین دست انداز نہ ہون جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کا حال ہے تو ان سے لڑنا اور مخالفت کرنا مسلمانون کے مذہبی فرائض سے نہین ہے۔ دیکہو اشاعة السنة نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ و ضمیمہ اشاعة السنة نمبر ۶ جلد ۲ — ایڈیٹر۔

سبہی احادیث کو نقل کیا جاوے تو بلا مبالغہ ایک مجلد ضخیم تیار ہو۔ ان آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو ملایکہ کے نسبت مسلمانون کا اعتقاد ہے یہہ انکو خدا و رسول نے سکہایا ہے اور جناب **مخاطب** کا یہہ کہنا کہ یہہ اعتقاد مسلمانون نے یہودیون و مجوسیون وعرب کے بت پرستون سے سیکہا ہے کمال جرات و سخت **مغالطہ** ہے عرب کے بت پرست و یہود و مجوس تو پیچہے ہوئے یہہ اعتقاد تو خدا تعالی کا ارشاد ہے جو یہودیون و مجوسیون بت پرستون سے پہلے ہے۔ پہر بعد از خدا حضرت نوح و ابراہیم کے وقت سے مومنون اور کافرون مین یہی اعتقاد متواتر چلا آیا ہے۔

حضرت ابراہیم و لوط کے پاس ملایکہ کا بشکل انسان آنا اور خدا کی طرف سے بشارت حضرت اسحاق و خبر عذاب قوم لوط لانا پہلے بیان ہو چکا ہے قوم نوح سے قرآن مجید مین منقول ہے کہ قوم نوح سے منکرون نے کہا خدا چاہتا تو فرشتون کو اتارتا۔ ایسا ہی عاد قوم ہود سے منقول ہے۔

فقال الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ولو شاء اللہ لانزل ملائکۃ (مومنون ۲۴)

وقالوا لو شاء ربنا لانزل ملائکۃ (حم سجدہ ۱۴)

پہر جناب مخاطب کا یہہ کہنا کہ یہہ اعتقاد مسلمانون نے یہودیون سے سیکہا ہے **جرات** و مغالطہ نہین ہے تو کیا ہے اس جرات کا **منشا** یہہ ہے کہ خدا کی مشیت سے اس ملک مین انگریزون کی بادشاہت ہے اور یہودی ایک مدت سے دولت دادبار مین ہین اسلئے انگریزون کی سبہی باتین (گو کسی مذہب عیسائی محمدی وغیرہ کے موافق نہ ہون) انکو خوش لگتی ہین اور یہودیون کی ہر بات (مذہب اسلام کے موافق ہی کیون نہو) بری معلوم ہوتی ہے۔ پس جو بات مسلمانون کی آپ کو اپنی یا اپنے ہم خیال انگریزون کے مخالف معلوم ہوتی ہے آپ اسکو یہودیون کی بات کہہ کر

جب ہم نے خدا تعالی کی کلام اور زمانہ حضرت نوح و ابراہیم و قوم عاد کے محاورہ سے ملایکہ کا ان معنی مین مستعمل ہونا جن کو مسلمان اعتقاد کہتے ہین ثابت کر دیا تو اب ہمکو اس امر کی حاجت نہین کہ ہم اسپر عرب کے قدیم اشعار و محاورات کی شہادت لاوین اور مخاطب کے اس بات کا جو نمبر ۹ جلد ۳ مین منقول ہے جواب دین کہ محاورہ قدیم عرب مین ملایکہ کا ان معنی مین مستعمل ہونا پایا نہین جاتا۔ انتہی

ساقط الاعتبار ٹھرا دیتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ یہہ تو خدا کی بات ہی جو قرآن مین آئی ہے یہودی اسکے قایل ہین تو انہون نے بھی خدا ہی سے لی ہوگی بناءً علیہ چونکہ فلسفی مشرب انگریز جن وملایکہ کے قایل نہین ہین اور یہودی مسلمانون کیطرح قایل ہین اسلئے آپنے مسلمانون کے اعتقاد کو یہودیون کا اعتقاد ٹھرایا ہے اور آیات واحادیث مذکورہ سے آنکھہ کو بند کر لیا کسینے سچ کہا ہے

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔ صد حجاب از دل بسوئی دیدہ شد

ابطال مقال وخیال مخاطب

جو آپنے برعم خود جملہ آیات قرآن کے جواب مین کہا ہے (چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ مین بضمن حاشیہ صفحہ ۲۷۲ و ۲۷۳ منقول ہوا) کہ جن فرشتون کا قرآن مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور ان قوائے کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق مین مختلف قسم کی پیدا کی ہین ملک یا ملایکہ کہا ہے قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملایکہ کا اُس مراد سے استعمال نہین ہوا جو مراد یہودیون نے قرار دی تہی ۔ بلکہ برخلاف اسکے ان قدرتی قوائے پر جن سے انتظام عالم مربوط ہے ملایکہ کا اطلاق ہوا ہے" تین وجہہ سے باطل ہے ۔

وجہہ اول یہہ کہ اس سے پہلے آپ فرما چکے ہین (چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ ص ۲۷۱ مین منقول ہے) کہ "ان سے برتر مخلوق ہونیسے انکار کی کوئی وجہہ نہین ہے شاید کہ ہو" جسمین صاف اقبال پایا جاتا ہے کہ وجود ذاتی واصلی ملایکہ محال نہین ہے بلکہ ممکن ہے پہر اب یہہ کہنا آپ کا کہ ملایکہ کا کوئی اصلی وجود ہو ہی نہین سکتا ـــــــ حافظہ نباشد کے سوا کیا وجہہ رکہتا ہے ۔

وجہہ دوم نصوص مصرحہ مثبتہ وجود واجسام واشکال وغیرہ جسمانی صفات ملایکہ کو قوائے پر حمل کرنا ظاہری معنے سے تاویل کرنا ہے اور تاویل کے لئے ظاہری معنی کا محال وناممکن ہونا شرط ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۷ جلد ۲ مین خوب بسط وتفصیل سے ثابت کیا گیا ہے) اور ان نصوص کی ظاہری معنی کا ممکن ہونا محال نہ ہونا آپکے منہہ سے نکل چکا ہے ۔ پس اب ان معنون مین

انکی تاویل (صحیح بہی فرض کیجاوے) توکب چل سکتی ہے۔

وجہہ سوم نصوص متضمنہ ذکر ملایکہ مین ملایکہ کا بوجود ذاتی واصلی موجود ہونا اور جسم وجسمانی صفات واشکال وغیرہ سے موصوف ہونا اس تشریح وتفصیل سے پایا جاتا ہے کہ انمین اس تاویل کی (بناء جواز) ناجایز ہونیکے گنجایش نہین ہے

دیکھو آیۃ نمبر اول مین ملایکہ کا قبل وجود آدم موجود ہونا پایا جاتا ہے نمبر دوم مین صاحب پر ہونا نمبر ۳ و ۴ و ۵ مین ملایکہ کا حضرت ابراہیم و لوط کے پاس آنا اور انکے سامنے بچہڑے کا گوشت لایا جانا اور ملایکہ کا قوم لوط کی بستیون کو اُلٹا ڈالنا اور اُن پر پتہر برسانا نمبر ۶ مین۔ ملکی رسول کا انسانی رسول سے علیحدہ ہونا نمبر ۷ مین ملکی رسول کا وحی نبوی سے علیحدہ ہونا نمبر ۹ مین ملایکہ کا اعمال بنی آدم کو لکہنا نمبر ۲۴ مین ملایکہ کا عرش معلی کو اُٹہانا اور مومنون کے لئے دعا مانگنا نمبر ۲۹ و ۳۰ مین ملایکہ کا بہشت و دوزخ پر مسلط ہونا اور قیامت کے دن مومنون اور کافرون سے ہمکلام ہونا پایا جاتا ہے اور حدیث نمبر ۱ مین ملایکہ کا جن وانس کے مقابلہ مین نور سے مخلوق ہونا اور نمبر ۲ مین اسرافیل کا ایک صورت خاص پر پیدا ہونا اور نمبر ۳ مین جبرئیل کا دحیہ کلبی کی صورت پر مشاہدہ ہونا نمبر ۴ مین رعد کا آگ کی قمچیون سے بادلون کو ہانکنا۔ نمبر ۵ مین اسرافیل کا آسمان سے اترنا اور جبرئیل کا اُس سے ڈر جانا اور اسرافیل کا لوح محفوظ کو دیکہہ کر جبرئیل ومیکائیل عزرائیل کو انکی خدمات سپرد کرنا نمبر ۶ و ۷ مین ملایکہ کا وحی کی آواز سنکر خوف سے پر مارنے لگ جانا اور بیہوش ہوجانا نمبر ۱۰ و ۱۱ مین حاملین عرش کا بزکوہی کی شکل پر ہونا نمبر ۱۲ و ۱۳ مین ہزارہا فرشتون کا بیت المعمور مین ہونا نمبر ۱۴ مین آسمان کا ملایکہ سے پر ہونا۔ نمبر ۲۲ مین ملک الجبال کا آنحضرت کو دکہائی دینا اور بعد سلام کفار مکہ پر پہاڑ اُلٹ ڈالنےکی اجازت چاہنا پایا جاتا ہے۔

اور ایسا ہی بقیہ آیات وحدیث سے مستفاد ہے جنکی نقل سے بخوف تطویل تعرض نہین ہوا۔ اور یہہ امر صاف یقین دلاتا ہے کہ ملایکہ بذات خود قایم وموجود ومجسم ومتشکل ہین قوائے وصفات قایم بالغیر نہین ہین۔ اگر وہ صفات وقوائے موجودات ہوتے تو وہ ان اجسام واشکال

دکہائیات سے دکہائی دیتے تہے اور نہ ان آیات و احادیث مین صفات جسمانیہ کے محل قرار دئے جاتے اور اگر اسکے جواب مین کہو کہ حقیقت مین آجتک ملائکہ کو کسینے نہین دیکہا جو کچہہ کسیکے مشاہدہ مین آیا ہے اور ان آیات و احادیث مین مذکور ہوا ہے یہہ دیکھنے والے کا خیال ہے تو اسکا جواب نمبر ا سلسلہ ۴ مین صفحہ ۲۸۴ وغیرہ ادا ہو چکا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی آپ کی نسبت کہدے کہ یہہ شخص جسکو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر کہتے ہین واقع مین کوئی شخص نہین ہے جو نظر آتا ہے دیکھنے والے کا خیال ہے اور اُسکی تفصیل و دلیل اسی نمبر مین مرقوم ہے جو دیکھنے کے لائق ہے۔ اور جو ارشاد ہوا ہے کہ قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک اس مراد سے استعمال نہین ہوا جو مراد یہود نے قرار دی تہی۔ یہہ آپنے بزعم خود اُن آیات کا جواب دیا ہے جنمین آپکی تاویل چل نہین سکتی اور بدون تسلیم وجود ذاتی ملائکہ کے کچہہ بن نہین پڑتی۔ آپ فرماتے ہین (چنانچہ اصل کلام جناب نمبر ا جلد ۳ صفحہ ۲۷۵ مین نقل ہو چکا ہے) کہ جن آیتون مین خدا نے فرشتون کو جداگانہ مخلوق ٹہرایا ہے اور انکی حُب و بغض کا ذکر فرمایا ہے اُنمین یہودیون کے خیال و عندیہ کو حکایت کیا ہے اپنی طرف سے بطور کلام مقصود کچہہ ذکر نہین کیا۔ یہودیون نے اپنے عندیہ مین دو جداگانہ فرشتے جبرائیل و میکائیل ٹہرا رکہے تہے جبرائیل کو آنحضرت صلعم کیطرف وحی لانے والا خیال کرتے اور اپنا دشمن سمجہتے خدا نے اُنہی کے عندیہ پر کہدیا کہ ہان جبرئیل ہی وحی لاتا ہے تم اُس سے دشمنی رکہتے ہو تو خدا تمہارا دشمن ہے مگر یہہ سراسر مغالطہ ہے خدا و رسول کی کلام مین ذکر ملائکہ اسی معنی و مراد سے جسکو آپ قرار داد یہود بتاتے ہین بہت ایسی مواضع مین وارد ہے جہان کسیکے خیال کی حکایت نہین ہے بلکہ وہان ذکر ملائکہ مقصود و مطلوب ہے۔ افسوس آپنے ذکر ملائکہ کو ایک جگہہ غیر مقصود و حکایت از یہود سمجہکر سبہی مواضع مین یہی حکم لگادیا اور یہہ بات قلم سے نکالتے ہوئے قرآن کہولکر نہ دیکہہ لیا۔

آیات مرقومہ بالا مین سے اکثر آیات خصوصاً نمبر ا سے ۷ و ۲۱ و ۲۴ مین ملائکہ کا ذکر کلام مقصود مین وارد ہے جنمین کسی یہودی وغیرہ کے خیال و مقال کی حکایت نہین ہے اور وہان ملائکہ سے

مراد بھی وہی معنی ہین جنکو آپ قرار دادیہود بتلاتے ہین ایسا ہی آیات ذیل کا مفاد ہے۔

سورہ **فرقان** اور سبا مین ارشاد ہے جسدن خدا تعالی سبکو اکھٹا کرے گا پھر فرشتون سے

ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للملئکة اھولاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مومنون (سبا ۵۶)	کہیگا یہہ لوگ (بزعم خود ملایکہ پرست) تمکو پوجتے تھے وہ کہینگے تو پاک ہے تو ہمارا دوست ہے نہ یہہ لوگ۔ یہہ تو جنون کو پوجتے تھے اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے۔

اس **آیت** سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ بوجود ذاتی موجود ہین اور خطاب و جواب کے لایق ہین قیامت کے دن اٹھائے جاوینگے خدا اُن سے خطاب کریگا اور وہ جواب دینگے اور یہہ امر عین مقصود کلام الہی ہے اسمین کسی یہودی یا مشرک کے خیال کی حکایت نہین ہے اسلئے کہ کسی یہودی یا مشرک کا یہہ خیال نہ تہا کہ قیامت کے دن خدا تعالی کا فرشتون سے یہہ سوال وجواب ہوگا۔

اور سورہ **زخرف** مین ارشاد ہے ہم چاہین تو تمہارے بدلے زمین مین فرشتے بھیجدین جو تمہارے

ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون (زخرف)	خلیفہ ہون

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ بوجود ذاتی موجود ہین جسکے وہ انسانون کی خلاف کر سکتے ہین اور یہہ بھی عین مقصود کلام الہی ہے اسمین کسیکے خیال کی حکایت نہین۔

اور کئی **آیات** مین ذکر ملایکہ ایسا مقصود ہے کہ انکا ماننا جزو ایمان اور اُنسے انکار کفر ٹھہرایا گیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ کوئی اصلی وجود رکھتے ہین صرف قوائے اشیاء عالم کا نام ملایکہ نہین ہے۔ صرف **قوتون** کا نام ملایکہ ہوتا تو انپر ایمان لانیکی یہہ تاکید اور اُن سے کفر کرنے پر یہہ تشدید واقع نہ ہوتی۔ قوائے موجودات عالم (جبال و بحار اشجار و حیوان و انسان وغیرہ) کا تو کوئی کافر سے کافر اور مشرک سے مشرک بھی منکر نہ تہا پھر اُن پر ایمان لانیکی تاکید کی کیا ضرورت تھی اور اُنکے انکار پر تکفیر کب مناسب تھی۔

منجملہ ان **آیات** کی ایک آیة مین ارشاد ہے نیکی (صرف) یہی نہین ہے کہ مشرق یا مغرب

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملائکۃ والکتاب والنبیین (بقرہ ۲۲۶)

کیطرف (نماز مین) مونہہ کرلو۔ نیکوکار تو وہ شخص ہے جو خدا پر اور پچھلے دن پر اور فرشتون اور کتابون اور نبیون پر ایمان رکھتا ہون —

اور ایک آیۃ مین ارشاد ہوا ہے آرسول اور سب مومن اسپر ایمان لاتے ہین جو خدا کیطرف سے اُتری

اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ (بقرہ ۲۰۲)

ہے وہ سبھی خدا کو اور اسکے فرشتون کو اور اُسکی کتابون اور رسولون کو مانتے ہین۔

ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالا بعیدا (نساء ۲۰)

اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے جو کوئی اللہ سے اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون سے اور پچھلے دن سے منکر ہوا وہ دور ہو لا۔

اور احادیث نبویہ جو اوپر مذکور ہوئی ہین سب کی سب اسی قسم سے ہین کہ انمین ذکر ملایکہ معنی مذکور مقصود ہی اور اسمین کسیکے خیال و مقال کی حکایت نہین اور ایک حدیث صحیح مین وارد ہے کہ انحضرت صلعم

عن عائشۃ کان النبی صلعم اذا قام من اللیل افتتح صلوتہ اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل فاطر السمٰوات والارض الخ (صحیح مسلم)

نے تہجد کی نماز مین دعاء استفتاح مین خدا کی حضور مین جبرائیل کا نام لیا اور خدا تعالی کو رب جبریل ومیکائیل و اسرافیل کے نام سے پکارا۔

یہ حدیث اسبات مین نص قطعی ہی کہ جبرائیل ومیکائیل و اسرافیل (جنکے حقایق و صفات کا ذکر عنقریب گذرا) کا نام آنحضرت کی زبان پر بہ تقلید یہود جاری نہین رہا۔ بلکہ بتعلیم الہی و مشاہدہ نفس الامری تہا اُس خلوت مین اور تہجد کیوقت مین اور دولت سرائے نبوی مین کون یہودی یا نصرانی حاضر و موجود تہا جسکی خاطر سے آپنے خدا کو رب جبرئیل ومیکائیل کے نام سے پکارا اور اپنی عبادت و دعا مین اسکے خیال کو حکایت کیا۔

افسوس ہی نیچرا ئیل صاحب نے ایک آیۃ من کان عدوا لجبریل کو یہود کے مقابلہ مین دیکھ کر جبرئیل ومیکائیل کے ذکر کو خیال یہود سے حکایت ٹھہرا دیا۔ اسکے سوا اور آیات و احادیث کو جنمین جبرئیل ومیکائیل مقصود بالذکر ہین آنکھ کھول کر نہ دیکھا اور جو آپنے اخیر مین لکھا ہے چنانچہ نمبر ۹ جلد

صفحہ ۲۷ مین منقول ہوا) کہ کیا یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بھی فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب کے نام ہین کیونکہ اور کا نام قرآن مین نہین آیا"۔
یہہ کہنا ایسا ہی جیسا کوئی منکر بعثت انبیاء کہے کہ کیا یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ خدا کیطرف سے ہزارہا نبی اور سیکڑون رسول (چنانچہ مسلمانون کا اعتقاد ہے اور قرآن مین بھی اشارہ پایا جاتا ہے) مبعوث ہوئے مگر سوائے ان اٹھارہ بیس انبیاء آدم و نوح و ابراہیم و داؤد و سلیمان و موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام کے اور سب کے نام ہین کیونکہ ان انبیاء کے سوا اورون کا نام (جیسے خرقیل شموئیل وغیرہ وغیرہ) قرآن مین نہین ہے اور اسبات کو تو آپ بھی بظاہر مغالطہ جانتے ہونگے کیونکہ آپ دایرہ نبوت کو یہانتک وسیع سمجھتے ہین کہ ⁺⁺لوتھر اور کالون اور دیانند سرستی اور بابو کیشب چندر سین برہمو سماجی کو نبی کہتے ہین اور پرچہ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ مین چین و ماچین و انگلستان مین نبیون کا ہونا تجویز فرماتے ہین اور صرف عرب و فلسطین سے انبیاء کی مخصوص و محصور ہونیکو بڑی تحقیر سے رد کرتے ہین حالانکہ قرآن مین سوائے انبیاء عرب و فلسطین کے کسی نبی کا نام نہین ہے پس ایسا ہی اپنے اسبات کو کہ سوا جبرئیل و میکائیل کے قرآن مین کسی فرشتہ کا نام نہین ہے مغالطہ سمجھین اور ایسے خیالی اور وہمی دلایل سے ابطال حقایق موجودہ سے جنکے وجود پر قرآن و حدیث شاہد ہے باز آوین — باقی آیندہ

---

† انما انت منذر ولکل قوم ھاد (رعد ۱) سورہ رعد مین ارشاد ہے تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی گذر چکا ہین
وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر اور سورہ فاطر مین ارشاد ہے کسی امتون مین ڈرانیوالا گذرا ہے —
ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص (مومن ۶) اور سورہ مومن مین ارشاد ہے ہمنے تیرے پہلے رسول بھیجے بعضون کا حال سنایا بعض کا نہین سنایا —
وقیل لرسول اللہ کم الرسل فقال ثلثمایۃ وثلثۃ عشر وقیل وکم الانبیاء فقال مایۃ الف واربعۃ (تفسیر کبیر) تفسیر کبیر مین ہے آنحضرت صلعم سے کسینے پوچھا رسول کتنے گذرے ہین آپ نے فرمایا تین سو تیرہ پھر پوچھا نبی کتنے ہین آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار —

†† دیکھو تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ جسکی عبارت التفرقہ نمبر ۸ جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ مین گذری ہے —

٥ تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین آپ فرماتے ہین پس یہہ خیال کرنا کہ انبیاء کی ایک ذرا سے ٹکڑے [illegible] [illegible]
عرب ہی کو انہون نے خدائی روشنی سے منور کیا تھا اور تمام براعظم افریقہ اور امریکا اور یورپ جاہل [illegible] ایک بہت بڑی [illegible]

ولادت مسیح علیہ السلام

اس مسئلہ مین آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن و حدیث دونون کو طاق مین رکہدیا اور مضمون سہ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر پرتزویر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جو کچہہ اسکے ثبوت مین لکھا ہے اسمین تزویر و تحریف کے سوا کچہہ نہین کیا۔ ہم **خلاصہ** عبارت جناب اس مقام مین نقل کرتے ہین پہر بتفصیل اسکا جواب دیتے ہین۔ اصل **عبارت** جناب مین بہت تطویل تہی و مع ذلک وہ بے ترتیب و پراگندہ تہی۔ اسلئے ہم نے بنظر اختصار و افہام ناظرین اسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھ سکتا ہے آپ نے مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین پہلے عقلی بحث کی ہے پہر نقلی۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پہر قرآن سے اور کوئی بحث جناب **کذب و مغالطہ** سے خالی نہین ہے۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پہر نمبروار ان کے جوابات قلم مین لاتے ہین۔

بحث عقلی

۱۔ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار مقصود ہے اسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد و تناسل پیدا کرتا ہے پہر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا؟۔

۲۔ اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہہ بہی نہین ہو سکتا۔ اسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تہا کہ یہہ امر واضح ہوتا اور اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا۔

۳۔ اور نہ یہہ معجزہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکر

کردن تہا - اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین دردزہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہوتا نہ مسیح کا -

بحث نقلی از انجیل و حواشی آن

اس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر بیس باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو امور تنقیح طلب کہا جاسکتا ہے - ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پھر انکے مویدات و شواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین -

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے -

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال و اعتقاد نہ تہا حتیٰ کہ حواریین مسیح نے بھی اس امر کو نہین جانا یہہ امر صرف مریم اور یوسف کے دلون مین مخفی تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے صلیب پر اٹھنے کے بعد ظاہر کیا اس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہا جاتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون و فیثاغورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے - جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پھیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو اُن لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکھی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت اُن خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین * * * * * * پھر زمانہ کے گزر جانیکے پر یہہ خیال جس سے عیسی کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہوگیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجھا گیا - اور اسکے ساتھ یہہ بھی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے - انکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین - یہہ اتہام سلسس نے جو تیسری صدی مین تہا کیا تہا -

(۴) بقول حوارین و عیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف نجار سے منگنی ہو چکی تھی اور شریعت یہودی مین رسم تھی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکھنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہو جاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بھی ناجائز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونیسے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءً علیہ یوسف حضرت مریم سے ہمبستر ہوا اور اُسی سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا)

امر اول کے ثبوت و تائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داود و ابن ابراہیم لکھا ہے اور پھر انجیل لوک باب اول ورس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داود کی نسل سے تھا - پھر فرمایا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ان کے سبب سے انکو داود کی نسل سے قرار دیا گیا تو یہ بات دو وجہہ سے غلط ہے - اول اسلیے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب نامہ بیان نہیں ہو سکتا - دوسری یہ کہ حضرت مریم کا داود کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے - پھر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کر دیا ہے کہ مریم علیہا السلام داود کی نسل سے نہین ہے

امر دوم کے ثبوت و تائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پھر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد لکھا ہے - انجیل متی باب اول ورس ۱۶ - ایضاً باب ۱۳ ورس ۵۵ - انجیل لوک باب ۲ ورس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸ - انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲ - ایضاً باب اول ورس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ لکھا ہے - اعمال حوارین باب ۲ ورس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داود سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا - اور رومیان باب اول ورس ۳ جسمین لکھا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داود کے تخم سے پیدا ہوا - **آیات انجیل** متی ۱ - ۱۶ و لوک ۲ - ۳۳ کے ذیل مین آپ نے تھوڑی سی **یونانی** بھی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے - اور بذیل آیات متی ۱ - ۱۶ کے کہا ہے کہ بعض نسخون مین حضرت عیسی کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے - اس تغیر کا سبب بھی خیالات ہین

جو یونانیون مین مذہب عیسوی پہیلانے کے لئے پیدا ہوئے تہے۔
پہر **فرمایا ہے** لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین تب یوسف اور اسکی مان"، مگر اس مقام پر بہی اسی خیال سے تغیر کیا ہے۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۵ء اور شنڈروف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور رومن ولگٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے۔ بلکہ اسکا باپ اور اسکی مان لکہا ہے اور ٹرونوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔
امر سوم کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے عیسی کو بیٹے کے لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب کا اندازہ کرنا ہوگا۔
ایسا ہی **امر چہارم** کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیٹو سیکلو پیڈیا سے منگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہو جاتا تہا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کرینگے۔ پہر اسپر ایک یہہ **حاشیہ** چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہون کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح خطہ لکہا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اس امر کی کفالت مین قبول کر کہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہو جاویگی
دوسرا حاشیہ یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح ہی صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہجاتا تہا۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اس معاہدہ مین قرار پاتی تہی — اسکی **مثال** بالکل ایسی ہے جیسیکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسیکہ اب بہی بعض دفعہ مسلمانون مین نکاح بہ تحریر نکاح خط عمل مین آتا ہے اور

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔

تیسرا حاشیہ یہہ کہ یہودیون کے ہان اس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہوجاتے تھے اور پھر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین آتی تھی یہانتک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی تھی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تھی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پھر اس حاشیہ سوم کے ثبوت مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیٹو سیکلوپیڈیا سے ہی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکھا ہے کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا یہودیون مین ہوجاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی انکو پہلے اجازت نہین ہوتی تھی۔ اور اسی کتاب مین لکھا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ حکمتین رکھی تہین۔ اول یہہ کہ ان پر عیب مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکا رشتہ دار مریم تہین مریم کا نسب نامہ ظاہر ہوجاوے چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔

ان حواشی سے آپنے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گھر جاکر حاجت روائی کرتا ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہوگیا ہوگا۔ اور جو اُسکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے **قبل ہم بستر ہونیکا** لفظ خورد برد کرکے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا سبب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہوجانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکی سبب سے ایسا خیال **کیا ہوگا**۔ اس قول مین بھی الفاظ ہونگی اور ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا ہوگا

بحث نقلی از قرآن

اس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ ومعترضانہ طرز اختیار کی ہین اور اسمین بہی کذب ومغالطہ کی پوری داد دی ہے - مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا آپنے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کہا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس جواب مین کذب † اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے - چونکہ وہ بحث جواب استدلال اہل اسلام ہے اسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور سندات اکاذیب اور ہوگا اور ہوگی کو نقل کرکے اُسکا جواب دیا جاویگا - یہہ آپ کے بیان بلا ضبط وبے برہان کا خلاصہ ہے اب اسکا جواب دیا جاتا ہے -

† اس کذب کی مثال ایک یہہ بات ہی جو آپنے تفسیر سرانزدیہ کے صفحہ ۳۳ سطر ۱۹ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجھے تو انسان نے ہاتھہ بہی نہین لگایا پہر میرے لڑکا کیونکر ہوگا - یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا - بلکہ غالباً اُن کا خطبہ بہی یوسف سے نہ ہوا تہا - یہہ آپکا کہنا اسلئے کذب ہے کہ انجیل لوک باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تہی - اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہو چکی تہی - چنانچہ اصل عبارت انجیل بسکا بضمن جواب بحث نقلی از انجیل عنقریب آتی ہے -

(**عذر**) ہمنے جناب مخاطب کی کلام مین بہت جگہہ کذب پایا مگر ادباً کبہی کذب کو آپ کی طرف نسبت نہ کیا - مگر جب وہ کذب اس حد تک پہنچ گیا کہ اسمین کلام الٰہی کا صریح مقابلہ ہونے لگا تو ناچار حمیت ایمانی نے ہمیں اس نسبت کرنے مین مجبور کیا - آپکے حواریون اور اتباع کو اسپر جوش آوے تو وہ ہمیں مجبور ومعذور سمجہکر معافی دین اور اس جوش کو جناب ممدوح ہی پر نکالین اور آپسے دریافت کرین کہ یوسف کا مریم سے خطبہ ہونا آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب تاریخی سے اخذ کیا ہے جسکے سبب ظاہر قرآن وانجیل لوک کا خلاف کیا - اگر جناب ممدوح ملکی سند مقبول بتائینگے تو ہم **علیگڈہ** مین حاضر ہوکر آپسے معافی کرائینگے اور اگر آپ خود ہی اسکی سند معلوم نہ کرسکے

جواب بحث عقلی

نمبر اول کا یہی جواب ہے جو آپ کو سوجہا ہے اور اسکو نمبر ۲ مین بیان فرمایا ہے پہر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تہا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شبہ نرہتا۔ اس کے جواب دو ہین۔

اول (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو تہمت زنا متہم کیا اور صاف کہدیا ای مریم تو یہہ بہتان لائی نہ تیرا باپ برا تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہان سے لائی)

> یامریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت هارون ما کان ابوك امرء سوء وما کانت امك بغیا (سورہ مریم ۲۶)

انکار منکرون کا تو مشاہدات یقینیہ سے بہی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکہا تو اسکو سحر مبین ہی کہا چنانچہ قرآن مین جابجا منقول ہے۔

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اور ون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تہا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتداء پیدائش و عالم برزخ و عالم اخروی کی ایسی ہین جنکو اور کسی نے نہین دیکہا صرف انبیا نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بہی ناممکن ہے۔

جواب نمبر ۳ یہہ ہے کہ قبل وجود نبی یا نبوت نبی بہی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے۔ انجیل لوک باب اول مین حمل یحیی کا حمل مسیح کے لئے اوچہلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مؤید و شاہد موجود ہین۔ جیسے † قبل نبوت آنحضرت صلعم کیطرف درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتہر کا

† دیکہو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۲ھ صفحہ ۲۲

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اسی قسم کے اور صدہا نظائر ہین+ پیشین گوئی جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور آیتی معجزات سے شمار کیجاتی ہے - اور پیدایش مسیح مین دروزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا - معجزہ کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو - دیکھو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو رجا دیا - یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسی آدمیون کو سیر کردیا - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲۲ مین صفحہ ۳۰۸ منقول ہوا توان مواضع مین کثرت وزیادت طعام معجزہ ہی باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی ومعمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوا یونہی سکو رجا دیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اُس نے اسی معمولی روٹی سے لیا -

جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پہ ہے ایک جواب عیسائی اصول ومسلمات پر - دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر - عیسائی اصول ومسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے -

جواب **امر اول و دوم** بلاریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ساتھہ اسکے یہہ بھی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی - چنانچہ **متی باب ۱** مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدایش اس طرح ہوئی کہ جب اُسکی مان مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اُسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکھو شفا عیاض صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ بریلی ۱۲۸۷ھ جسمین بہت سی خوارق ومعجزات پیدایش اور صغیر سنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جس سے تمام مشرق ومغرب مین اُجالا ہو گیا تھا - اور ایوان کسریٰ کے گھر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بجھہ جانا جو ہزار سال سے کبھی نہین بجھی تھی - اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپکے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیرہ ذالک -

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چہوڑ دے (۲۰) وہ اندیشون مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داوٗد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکہنے سے مت ڈر۔ اِسلئے کہ اسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اسکا نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے نجات دیگا (۲۲) پس اسیطرح جو کچہہ خدا نے نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹہہ کر جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پہر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنے اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا۔ اور **انجیل لوک** باب اِ مین ہے (۲۶) چہٹے مہینے مین جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داوٗد کے گہرانیسے تہا منسوب ہوئی تہی بہیجا گیا اور اُس کنواری کا +

+ انجیل مطبوعہ بیبل سوسائٹی مرزاپور ۱۸۷۰ء مین اسکی تعبیر یہ الفاظ ہوئی ہے ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داوٗد کے گہرانیسے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا۔ یہہ وہ **عبارت** ہے جسکا ذکر وعدہ نقل حاشیہ ص۳۵ مین ہوا ہے۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے منگنی ہوچکی تھی۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسیوقت کے حالات و صفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تھا اور مریم ایسی۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داوٗد کے گہرانیسے تہا اور مریم کی تین صفتین کہ وہ کنواری تہی ۱ اور اسکا نام مریم تہا ۲ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی ۳۔ انمین صفت اول و دوم تو بلانزاع اسیوقت کے حالات ہین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی۔ ایسی ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہئیے۔ یہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول و دوم حالات سابقہ کے ساتہہ ذکر نہ کیجاتی۔ سو اس عبارت کے ظاہری معنے ہین اور جو اسکے ظاہر کو نمانے اور اسمین یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پچہلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے۔

نام مریم تہا (۲۸) اُس فرشتہ نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ
تو عورتوں مین مبارک ہے (۲۹) وہ اسے دیکہہ کے اسکی بات سے گھبرا سوچنی لگی یہہ کیسا
سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے
(۳۱) اور دیکہہ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکہیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند
خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گہرانے کی بادشاہی کریگا
اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون
تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجہہ پر نازل ہوگی اور تجہہ پر
اللہ تعالی کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اسلئے وہ پاک فرزند جو تجہہ سے پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا (۳۶)
اور دیکہہ تیرے رشتہ دار الیشع کو بہی بڑہاپے میں بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجہہ کہلاتی
تہی چہٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھ ناممکن نہین ہے۔ اور یسعیاہ نبی کی کتاب کے باب
ورس ۱۴ مین ایک کنواری حاملہ ہوگی وہ بیٹا جنیگی اُسکا نام عمانوئیل رکہیگی۔ ان آیات
مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور اگرچہ حاملہ ہوئی۔
اور بجواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب دینا کہ یہہ امر
خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجہ کے حاملہ ہونے)
کو پیش کرنا اور یہ نہ کہنا کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہوچکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ
سے لڑکا پیدا ہوگا **صاف یقین** دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا **اسلئے**
اُن آیات کی جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور **تاویل واجب** ہے کہ وہان بیٹے
سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور **چونکہ** یوسف بوقت پیدایش
مسیح مریم کا شوہر ہوچکا تہا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جاسکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف
کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا ـــ

† جو آیات مسیح کو یوسف کا بیٹا کہتی ہین ان کا بیان انشاءاللہ قریب نمبر (۴۸) آتا ہے۔

اور جن لوگون نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی مین سمجھا اونہون نے اسکا ترجمہ تخم یا
پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مراد سے بدل دیا۔
یہہ تبدل و تغیر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے ورس ۱۶ باب ۱ انجیل متی اور ورس ۳۳
باب ۲ - انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا کہ اصل نسخون مین یہان لفظ باپ تہا مگر یونانیون مین عیسائی
دین پہیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز مین اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً
یونانیون کی خاطر سے اسمین تغیر تجویز کرتے ہین اور ہم خطاً نافہمی مراد کے سبب تغیر تجویز کرتے ہین
اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کرین اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کرکے مسیح کو یوسف کے
نطفہ سے اور حقیقۃً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دین تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جس سے ہمنے
تمسک کیا ہے کچہہ مطلب نہین بنتا اسیواسطے آپنے بہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ قبل ہمبستر
ہونیکے حاملہ پائی گئی کچہہ مطلب نہین بتایا بلکہ باوجودیکہ اسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر چہارم سے

+ ان آیات استعمال ہوا ہین اور نامہ رومیون کا جواب ہے جسمین مسیح کا داؤد کے تخم یا نسل سے ہونا بیان کیا گیا ہے
جو آپنے انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶ مین یونانی خرچ کرکے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بجز
اظہار یونانی دانی کے کچہہ ثمرہ نہین بخشتا۔ یونانی کون سی انجیل کی اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی و اردو انجیلون
کی نسبت زیادہ بہروسہ اعتبار کے لایق ہوسکے۔ وہ بہی تو بحسب اعتراف جناب صفحہ ۲۰ جلد ۲ تفسیر عبری کی عبرانی
انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ مترجم معلوم ہے کہ کون تہا اور کہان ہوا اور نہ زمانہ معلوم ہے کہ کب گذرا پہر اس
ترجمہ یونانی سے ہاتہہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہرحال آپ کے نزدیک یونانی کو ترجیح ہے تو آیہ ۳۳
باب ۲ - انجیل لوک کو کیون یونانی سے نہ لیا اسمین ترجمہ انگریزی رومن لکٹ وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل
مطبوعہ یونائیٹڈ بیبل سوسائٹی کمبریج ۱۸۶۰ کا لحاظ نہ فرمایا جسمین بجاے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور اگر یہان
انگریزی ترجمون پر اعتماد کرنیکا کوئی خاص حکم آگیا تہا تو ترجمہ لشتھ ژارف جو بمعنی اصل کوڈکس الگزنڈراین الواح سنگی
مطبوعہ شہر [illegible] اور ترجمہ [illegible] مطبوعہ شہر بوسٹن امریکہ ۱۸۶۴ء اور ترجمہ جان بردن مطبوعہ شہر اڈنبرگ اور
ترجمہ [illegible] مطبوعہ شہر لندن و ترجمہ [illegible] دیکہہ لیا ہوتا جسمین بجاے باپ یوسف کا نام درج ہے۔

ذیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقتہ مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا - مگر اس فقرہ متنازعہ فیہا کو خورد برد کر لیا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچہہ مطلب بتایا - اس سے بہی یقین ہوتا ہے کہ در صورت تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچہہ مطلب نہین بنتا - پس **لامحالہ** اُن آیات کے **تاویل** واجب ہے **یا** ان آیات مین **کذب والحاق وتحریف لفظی** کا ماننا پڑتا ہے - اور یہہ **بات** نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ اعتقاد **تحقیقات** جناب سے بہی **مخالف** ہے - آپنے تبین الکلام کی جلد اول صفحہ ۶۶ مین بیان اقسام تحریف مین فرمایا ہے - اول یہہ کہ کتب مقدسہ مین کچہہ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہا دین - دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچہہ لفظ یا عبارت گہٹا دین - تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل کرین - پہر صفحہ ۷۶ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب بموجب (خاص ذات شریف کو مراد رکہتے ہین) پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے پہر بزعم خود بڑے زور شور سے اس بات کا جواب دیا ہے اور تفسیر تحریر کے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اس بات کا قایل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے **اور اگر آپ اس** تحقیق سے اب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہو جائین چنانچہ مضمون انجیل متی کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہو سکتین" اسکی طرف مشعر ہے تو اس سے ہمارا تو کچہہ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے **مگر پہر آپ** کو ان اناجیل سے مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی ہے اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مبرا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو آپنے بشہادت قول پادری رچارڈ واٹسن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا مخفی رہا کہ حواریون نے بہی نہین جانا یہہ محض **خلاف واقعہ** اور پرلے سرے کی جرأت ہے جو

حال پیدائش مسیح کا انجیل لوک و متی سے بیان ہوا ہے یہہ ستی حواری کا بیان ہے پہر یہہ کہنا کہ حواریون نے اسکو نہین جانا کیا معنی رکہتا ہے کیا متی آپکے نزدیک حواری نہین ہے یا جو کچہہ انجیل متی مین پیدائش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہہ متی کا قول نہین ہے کسی پہلے (مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والے) نے از خود ملا دیا ہے۔ یہہ بات اختیار کرین تو پہر آپ پر وہی سوال وارد ہے جو درصورت تجویز تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے ہان انجیلون کی شہادت کے رو سے اس قدر مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتداءً زمانہ پیدائش مسیح مین شہرہ عام نہ تہا صرف بعض خواص کو معلوم تہا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار مین مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ تہا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہیرودیس) یہہ بات سُن پاتے کہ جو یوسف کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا یہہ یوسف کے تخم سے نہین ہے تو وہ حضرت مریم کو بہ تہمت بدکاری سنگسار کرتے یا حضرت عیسیٰ کو قتل کر ڈالتے۔ اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر عام نہ کیا بلکہ جب نجومیون کے خبر دینے پر ہیرودیس نے مسیح کی تجسّس کے لئے جاسوسون کو مقرر کیا تو یوسف عیسیٰ اور مریم کو مصر کیطرف لے بہاگا۔†

جواب امر سوم۔ آپ کا یہہ دعویٰ کہ مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون مین مروج تہا۔ اُنہی کی تقلید سے حواریون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جسپر سوائے ہو گا اور ہوگی دلایل متخیلہ جناب کے کوئی دلیل نہین ہے۔ جناب من مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا (بمعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق مین بہت جگہہ کہا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعویٰ ہمہ دانی کہین نظر نہین آیا۔

یرمیاہ باب ۳۱ نمبر ۹ مین افرائیم کو خدا نے پہلوٹا بیٹا کہا ہے **زبور** ۲ نمبر ۶ مین داؤد کو خدا نے بیٹا اور اپنے تئین اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان)) زبور ۹ ۷ نمبر ۲۶ و ۲۷ مین خدا نے اپنے تئین داؤد کا باپ کہا ہے۔ **خروج** باب ۴ نمبر ۲۲ مین خدا نے اسرائیل کے حق مین فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے (یعنی درجہ اول کا پیارا) اور **پیدایش** باب ۶ نمبر ۱ مین بہت لوگون

† دیکہو انجیل متی باب ۲ درس ۱۳ لغایت ۱۹۔

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے - پھر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا
ہوگا باوجود دعوی ہمہ دانی کیا معنی رکھتا ہے یہان سے حضرت عیسائی بھی کچھہ فہم و انصاف
سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے بجز محبوب یا مقرب یا ملہم ہونیکے
کچھہ مراد نہین ہوسکتا - پھر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر تراش کر لیا اگر بیٹے
کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹا نہین مانا جاتا
طرفہ یہہ کہ خود حواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا اُسمین ماوشما سب کا داخل ہونا
ممکن ہے - اعمال باب ۱۷ نمبر ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے - رومیون
باب ۸ نمبر ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور قرنتیون باب ۱ نمبر ۳ مین پولوس
مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب ۱ نمبر ۲ مین ہے اور عبرانیون باب ۲ نمبر ۱۰
مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ نمبر ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے یوحنا
باب ۳ نمبر ۱ مین خدا کو باپ اور اپنے تئین خدا کا فرزند کہا ہے - انجیل متی باب ۵ نمبر ۹ مین سب
صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے بارین ہمہ وسیع استعمال کے اگر یونانیون کی کلام مین یا انجیل عہد عتیق
مین مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کا بیٹا مانا جاوے
اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وہی لوگ مسیح کو خود خدا بھی کہتے ہین پر یہہ نہین
سمجھتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے -

اس چیستان کے ثبوت بیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا ہونیکا اثبات
مالک قادر مطلق و لا تبدیل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے ہاتھ مارتے ہین مگر
واقع مین بجز ان تخمین و تحریف و تاویل کوئی سند نہین رکھتے - ہمنے انکی کتاب انجیل [illegible]
کو جسمین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بائبل کا بطور فہرست حوالہ
دیا ہے ، تحقیق کیا تو اسکے سبھی حوالون کو محض حیلون اور تاویلون پر مبنی پایا مگر اس مقام مین
اسکی تفصیل عبث ہے -

جواب امر چہارم - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریا دلی کے ساتھہ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی دقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا جو کچھہ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پہر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیپٹو سیکلوپیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگاکر اُس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسکہ جناب مین تو آپکی دعادی کا نام و نشان بہی نہین ہے بلکہ اسکا خلاف و ابطال بوجوہ ذیل پایا جاتا ہے -

(۱) اِس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مدت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اِس مدت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خطا و رفا تحہ خیر معمولی مسلمانان دیار ہند اس منگنی کو دم نقد نکاح ٹہرادیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ تو اب ہی سے میری زوجہ ہوگئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہوگئی مین صریح فرق ہے ہمارا یہہ مغالطہ اہل عقل و انصاف کے سامنے کیونکر چل سکیگا -

(۲) اس عبارت مین منگنی کے بعد صرف رویت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمدی مین بہی اُس عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکہنا جایز ہے - آپ نے بدست آویز دیکہنا اس دستور العمل اُن عیسائیون زمانہ حال کے جو انگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدتون بطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز رویت سے جواز مباشرت تراش لیا ہے - اور اسپر ثبوت نسل و جواز توالد کا بہی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ نکیا کہ جس عبارت سے ہم اِس دعوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پہر اہل عقل و انصاف کے سامنے ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اِس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (یعنی مباشرت کردہ شدہ) سے متولد بنا دیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جاسکتا ہے پہر ہمارا یہہ حیلہ و تصرف کیونکر مخفی رہیگا -

(۴) اس عبارت مین آدمریم کی منسوب ہونے کی حکمتون کو بیان کیا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ مریم کی

یوسف کیطرف منسوب ہوکر بلا پدر بچہ جننے مین یہہ حکمتین تہین کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے
منکر اور اُسکے دشمن بحسب ظاہر یوسف کو مریم کا شوہر دیکہہ کر اُسیکا بیٹا سمجہین اور بلا پدر پیدا ہونیکی حقیقت
وحقانیت سے کور چشم ہونیکے سبب مسیح پر طعنہ نہ کرین - اور اسکی والدہ کو زنا کی سزا نہ دین اور حقیقت
شناس مومن تو جان ہی لینگے اور مان ہی جائینگے کہ وہ بکر حاملہ ہوئی ہے اور بغیر باپ کے بچہ جنی ہے
اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے مسیح کی پیدائش کے حکمتین قرار دی ہین سو یہ بین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا -

الحاصل اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین کہا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ
یوسف کا مریم سے ہم بستر ہونا بیان کیا ہے - بلکہ ان سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اسلئے
اس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کا کہین اثر و نشان نہین ہے - ہان آپ کے حواشی سے آپکا
مطلب نکلتا ہے مگر اُن حواشی مین صداقت وحقانیت کا شائبہ ہی نہین ہے -

یہہ آپ کی متمسکہ عبارت سیکلوپیڈیا سے آپ کے مدعا کی تکذیب ہے اب ہم اصل کتاب کیٹو سیکلوپیڈیا کی
طرف مراجعت کرتے ہین اور اس سے بڑہکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکالتے ہین -

ہمنے اس کتاب کو بچشم خود دیکہا اور بزبان خود پڑہا اسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی
جلد سوم مطبوعہ ایڈن برگ دار السلطنت سکاٹ لنڈ کے صفحہ ۵۷ مین بعنوان میرج یعنی شادی
یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم
سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین - اول زمانہ قبل از ہوسی
دوسرا زمانہ شریعت ملنی سے قید بابل تک تیسرا زمانہ جلاوطنی سے آخر تک - پہر رسوم زمانہ اول و دوم
کو بہ تفصیل بیان کیا جسکا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے - پہر بصفحہ ۸۴ رسوم زمانہ سوم
جس سے ہمکو بحث ہے بہ تفصیل ذیل بیان کیا -

اول عورت کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور جبتک لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور
لڑکی بارہ سال کی ہوتی اُنکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود اُنکو اختیار رہوتا

ہیکل کا جلسہ اسکا عمدہ موقع سمجھا جاتا۔ **مشنہ** (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یروسلم کی جوان لڑکیاں سفید لباس مستعار لیکر پہنتیں اور انگوروں کے باغوں میں سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گذرتیں اور کہتیں کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹھا اور دیکھ کس کو پسند کرتا ہے اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ × × × × پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانوناً باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گھر میں ضیافت کی جاتی (**جیو موتھہ و قدوشین** فلان فلان کتاب یہود)

اب وہ عورت میڈ سیکرڈ Mad Sacred یعنی دولہ کے لئے مخصوص اور مس غیر سے مبرا و محفوظ کہلاتی۔ اس منگنی کی لیگل Legal یعنی شرعی یا قانونی ہونیکے لئے† تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عملمیں آتا۔ **ایک** یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اسکے باپ کو دیا جاتا۔ **دوم** خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو مرد دیتا۔ **سوم** مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے بٹروتھل Betro Thel یعنی نسبت کا کلمہ کھکر خلوت

---

† یعنی ان طرق کے عملمیں لانیسے پہر وہ شرعاً اسکی منسوبہ ہو جاتی اور منگنی شرعی ہو جاتی۔ پہر منجملہ ان تین طرق کے طریق سوم کو بیحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر انکی شریعت میں جایز نہ تھا اگرچہ اس سے منگنی کا ثبوت ہو جاتا۔ اسکی **نظیر** اسلامی احکام میں یہ ہے کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا اجازت چوری یا غصب سے تصرف میں لا وے تو اگرچہ یہ فعل اسکا شرعاً ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض تاوان دلانیکا حکم ثابت ہو جاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسیکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے +

جناب مخاطب یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہیں سمجھا۔ سیکلوپیڈیا کے اس فقرہ سے کہ ان طرق ثلثہ سے یہ منگنی شرعی ہو جاتی جواز میا شرت نکال لیا۔ اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعاً جایز ہوتا تو اس کو بے حیائی کیوں لکھا جاتا اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیوں ہوتا +

میں چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑی لگائی جاتی (**قدوشین**
۴۴ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سنایا جاتا کہ دیکھہ تو شریعت موسی اور بنی اسرائیل کے مطابق
فلانے شخص کے لئے بٹروتہڈ Betrothed یعنی منسوب کی جاتی - اگرچہ منگنی ابتداء نکاح
ہے اور بلا طلاق جدائی نہ ہونے میں مثل نکاح ہے تو بھی ایکچوئل Actual یعنی واقعی
نکاح کے لئے بکر کو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کہتو
بوتہہ ۵۷ الف)

منسوب اور منسوبہ کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہروں کے مطابق ہوتی (**مشنہ
کتھوبوتھ** ۲) جب یہ منگنی پیچھے کر رسم شادی سے ملکر بہت پختہ و سنجیدہ ہوجاتی تو اسکو
ہمارے محاورہ میں انگیجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کہا جاتا × × × × ×

مضمون معاہدہ منگنی‡ - الف اپنی باپ ب کی رضامندی سے د لڑکی ث کو بذریعہ
نکاح اور منگنی کے قبول کرنیکا انگیجڈ Engaged یعنی عہد کرتا ہے مطابق شرع موسی و بنی اسرائیل کے
اسکے بعد ایک کو دوسرے سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہیے بلکہ جایداد پر مساوی اختیار
ہوگا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہناویگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ
اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو جہالردار پوشاک جو نکاح کے
وقت پہنی جاتی ہے دیگا - اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام میں دولہن کے باپ کی
لاگت سے ہوگا ٭

ایسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوگ آپس میں ضامن و کفیل ہوجاتے × ×

دوم شادی کیواسطے (**مشنہ**) میں پوری عمر اٹھارہ برس ہے × × × شادی کا دن
ابتداء میں بکر کے لئے بدھ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن - شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزوں میں انگیجمنٹ کے بعد مباشرت کا معمولی رواج ہے مگر یہودیوں میں یہ امر جایز نہ تھا دیکھو اوپر کی سطریں -

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ جب نکاح کریگا ٭

گھر شام کے وقت ہوتی - اُسدن دولہ دولہن روزہ رکھتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور
انکی تقصیرات معاف ہوتین - دولہن اگر باکرہ ہوتی کھلے بال اور مرد کا ہار اپنے گلے مین پہنتی اور
باجے اور گانے اور رقص کے ساتھ دولہ کے گھر لائی جاتی - اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے
ساتھ جو مرد کا ہار پہنے ہوئی ہوتی اور کھجور کی چھڑیان ہاتھ مین لئے ہوے جس راستہ سے برات گزرتی
بنی اسرائیل مرحبا کرتے × × × × × دولہ کے گھر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ہاتھ سے پکڑ کر
ڈیوڑھی مین لیجاتا - اُسوقت نکاحنامہ جسکا ذکر توبتہ کی کتاب مین ہے لکھا جاتا - اسمین اقرار
ہوتا کہ بکر کے واسطے دوسو اور بیوہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہے خواہ فریقین غریب ہون خواہ
تونگر - اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کی روسے زیادہ کیا جاسکتا ہے - اس وثیقہ کے لکھے جانیکے
پہلے نکاح نہین ہونا چاہئے - انقلاب زمانہ سے اس وثیقہ کے الفاظون مین مختلف
تغیر ہوگئے ہین جو طالمود مین بیان ہے سو یہہ ہے - چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان
ماہ فلان سنہ فلان پیدایش دُنیا سے الف بیٹ ب نے س بیٹی ا ی سے کہا تو بموجب شرع
موسیٰ اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرونگا تیری عزت کرونگا
تیری پرورش کرونگا اور یہودی خاندان کے دستور کے موافق تیری حاجت روائی کرونگا جو اپنی
بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور انکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانت داری سے انکی ضروریات
مہیا کرتے ہیں اور نیز مین تجھے تیری بکارت کے سبب دو سو سوس چاندی دیتا ہوں - جو کہ شرعاً تیری
ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچھ تیرے گذارہ کے موافق ہو دونگا - اور مین تیرے پاس
آونگا جیسے کہ ساری دُنیا مین دستور ہے - اور اس عورت نے منظور کر لیا اور اسکی زوجہ ہوگئی - پھر
اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پھر ربی (عالم یہود) سات بار مبارکبا د پڑھتا اور سب لوگ مبارک کہتے ۴۱
یہ عبارت کیتھولیک انسائکلوپیڈیا کا خلاصہ ترجمہ ہے جس سے بعض رسوم وحالات منگنی و نکاح کو بنظر اختصار
چھوڑ دیا گیا ہے - اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا الکہ اُستاذ محرر مضمون نے منگنی کو نکاح سمجھہ لیا ہے)
بعینہا انگریزی او فارسی حروف مین نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین اُن الفاظ میں غور کرین اور داد حق دین

اسی غرض سے عبارت آئندہ مین جو الفاظ محل بحث و اختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی حروف مین لکھا جائیگا - اس عبارت میں بہت سے امور و رسوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تبائن بیان کیا ہے - مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نوعی تفارق و تبائن ثابت ہوتا ہے **دو امر** بیان کیئے ہین **اول** یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلان تاریخ کرینگے - اور اسدن منسوب و منسوبہ باہم زوجہ ہونگے اور نکاح میں وہ نقد ایجاب و قبول ہوجاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا - یہ امر عبارت متمسکہ جناب مین بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بصفحہ (۴۷) اسپر تنبیہ کیا گیا ہے **امر دوم** یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بدون خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہوجاتا خلوت یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوڑون سے پیٹا جاتا اور نکاح کے بعد خلوت و مباشرت کا جواز ہو جاتا بلکہ یہی امر اسکی غایتہ و مقصود اصلی تھا - ان دونون امر مین منگنی اور نکاح کا متبائن و جدا ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ یہودی شریعت میں منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو فاتحہ خیر یا نکاح خطت (جسمین وہ نقد ایجاب و قبول پایا جاتا ہے) کچھہ مناسبتہ و مشابہتہ نہین ہے - بلکہ وہ اس منگنی کے مشابہتہ ہے جو ہندؤن مین اور ان کی پیروی سے بعض مسلمانون مین معمول و مروج ہے کہ لڑکی والہ لڑکے کے موںھہ میں خرما وغیرہ شیرینی دیدیتا ہے یا حجام کے معرفت لڑکے کے گھر مین روپیہ نقد بھیجوا دیتا ہے اور لڑکے والہ لڑکی کے لئے کپڑون کا جوڑہ یا زیور یا قند بھجوا دیتا ہے اور فریقین سے کوئی لفظ لڑکی لینے دینے یا نکاح کرنے کرانے کا زبان پر نہین لایا جاتا -

یہ **عام یہودی** کی رسوم و احکام منگنی کے بابت سیکلوپیڈیا کا بیان ہے جس سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی عین نکاح ہے اور منگنی کے بعد مباشرت جایز ہوجاتی ہے اور ان باتون مین سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے محض کذب و مغالطہ ہے - اب سیکلوپیڈیا سے آپ کا وہ کذب و مغالطہ ثابت کیا جاتا ہے جو **خاص حضرت مریم و یوسف** کی حالات منگنی و پیدایش مسیح کے باب مین سرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے - اسی **جلد سیکلوپیڈیا** کے صفحہ ۹۲ مین ہے -

مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پیشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو۔ دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو۔ پہلے امر کے ثبوت مین مولف نے کئی کتابون کا حوالہ دیا ہے پہر لکھا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی۔ دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور لکھا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا بیبل سے ثابت نہین علما کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہے اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے لکھنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدائش معجزہ کو باطل کرنا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے۔ مولف کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد و دعا یہی ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے۔ گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہو سکا اور صفحہ ۹۲ اس کتاب کے کہا ہے کہ زمانہ منگنی مین حضرت مریم حسب رواج یہود کے اپنی مان باپ کے گھر رہتی اور اسکو انٹنڈڈ ہزبینڈ[1] یعنی اپنی تجویز شدہ یا منسوب شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شراکت تیسرے شخص کے کمیونیکیشن[2] یعنی بات چیت لگاؤ میل نہ ہونا۔ اس منگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلیٰ درجہ اُن کی تقدس بکارت کا تھا کیونکہ موسوی شریعت کی بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا۔ اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی اور عورت کی شادی کر دی جاتی۔

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الٰہی کے بیان مین کئی راہین عمدہ اور زیبا بات یہ ہے کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ ہو اور اسکا کوئی پروٹکٹر[3] یعنی محافظ ہو اور مسیح کا فاسٹر فادر[4] یعنی منہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہو تاکہ اپنی اڈاپٹڈ سن[5] یعنی متبنیٰ بیٹے کو حقوق اس رتبہ کے دے اور وہ تمام شخصون مین سے اور دعویدار اسکے دعوے کو رد کرنے کا مستحق ہو۔ اور آرجن اور اگسٹین کے خیال مین اسی حکمت

[1] Intended husband. [2] Communication.

[3] Protecter. [4] Foster-father. [5] adopted son.

یہ ہو کہ شیطان پر مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدھا اور عادی وہی بیان اول ہے
یہ مضمون سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باختصار بیان ہوا)
امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ مین ہم بستر
تو کیا بلا واسطت تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بھی نہ ہوئے (۲) پیدایش مسیح دنیا سے نرالی
صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف سے مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات
کی شہادت دے کہ مریم بکر حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اُس نے اس سے صحبت نہین کی
(۴) یوسف مسیح کا مونہہ بولا یا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہا (۵) مسیح اسکا متبنّیٰ بیٹا
تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتین جو بیان ہوئی ہین یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتین ہین نہ مسیح
کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتین۔ **اس سے صاف ثابت** ہوا ہے کہ جو آپنے بدست آویز
کیلٹو سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا
اور مسیح کا متولد ہونا تجویز کیا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جسکا اس کتاب مین کہین نام و نشان
نہین ہے اور جو آپنے اس کتاب سے پیدایش مسیح کی حکمتون کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بھی شتر
وگربہ سے خالی نہین ہے۔ سابقاً بصفحہ ۴۷ ہمنے بطور تنزل اس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب
آپ کے قول کا مکذب بیان کیا تہا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول
و دوم آپکی حکمت عملی کا نتیجہ ہے اس کتاب مین اسکا ذکر ہی نہین ہے ✣

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مخاطب نے اصل کتاب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہین کیا اور نہ
اس کتاب کو کبھی آنکھ سے دیکھا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہین) بیان و تقلید
پر اعتماد کر کے جو کچھ اُنہون نے بتایا یا لکھ بھیجا اسکو بلا تحقیق درج تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ
نظری و راست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ پردہ دری علم و معلومات جناب اس طعن
و بہتان کی سزا ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپنے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھرایا
بعض اکابر نے کیا اچھا کہا ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✣ میلش اندر طعنہ پاکان کند ✣

پھر جو کیٹو سیکلو پیڈیا میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے خلوت او صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود مین موجود ہے اور اُسی پر اسوقت کے یہود کا عمل ہے۔ ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو سیکلو پیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیون مین دیکھا۔

یہودیون کی کتاب نماز مین ہی مبارک ہی تو اللہ بادشاہ عالم کا جو ہم لوگون کو مقدس کیا اپنے فرمانون ہیں اور ہمکو بتادین جو عورتین کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتیں منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتیں بیاہ والیاں خاص نکاحوں کے ذریعہ سے۔ مبارک تو اے خدا کہ مقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے +

اس مضمون کی اصل عبارت عبرانی یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ אה מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין · בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر فارسی حروف میں بطور رومن یہ ہے)

بارُوخ اَتّاہ اَدونائی مِیلِخ ہاعولام اَشِر قِدّشانو بِمِصوُتاو وصِوّانو عَل ہاعَرَیوت
واِسرلانو اِث ہارُو سوث وہِتّیرلانو ہَنِّسواوث لانو عَل یدی حُوپا بِقدّوشین
بارُوخ اَتّاہ اَدونائی مِیقدّش عمّو یسرئیل عَل یدی حُوپا بِقدّوشین -+

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہی حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے +

۱۸۵۹

اندنوں لاہور میں ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمیں اسی رسم حکم پر عمل ہوا۔ منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ یکجا ہونے نہ پائے۔ دو نوں کے پاس پہرے متعین رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر مجمع کیا گیا اور ان کے ربی (عالم یا ملاجی) نے نکاح پڑھا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا۔ اسی عالم یہودی سے ہم نے یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سے خلوت وصحبت یہودی شریعت مین ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علماء کا بھی اس مسئلہ کی نسبت یہی خیال ومقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو بتلاتا ہے یہان سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کی حالت میں عورت پر جایز ہے مگر بعض بدکارون کے دستورات پر حالت منگنی مین ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجازاً جورو ہے پر یقیناً جب ہوگی جب نکاح ہو جائیگا ؛

اِن شہادات وبیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچھ اپنے ثبوت امر چہارم مین لکھا ہے کذب ومغالطہ ہے نہ عام یہودیون مین منگنی کو نکاح سمجھ کر صرف منگنی کے بعد عورت سے ہمبستر ہونا جائز سمجھا جاتا اور نہ خاص حضرت مریم ویوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سے مسیح کا حمل ہوا۔ بلکہ یہ حمل (چنانچہ انجیل متی مین ہے) یوسف ومریم کے ہمبستر ہونیسے پہلے پایا گیا۔ اور جو آپنے اس آیۃ انجیل متی کے جواب مین لکھا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہو جانے کے سبب یوسف نے مریم کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اس جواب میں آپنے مردانگی سے کام نہیں لیا مردانگی یہ تھی کہ اس آیۃ کے اِس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمین ہمبستر ہونیسے پہلے حاملہ ہونا بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے۔ یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہین کیا

اور اِدہر اُدہر کی باتون کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگون کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سی پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جن آیتہ انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیریان اِسی خیال پر ہیں کہ ہماری اُمتہ میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھے ایمان لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اُسپر بجز ہنس دینے کے کیا کریگا +

بالجملہ جو کچھہ آپنے امور اربعہ کے ثبوت میں لکھا ہے اسمیں جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی مین صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں **یعنی** جو آپنے امر اول کے ثبوت مین لکھا ہے کہ (شہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹا ہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹا ہے **باقی** جو کچھہ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہا ہے اسمیں ایک لفظ صحیح نہیں جو کچھہ کہا ہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہی **اسپر** اگر آپ کو کچھہ غیرت آوی یا حمیت جوش ماری تو اس آیتہ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر صراحۃً مسیح کا داؤد و یوسف کا صلبی و نسبی بیٹا ہونا ثابت کردین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتون کا صحیح طور پر ثبوت دین کہ (۱) یہودی شریعت میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے مرد و عورت کا ہمبستر ہونا جایز تھا۔ اور (۲) یوسف مریم کے گہر جاکر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور (۳) مریم کو اسی سے حمل ہوا تہا یہ نہ ہوسکے تو جو کچھہ آپ نے لکھا ہے اسکو اپنے ہاتہہ سی چاک کرکے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آوین +

بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب جو اسلامی اصول و مسلمات پر مبنی ہے

چونکہ قرآنی شہادت سی جسکا بیان عنقریب آتا ہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہی کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلیئے جو کچھہ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متی و لوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی اور ملا مس بشر سے بچہ جنی" وہ صحیح و درست ہی اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹا ہے اور ان کی پشت یا تخم یا نسل سے پیدا ہوا ہے اسکی تاویل واجب

ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہو اسکو یقیناً کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاری کے مسلمانون کا بھی اصول واعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل ور اس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق +

بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن مین حضرت مسیح کی نسبت دو + مختلف دعوی کئے جاتے تھے عیسائیون کا دعوی یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور یہودیون کا دعوی یہ تھا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہین اور جس باپ کیطرف وہ منسوب تھی اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام جناب مخاطب نے پنٹرا ثالی بتایا ہے) اور ان دونون دعاوی کا منشا و مبنی یہی امر تھا کہ وہ بلا باپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا فاسٹر فادر یعنی مونہہ بولا باپ تھا) نطفہ سے متولد خیال نہ کئے جاتے اسی امر نے عیسائیون کو تو اس ورطہ ضلالت مین ڈالا کہ جس حالت میں انکا کوئی انسان باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا بلباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور اسی امر نے یہودیون کو اس ورطہ ضلالت مین ڈالا کہ جس حالت مین بزعم عیسائیون کے یوسف انکا حقیقی باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہون کیونکر متصور ہے۔ بالجملہ انکی نسبت بلا باپ پیدا ہونیکے اعتقاد وادعاء نے ان دونون فریق کو اس اختلاف مین ڈالا +

+ اس امر کا جناب مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۰ مین آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالائقی اور بدی سے یہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہین دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین +

اور **قرآن مجید** کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی

ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل ۶۶)	امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود و نصاری میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے،

بنا، علیہ ہمکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ میں دست اندازی و تعرض کیا یا نہیں ؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا جو اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا ؟ اور انکی منشا و مبنی دعوی کی نسبت کہا گیا ؟ **قرآن شریف**[†] سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا ان دونون فریق کے خیالات و **دعاوی** کو باطل کیا اور صاف فرما دیا کہ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہین وہ بھی گمراہی و غلطی پر ہین اور جو ناجایز مولود کہتے ہین وہ بھی گمراہ ہین اور قول فیصل و امر حق اسباب مین یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہین اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہین جیسے آدم و زمین و آسمان وغیرہ مخلوقات ہین۔

اور ان کے دعاوی کے **منشا** و مبنی (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بھی تعرض کیا۔ اس منشاء کے وجود کو توڑ نہین کیا بلکہ مسلم رکھا مگر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہین ردّ کردیا اور یہ بتا دیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجایز ہونا +

دعوی یہود کا رد و ابطال بایں الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما	اور مریم پر بھتان باندھنے کے سبب پھٹکارا۔

اور **دعوی عیسایون کا ابطال** بہت تفصیل سے کئی مواضع قرآن مین فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نخیریہ کے صفحہ ۳۰ مین عبارت سابق کے متصل فرمایا ہے

قرآن مجید نے ان دونون فرقون کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس لا ریاب ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین جھٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانون کے خدا کے بندے ہین۔

سورۂ نساء مین ارشاد ہے اے اہلکتاب دین مین زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو مسیح

يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق انما المسيح عيسى بن مريم رسول الله وكلمته القها الى مريم وروح منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد سبحنه ان يكون له ولد له ما في السموت وما في الارض وكفى بالله وكيلا — لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله ولا الملئكة المقربون ومن يستنكف عن عبادته ويستكبر فسيحشرهم اليه جميعا فاما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيوفيهم اجورهم ويزيدهم من فضله واما الذين استنكفوا واستكبروا فيعذبهم عذابا اليما

عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بھیجا اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولون پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ اور خیر (یعنی توحید) کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے وہ اس سے (بہی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا ہو آسمان و زمین مین جو کچھہ ہے وہ خدا کی ملک و خلق ہے اور خدا اسکے لئے کافی کارساز ہے - مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونیسے انکار نہیں ہے اور نہ اسکے فرشتون کو - جو اسکی عبادت سے انکاری ہوا اور تکبر کرے ان سب کو اکٹھا کرے گا پہر مومنین نیک عمل کو جزاء عمل دیگا اور منکرون کو عذاب کریگا ؛

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ

ما المسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان الطعام انظر كيف نبين لهم الايت ثم انظر انى يؤفكون (مايدہ ۱۶)

انى يكون له ولد ولم تكن له صاحبة (انعام ۱۲)

دونون کہانا کہاتے تہے† دیکھہ ہم اُن کے لئے کیسی نشانیاں بیان کرتے ہین پہر دیکھہ وہ کیسے حق سے پہری جاتے ہیں اور سورۂ انعام میں فرمایا ہے خدا کے لئے بیٹا کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو ہی

نہین

† یعنی بیت الخلاء جایا کرتے پہر مسیح کیونکر خدا ہوئے اس آیۃ میں بطور کنایہ اسی امر کا بیان مقصود ہے چنانچہ ایک نامی انگریز نے اسی امر کو مانا ہے اور اس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا -

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جنکی بیان مین طول ہوتا ہے ؀

اور وجود **منشاء** و مبنی **دعوی** فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکھنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور یہ کہین نہین فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہین ہوا یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے بلکہ حالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

• سورہ **مریم** میں ارشاد ہے۔ مریم کا حال کتاب مین سنا دے جب وہ گھر والون سے

واذكر في الكتب مريم اذ انتبذت من اهلها مكانا
شرقيا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا
اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت اني اعوذ
بالرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول
ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لي
غلام ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا قال
كذلك قال ربك هو علي هين ولنجعله اية
للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا فحملته
فانتبذت به مكانا قصيا فاجاءها المخاض
الى جذع النخلة قالت يليتني مت قبل هذا
وكنت نسيا منسيا فناداها من تحتها الا تحزني
قد جعل ربك تحتك سريا وهزي اليك بجذع
النخلة تسقط عليك رطبا جنيا فكلي واشربي
وقري عينا فاما ترين من البشر احدا فقولي
اني نذرت للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا

ایک مشرقی مکان مین کنارہ ہوی پس بنا لیا انسے پردہ پس ہمنے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بھیجا جو اسکو پورا انسان ہوکر نمایان ہوا۔ وہ بولی مین تجھسے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر تجھے خدا کا خوف ہے وہ بولا مین تو خدا کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہون تجھے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہون وہ بولی میرے کیونکر ہوگا مجھے بشر (یعنی خاوند) نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون وہ بولا خدا کی شان یا قدرت ایسی ہی ہے۔ خدا نے فرمایا ہے یہ امر مجھ پر آسان ہے اور مین اسکو لوگون کے لئے نشانی (قدرت) اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہون اور یہ کام ہوا ہوا ہے تب (یعنی اس کہنے کے متصل ہی) وہ حاملہ ہو گئی اور اس حمل سے وہ دور مکان کنارہ ہوئی۔ پس اسکو دردزہ نے ایک درخت خرما (خشک) کی تنہ مین پہنچایا اور اُسنے یہ کہا کاش مین اس سے پہلے مر جاتی

فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت ھارون ماکان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا الخ (مریم ۲۶)	اور ہوئی سہری ہوتی اسکے نیچے (کی جا) سی جبرئیل یا مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (کیجانب) خدا نے نہر (جاری) کردی ہی تو اس تنہ کو ہلا یہ تازہ کہجورین تجہپر گرا دیگا (اسمین سے) کہا اور وہ پانی) پی اور آنکھین ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی بشر کو دیکھے تو (اشارہ سی) کہدے کہ مینے خدا کی نذر مانی ہی آج مین انسان سی کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو

قوم کے پاس اُٹھا لائی۔ لوگ بولے ای مریم (یہ) تو بہتان باندہ لائی ای ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (یعنی پہر تو یہ بچہ بدیر کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ مین لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اُٹہا مین خدا کا بندہ ہون مجہے خدا نے کتاب دی ہے اور مجہے نبی کیا الخ۔

یہ ظاہر الفاظ قرآن کا ترجمہ ہی جسمین کسیکو جای خلاف وکلام نہین ہی **مگر ازانجملہ** چار باتون مین مخاطب کو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہی اسلئے اُن باتون کو قبل نقل کلام مخاطب مدلل کرنا مناسب سمجہا گیا ہے **اول** یہ کہ حمل اس کہنے کے متصل ہی ہوا **دوم** یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اسکو قوم کے پاس اُٹہا لائی۔ **سوم** یہ کہ یہودیون نے اسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ **چہارم** یہ کہ اُسیوقت مسیح نے اُنکی جوابدہی کی۔ **ان** سب باتون کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن مین پایا جاتا ہے چنانچہ تفصیل وار قلم مین آتا ہے۔

پہلی بات کے ثبوت پر حرف (ف) شاہد ہی جو آیۂ فحملتہ مین وارد ہی اور وہ محاورہ عرب مین ترتیب بلا مہلت کے لئی استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر مین بیان مدت حمل مین چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول

وھو قول ابن عباس ایضاً کانت مدۃ الحمل ساعۃ واحدۃ ویمکن الاستدلال علیہ من	ہے کہ حمل ایک ساعت تہا۔ پہر اسپر دو دلیلون سے استدلال کیا ہے اول دلیل پیش کی ہی کہ ان الفاظ

وجهين (الاول) قوله تعالى فحملته فانتبذت
به فجاءها المخاض فناداها من تحتها والفاء للتعقيب
فدلت هذه الفاءات على ان كل واحد من هذه
الاحوال حصل عقيب الآخر من غير فصل وذلك
يوجب كون مدة الحمل ساعة واحدة - (الثاني) ان الله
تعالى قال في وصفه ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم
خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون فثبت ان عيسى ع
كما قال الله تعالى له كن فيكون وهذا مما لا يتصور فيه
مدة الحمل وانما تعقل تلك المدة في حق من يتولد من النطفة

مین حرف ف وارد ہی جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حالات ایکد وسری کے بعد بلا فصل واقع ہوی
ہین دوسری دلیل کا بیان یہ کہ خدا تعالی نے
حضرت عیسی کو حضرت آدم کی مثل کہا ہی جنکو مٹی
سے پیدا کیا پہر کہا ہوجا تو وہ ہوگیا اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ عیسی بھی آدم کی طرح کن فیکون
سے پیدا ہوئی ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور
نہین -

دوسری بات کے ثبوت پر بھی یہی ف دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع دیبان بھی اسی ف سی بلفظ فاتت به
قومها تحمله ہوا ہے اور نیز لفظ تحمله (یعنی اٹھا لائی) اس بات پر کامل دلیل ہے عرفا وعادتا چھوٹے بچون
کو ہی اوٹھایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اٹھا کر نہین لاتا
اسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اسیوقت انکو اٹھا لائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت
لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم وبیہقی کے ابن عباس وابن مسعود سی نقل ہے کہ جب مریم

عن ابن عباس وابن مسعود قال لما ولدته
ذهب الشيطان فاخبر بني اسرائيل ان مريم
ولدت فلما ارادوها على الكلام اشارت
الى عيسى فتكلم فقال اني عبد الله آتاني
الكتاب (درمنثور مختصرا)
واخرج عبد بن حميد عن عمرو بن ميمون قال
ان مريم لما ولدت اتت به قومها فاخذوا الحجارة

نے حضرت عیسی کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل
کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا جب انہون نے حضرت
مریم سی بات چیت کی تو انہون نے حضرت عیسی کے
طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسی نے یہہ بات کہی
کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر - اور بروایت عبد
بن حمید عمرو بن میمون سے نقل کیا ہی کہ جب مریم ع
نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اٹھا لائی وہ اسکو پتھر

به قومها فاشارت الیه مکلم فترکوها (در منثور) مارنے لگے مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا وہ بولے تو انہون نے اسی چھوڑا۔ ایسا ہی عامہ تفاسیر مروجہ **بیضاوی۔ معالم۔ کبیر** وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اُٹھا لانا اسی زمانہ پیدائش مین ہوا ہی۔ اور جو ان کتب مین چالیس دن نفاس کے گزر جانے کے بعد اٹھا لانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہماری مدعا کے منافی نہین اسکا بیان بضمن جواب ابحاث مخاطب عنقریب آتا ہی۔

تیسری بات کا ثبوت بہی قرآن کے الفاظ و سیاق مین موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس اُٹھا لائی تو انہون نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا نہتا اور نہ تیری مان بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا۔ **لفظ فری** جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ مختلق و مفتری کے مستعمل مین ہوتا ہی ویسا ہی امر عظیم و عجیب کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس مین دونون معنی بیان کئے ہین) مگر جبکہ اسکی تائید مین مریم کے مان باپ کا زانی و بدکار نہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس مقام مین لفظ فری سے وہی معنی اول مختلق و مفتری کے مراد ہین اور اس سے یہودیون کی غرض تہمت و بہتان مریم علیہا السلام ہے جسکو خدا تعالیٰ آیۃ علی مریم بہتانا مین حکایت فرماتا ہے۔

اسکی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکے مان باپ چور نہون کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیون کی یا کسی ظالم لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو لڑاکے نہ تھی تو اس سے بھی مراد ہوتی ہے کہ تو نے لڑائی کہان سے سیکھی وعلیٰ ہذا القیاس۔

انہی سیاق و الفاظ کے لحاظ سے مفسرین اسلام نے اس آیۃ کی تفسیر مین وہی کہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے امام رازی تفسیر کبیر مین فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت مین اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری مان

یروی انهم لما راوها ومعها عیسیٰ قالوا لقد جئت شیئا فریا یحتمل ان یکون المراد شیئا عجیبا ویحتمل ان یکون مرادهم شیئا عظیما منکرا

اشاعة السنة النبويه

على صاحبها الصلوة والتحية

نمبر سوم — جلد چہارم

بابت ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ مطابق مارچ ۱۸۸۱ء

وهذا اظهر لقولهم بعده يا اخت هارون ما كان ابوك الخ۔ (کبیر صفحہ ۲۸۶ جلد ۵)

بدکار تھی پیش کیا ہے۔

اور اس امر منکر سے زنا مراد ہونا اور اس اتہام کا اسیوقت مین پایا جانا آپ نے سورہ (نساء) کی تفسیر مین بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ انہون نے

نسبوا مريم الى الزنا فالمراد بقوله وبكفرهم هو انكارهم قدرة الله تعالى وبقوله وقولهم على مريم بهتانا عظيما نسبتهم اياها الى الزنا وانما صار هذا الطعن بهتانا عظيما لانه ظهر عند ولادة عيسى عليه السلام من الكرامات والمعجزات ما دل على برائتها من كل عيب نحو قوله وهزي اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا ونحو كلام عيسى عليه السلام حال كونه طفلا منفصلا عن امه فان كل ذلك دلائل قاطعة على براءة مريم عليها السلام من كل ريبة فلاجرم وصف الله تعالى طعن اليهود فيها بانه بهتان عظيم

تفسیر کبیر صفحہ ۵۰۱ جلد ۳

ما كان ابوك امرء سوء قال ابن عباس ما كان ابوك زانيا وما كانت امك بغيا اي زانية فمن اين لك هذا الولد

معالم

ما كان ابوك امرء سوء وما كانت امك بغيا زانية حتى نقول انك تابعت في ذلك الفاحشة احد ابويك (جامع البیان)

مریم کو زنا کی طرف منسوب کیا انکی کفر سے مراد انکار قدرت خدا ہے اور بہتان سے مراد مریم کا زنا کی طرف منسوب کرنا۔ یہہ طعن بہتان عظیم اسلئے ہوا کہ ولادت مسیح کے وقت کرامات و معجزات اسقدر ظاہر ہوئی تھی کہ اس سے مریم کا ہر عیب سے پاک ہونا معلوم ہو گیا تھا جیسے خشک درخت کا خرما گرانا اور مسیح کا بچپن مین کلام کرنا۔ یہ مریم کے ہر عیب سے برائت پر قطعی دلائل ہین اسلئے خدا نے یہود کے اس طعن کو بہتان عظیم کہا۔

اور تفسیر معالم مین ہے ابن عباس نے معنی آیہ مین فرمایا تیرا باپ زانی نہ تہا اور تیری ماں زانیہ نہ تھی پھر تجہے بچہ کہان سے ہوا۔

اور جامع البیان مین ہے تیرا باپ بدکار نہ تہا تیری ماں زانیہ نہ تھی تاکہ ہم کہین کہ تو اس کام مین والدین مین سے کسی کی تابع ہوئی۔

عذر۔ راقم ۴ مارچ سے اپریل تک ایک سفر طویل مین رہا سفر ہی مین مضمون نمبر ۲ تیار کر کے مطبع مین بھیجا پر اہل مطبع کے تغافل سے نہ چھپا۔ مضمون نمبر ۳ بھی تیار ہے اور مطبع مین دیا گیا پر دیکھیے اہل مطبع کیا توجہ سے کب نکلتا ہے۔ ناظرین مجھے معذور سمجھین اور میرے اس بار بار کے عذرات کو بھی معاف فرماوین۔

تصحیح غلطی۔ نمبر سابق مین بجائے نمبر صفحہ ۶۲ - ۸۰ چاہیے و بجائے ۵۸ صفحہ ۶۳ ناظرین اپنے نسخون مین درست کر لین۔

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

چوتھی بات کی ثبوت پر بھی سیاق والفاظ قران کی شہادت موجود ہے طعن یہودیون کے جواب مین مریم علیہا السلام کا مسیح کیطرف اشارہ کرنا اور اسکے جواب مین انکا یہ کہنا کہ ہم لڑکے سے کیونکر بات کرین اُسے حرف (ف) سے شروع کیا گیا ہے - اسی سیاق کی دست آویز سے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ مکالمہ مسیح کا اسی موقع پر ہوا ہے -

تفسیر کبیر مین ہے جب یہودیون نے مریم علیہا السلام کے زجر و ملامت مین مبالغہ کیا تو وہ چپ ہو رہین اور مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہاری بات کا یہی لڑکا جواب دیگا - تب وہ سخت خفا ہوئے اور بولے یہ اسکا ہم سے ہنسی کرنا اسکی زنا سے بدتر ہے مسیح نے جب یہ بات سُنی تو دودہ پینا چھوڑ دیا اور انکی طرف متوجہ ہوا اور اُن سے ہمکلام ہوا - کہتے ہین کہ اسوقت سے پہر وہ کبھی نہین بولا - یہانتک کہ اُس عمر کو پہنچا جسمین بچے بولنے لگتے ہین - اور لفظ کان اس مقام مین بمعنی حصل و جد ہے یعنی موجود ہوا اور پایا گیا -

> انهم لما بالغوا في توبيخها سكتت واشارت اليه اي عيسى عليه السلام اي هو الذي يجيبكم اذا ناطقتموه وعن السدي لما اشارت اليه غضبوا غضبا شديدا وقالوا لسخريتها بنا اشد من زناها روي انه كان يرضع فلما سمع ذلك ترك الرضاع واقبل عليهم بوجهه واتكأ على يساره واشار بسبابته وقيل كلمهم بذلك ثم لم يتكلم حتى بلغ مبلغا يتكلم فيه الصبيان قوله كيف نكلم من كان في المهد صبيا اي حصل فكان ههنا بمعنى حصل ووجد -
>
> (تفسیر کبیر صفحہ ۵۹۷ جلد ۵)

تفسیر معالم مین ہے ابن عباس نے فرمایا ہے جبکہ مریم کے پاس کوئی دلیل نہ تہی تو اُس نے مسیح کی طرف اشارہ کیا تاکہ اُسکا کلام مریم کے لئے سند ہو جاوے اسی تفسیر مین ہے کہ جب مریم نے مسیح کیطرف اشارہ کیا تو اُنہون نے کہا کہ باوجود اس فعل کے ہمسے ہنسی کرتی ہے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے اس گہوارہ سے

> لما لم تكن لها حجة اشارت اليه ليكون كلامه حجة لها وفي القصة لما اشارت غضب القوم وقالوا مع ما فعلت اتسخر بنا ثم قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا - اي من هو في المهد وهو حجرها وقيل هو المهد بعينه وكان بمعنى هو قال

ابو عبیدة کان صلة ای کیف نکلم
صبیًا فی المهد وقد یجیئ کان حشو
فی الکلام لامعنی له کقوله هل کنت الا
بشرا رسولا ای هل انا فلما سمع عیسی
کلامهم ترک الرضاع واقبل علیهم
وجعل یشیر بیمینه قال انی عبد
الله الخ۔

مان کی گود مراد ہے یا بعینہ گہوارہ اور یہان
لفظ کان بمعنے ہو ہوا ابوعبیدہ (امام علم لغت)
نے کہا لفظ کان یہان زائد ہے اور کان
کلام مین زاید آیا کرتا ہے جیسے اس آیہ مین (هل
کنت الا بشرا رسولا ای ہل انا) یعنی مین صرف
بشر رسول ہون جب حضرت عیسی نے انکی بات
سُنی تو دودھ پینا چھوڑ دیا اور ان پر متوجہ ہوا
اور کہا مین خدا کا بندہ ہون الخ۔

اور تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے مریم نے عیسی کیطرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تاکہ تمہین جواب

فاشارت الیه ای عیسی علیه السلام ای
کلموه یجیبکم قالوا کیف نکلم من کان
فی المهد صبیا ولم یعهد صبی فی المهد
کلمه عاقل۔ وکان زائدة او تامة
او دائمة کقوله تعالی وکان الله علیما حکیما
او بمعنی صار (بیضاوی)

دے وہ بولے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو
گہوارہ مین لڑکا ہے اور ایسا کوئی لڑکا نہین ہوا
جس سے دانا مخاطب ہوا ہو لفظ کان اس آیہ مین
زائد ہے یا تامہ ہے (بمعنی موجود اور پایا گیا)
یا دایمہ ہے جیسے اس آیہ مین وکان الله علیما حکیما
یا بمعنی صار ہے یعنی ہوگیا

اس بیان کی تصدیق وتائید مین ایک حدیث صحیح صریح وارد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہے تین شخصون نے گہوارہ مین کلام کیا ہے (۱) حضرت عیسی علی نبینا وعلیه السلام

عن النبی صلعم قال لم یتکلم فی المهد الا ثلثة عیسی
وکان فی بنی اسرائیل رجل یقال له جریج الخ
صحیح البخاری کتاب الانبیاء ص ۴۸۹ وغیرہ

(۲) وہ لڑکا جسکو لوگون نے ناحق جریج زاہد
بنی اسرائیل کا لڑکا کہا تہا (۳) ایک عورت
بنی اسرائیل کا لڑکا۔

شاید یہان نصاری یا انکی تقلید سے جناب مخاطب یہ بحث کرین کہ مسیح کا مہد مین کلام کرنا

انجیل مین مذکور نہین ہے اور نہ عیسائیون مین مشتہر ہے اگر یہ امر واقع ہوتا تو مسیح کے ماننے والون مین جنہون نے انکو خدا بنا دیا کیون مشہور نہ ہوتا اسکا **جواب** تفسیر نیشاپوری مین یہ دیا ہی کہ اس موقع پر حاضرین کم تھے جنسے اخفاء بعید نہ تہا اور اگر وہ اسکو ذکر بھی کرتے تو اُن کے مخالف (ذاکرہو) انکو جہٹلاتے اور مریم پر بہتان لگاتے اسلئے وہ چپ رہی یہان تک کہ یہ امر ویسا ہی انکی تہر لوگون پر مخفی رہا تہا قرآن نے بتلایا

وکان الحاضرون جمع قلیل ولا یبعد فی مثلهم التواطؤ علی الاخفاء وبتقدیر ان یذکروا ذلک فان غیرهم کانوا یکذبونهم فی ذلک وینسبونهم الی البهت فهم ایضا قد سکتوا لهذه العلة فلهذا لا سبب بقی الامر مکتوما الی ان نطق القرآن بذلک (تفسیر نیشاپوری)

مین **لکھتا ہون** اس جواب کی تائید خود انجیل مین موجود ہے جسکا بیان صفحہ ۵۴ مین ہے لکھا ہے اب اہل ایمان و انصاف کو یہ سوچنا بکار ہے کہ ایسی حالت مین عیسائیون کا اس امر سے ساکت رہنا لائق اعتماد و احتجاج ہے یا خدا اور رسول کا بیان کرنا **ان چارون** باتون کی بحث و بیان سے ثابت ہوتا کہ جو کچھ ہمنے سورہ مریم سے بیان کیا ہی ظاہر معنی الفاظ قرآن و سیاق قرآن ہی جس سے بخوبی ثابت ہی کہ خدا تعالی نے مبنی و منشاء دعوی فریقین کے وجود کو قرآن مین تسلیم کر لیا ہے (ن) ہا جو اس سے فریقین نے نتیجہ نکالا ہے اس کو رد کیا ہے جسکا بیان معروض ذیل ہے -

نتیجہ مخترعہ فریقین (جو بلا پدر پیدائش مسیح سے فریقین نے نکالا ہے) کا **ابطال** ورد خدا تعالی نے اس بیان سے فرمایا ہے کہ بلا پدر پیدا ہونا نہ اس بات کا مقتضی ہے کہ مسیح خدا یا فرزند خدا ہو اور نہ اس امر کا مثبت و مستلزم کہ معاذ اللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوا ہو - یہ شبہ تب ہو جبکہ خدا تعالی کی قدرت ظاہری اسباب مین منحصر و محدود ہو - وہ بلا پدر فرزند پیدا نکر سکے یا بلا اصل و مادہ سابق کوئی چیز وجود مین نہ لا سکے - اُس نے آدم کو مادر و پدر دونون کے سوا پیدا کیا اور آسمان و زمین کو نئے سرے ایجاد کیا پھر بلا پدر فرزند پیدا کرنا اُسپر کیا مشکل ہے اور اگر بلا پدر[ف] پیدا ہونیسے خدا ہونا لازم آتا ہے

ف اس تقریر ابطال نتیجہ عیسائیون کو جناب مخاطب نے بھی پسند کیا ہی - اور اسکا مطلب اس تقریر سے ادا فرمایا ہی اگر بالفرض تم بوجہ بن باپ پیدا ہونیکی حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو بن ماں باپ کے پیدا ہوئے ہین بدرجہ اولی خدا کا بیٹا ماننا چاہئے اور جب تم حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہین مانتے تو حضرت عیسی کو صرف بن باپ کے پیدا ہونیسے کیون خدا کا بیٹا مانتے ہو -

تو عیسائیون مین آدم کو بغیر باپ کے ساتھ مان بھی نہ تھی کیون خدا نہین مانا جاتا - اس بیان
بابرہان کو خدا تعالی نے ان مختصر الفاظ سے ادا کیا ہی کہ عیسی کے مثل خدا کے نزدیک ایسی

ان مثل عیسی عند الله کمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران ع ۶) بدیع السموات والارض انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبه (انعام ع ۳)	ہی جیسے آدم جسکو خدا نے مٹی سے بنایا پھر اسکو کہا تو انسان ہو جا پھر وہ انسان ہو گیا - اور فرمایا وہ الله آسمان و زمین کا نئی سری پیدا کرنیوالا ہے اسی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہی اسکی بیوی تو ہی نہین

تفسیر مظہری معالم - کبیر وغیرہ مین آیۃ اول کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہ آیۃ وفد نصاری نجران

نزلت الایة فی وفد نجران لما قالوا لرسول الله ما لک تشتم صاحبنا قال ما اقول قالوا تقول انه عبد قال اجل هو عبد الله و رسوله و کلمته القاها الی العذراء البتول فغضبوا و قالوا هل رایت انسانا قط من غیر اب فانزل الله تعالی لالزامهم وافحامهم هذه الایة -	کی شان مین نازل ہوئی جو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا بندہ کہنے پر آشفتہ ہوئی اور کہنے لگے کہ تم نے ایسا ہی کوئی انسان دیکھا ہے جو بغیر باپ پیدا ہوا ہو جس پہ یہ آیت نازل ہوئی -

اسی بیان خداوندی کے موافق حضرت مریم نے فرمایا ہے - تفسیر کبیر و نیشا پوری مین نقل ہے کہ جب یوسف نے مریم کو حاملہ پایا تو اسکو شک ہوا اور اس نے مریم سے پوچھا کہ بلا تخم بھی کبھی کھیتی ہوتی ہے اور بلا پدر بچہ پیدا ہوتا ہے - مریم نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہو سکتا ہے پہلے زراعت خدا نے کس تخم سے پیدا کی - تخم اسی زراعت سے ہوا ہے نہ وہ زراعت کسی تخم سے - اور آدم اور حوا کہان سے پیدا ہوئے ان کے تو مان و باپ دونون نہ تھے - تب یوسف کا شک رفع ہوا -

بالجملہ خدا تعالی نے نتیجہ فریقین اور انکی دعاوی کے مبنی کو مسلم رکھکر اس نتیجہ کو بدست آویز قدرت کاملہ اور بذکر بعض تمثیلات رد کر دیا اور دونون فریق کے خیال کو باطل کرکے قطعی فیصلہ

حق فرمایا کہ مسیح نہ خدا ہے نہ خدا کا فرزند اور نہ مولود ناجائز بلکہ وہ خدا کے بندے ہیں جو محض قدرت کاملہ سے بلا اب پیدا ہوئے ہیں ؛

یہہ اہل اسلام کا اس باب مین قرآن سے استدلال ہے اب خلاصہ **کلام مخاطب** جو اس استدلال کے مقابلہ دجواب مین آپ سے سرزد ہوا ہے نقل کیا جاتا ہے پھر اسکے ذیل مین اسکا جواب قلم مین آتا ہے۔ آپ نے اس استدلال کے اس جزو پر (کہ خدا تعالی نے وجود مبنی و منشار دعاوی فریقین یعنی مسیح کے بلا اب پیدا ہونیکو مان لیا ہے) نکتہ چینی کی ہے۔ اور جو ہمنے اس جزو کے ثبوت مین سورہ مریم سے چار باتین نقل کی ہین انمین آپنے بحث کی ہے۔ **پہلی بات** (یعنی بشارت فرشتہ کی متصل حمل ہونے) مین آپ نے یہ **بحث** کی ہے کہ حرف ف جو فحملتہ مین ہے یہ لازم نہین آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھین بلکہ پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے بعد مین وہ حاملہ ہوئین جس وقت کی یہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہین چھوا تھا لیکن اسکے بعد اسکا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت یوسف سے حاملہ ہوئی تھین یہ صفحہ ۳۶ تفسیر مین آپکے الفاظ ہین اور صفحہ ۳۱ مین آپنے فرمایا ہے کہ یہ بشارت رویا (یعنی خواب) کا واقعہ ہے۔ اور سینٹ متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ بموجب اس انجیل کے یوسف کو بھی اس حمل کی خبر خواب مین بذریعہ فرشتہ دی گئی تھی۔ اور بصفحہ ۳۲ فرمایا کہ جس زمانہ مین بشارت ہوئی اس زمانہ مین بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہین چھوا تھا بلکہ غالبا انکا خطبہ بھی یوسف سے نہین ہوا تھا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکے بعد بھی یہ امر واقعہ نہین ہوا۔

اس بحث کا جواب یہہ ہے کہ حمل کا بشارت کے متصل واقع ہونا ایسا لازم ہے کہ یہہ امر ف کے مفہوم مین داخل ہے چنانچہ ہمنے اسکی تائید و شہادت مین تفسیر کبیر کی عبارت نقل کردی ہے آپکو ہمین نزاع تھی تو اسکے خلاف مین کسی کتاب نحو یا معانی یا تفسیر کی عبارت نقل کردی ہوتی شاید آپنے اسکو دلیل سمجھا ہے جو بصفحہ ۳۵ بیان کیا ہے کہ دردزہ (جسپر آیۃ فاجاءھا المخاض مین ف وارد ہے) حاملہ ہونیکے متصل واقعہ نہین ہوا۔ کیونکہ بشہادت انجیل لوک پوری مدت حمل

بعد مسیح کا تولد ہوا ہے اور تفسیر کبیر مین مدت حمل کے سات یا آٹھ یا نو مہینے بیان ہوئی ہے اور
اگر ف سے ہر جگہہ اتصال زمانی مستنبط ہوتا تو اس جگہہ ف کو نہ لایا جاتا۔

مگر اس دلیل سے ف کا **انصال** باطل نہین ہوتا۔ **اولاً** اسلئے کہ جو پوری مدت حمل کا انجیل مین ذکر ہے وہ ظاہر قرآن کے مقابلہ مین اہل اسلام کے نزدیک لایق اعتبار نہین ہے، اور تفسیر کبیر مین اگرچہ روایات مدت حمل سات۔ آٹھ۔ نو مہینے کو بعض علما سے نقل کیا ہے مگر مصنف کے نزدیک مختار و مرجح مدت حمل ایک ساعت ہی چنانچہ بصفحہ (۵۸) تفسیر کبیر سے منقول ہو چکا ہے

ثانیاً اسلئے کہ اگر مدت حمل نو مہینے ہی مان لئے جاوین تو بھی دردزہ کا حمل کے متصل واقع ہونا باطل نہین ہوتا۔ اتصال کے یہ معنی نہین ہین کہ دو متصل ہین مطلق تاخیر و تراخی نہ ہو بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ ان دونون ہین کسی امر اجنبی کا حلول و تخلل نہ ہو پس اگر نو مہینے چھوڑ نو برس بھی حمل رہتا اور پھر دردزہ واقع ہوتا تو بھی کہا جاتا کہ دردزہ حمل کے متصل واقع ہوا ہے۔ مگر اس بات کے سمجھنے کو یوروپین ذہن و معلومات کافی نہین ہے۔ مشرقی علوم و خیال سے مناسبت ضروری ہے سو یہان کہان۔

اور جو **ارشاد** ہوا کہ جسوقت یہ بشارت ہوئی تھی اُسوقت مریم کی یوسف سے منگنی بھی نہوئی تھی یہ محض **مغالطہ** ہی جسکا بیان بصفحہ (۴۱) ہو چکا ہے ایسا ہی آپکا یہ کہنا کہ وہ بشارت خواب مین ہوئی تھی مغالطہ ہے لفظ رویا یا خواب اس موقعہ پر نہ قرآن مین ہے نہ انجیل مین ہان یوسف کی پاس فرشتہ کا خواب مین ظاہر ہو کر حمل کی خبر دینا مذکور ہے اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ مریم کے پاس بھی وہ خواب ہی مین آیا ہو +

ایسا ہی آپکا یہ کہنا کہ اسوقت کے قول مریم سے کہ مجھکو کسی بشر نے مس نہین کیا یہ لازم نہین آتا کہ اسکے بعد بھی یہ امر واقع نہین ہوا **مغالطہ** ہے اگرچہ صرف اس قول مریم سے یہ امر لازم نہین آتا مگر اسکے بعد مس بشر کے وقوع کو ذکر نہ کرنے اور اس سے ساکت رہنے سے تو یقیناً لازم

آتا ہے کہ اسکے بعد ہی یوسف نے مریم کو مس نہین کیا اگر پیچھے کو مس واقع ہوتا تو اس موقعہ بیان پر ضرور اسکو ذکر کیا جاتا اور جبکہ باوجود ضرورت بیان اس سے سکوت ہوا ہے تو بحکم السکوت فی معرض البیان بیان مس بشر کا واقعہ نہونا عین بیان و منطوق قرآن ٹھہرا - اسکی مثال یہ ہے کہ زید کہتا ہے مینے چوری نہین کی - عمرو اسکی شہادت دیتا ہے کہ ہان زید نے چوری نہین کی اور اس سے زیادہ عمرو نے کوئی بات نہین کہی - اس شہادت عمرو سے ہر کسیکو (جو عمرو کو سچا اور عاقل سمجھتا ہے) یقین حاصل ہوتا ہے کہ زید چوری سے بری ہے - اسمین اگر کوئی تجویز کرے کہ اس شہادت سے فلان تاریخ تک زید کا چوری نہ کرنا مراد ہے - اور اُسی تاریخ کی نظر سے عمرو نے یہ شہادت دی ہے اس سے ہمیشہ کے لئے چوری نہ کرنا لازم نہین آتا تو اسکی یہ تجویز عمرو کی بے دیانتی یا حماقت کی مثبت ہے اور اس امر کی متضمن ہے کہ عمرو نے صرف اس تاریخ تک زید کے چوری نہ کرنے کو شہادت مین پیش کر دیا ہے اور جو اس تاریخ سے پیچھے اس سے چوری واقع ہوئی تھی اسکے بیان سے باوجود ضرورت سکوت اختیار کیا ہے اور بے دیانتی یا حماقت سے کام لیا

ایسا ہی بعینہ امر متنازعہ فیہ کا حال ہے - عیسائیون کا انجیل لوک و متی مین یہ دعوی تھا کہ جب فرشتہ نے مریم کو فرزند کا مژدہ دیا تو مریم نے تعجب کرکے کہا کہ میرے بیٹا کیونکر ہوگا میں تو مرد کو نہین جانتی فرشتہ نے جواب مین کہا کہ یہ خدا کے آگے ناممکن نہین ہے اور قبل ہمبستر ہونے شوہر کے اسکو حمل ہوگیا - خداتعالی نے اس دعوی کی پوری شہادت دی - اور اس بیان انجیل کے لفظ بلفظ تصدیق کر دی اور باوجود عادت مخالفت اہل کتاب کے اس امر مین انکی مخالفت نہین کی - نہ یہ فرمایا کہ یوسف نے مریم کو فلان وقت مس کیا اور نہ یہ فرمایا کہ حمل یوسف سے ہوا پس اس شہادت قرآن کی نسبت جناب مخاطب کا یہ کہنا کہ اسمین پہلی وقت کی حکایت ہے اور اسی وقت کی نظر سے یہ شہادت دی گئی ہے اور جو اسکے بعد یوسف نے مریم کو مس کیا تھا اسکو خدا نے قرآن مین ذکر نہین کیا بعینہ وہی تجویز ہے جو شہادت عمرو مین بیان ہوئی ہے دراصل خداتعالی پر نافہمی و بے دیانتی کی تہمت و جرأت پائی جاتی ہے تعالی اللہ عن ذلک

علواً کبیراً

اور اگر آپ کے نزدیک یہ اسکی نظیر نہین ہے تو آپ سے یہہ سوال ہے کہ آیۃ لم یمسسنی بشر مین تو مسیح کے زمانہ سابق کا ذکر ہے پہر ذکر مس کرنیکا جو زمانہ مابعد مین واقع ہوا ہے کون سی آیۃ مین پایا جاتا ہے براہ مہربانی اس آیۃ سے نشان دین یا اپنی تجویز کو اس تجویز کی نظیر سمجہکر خدا تعالی پر الزام و اتہام نافہمی و بے دیانتی سے باز آوین ۔

دوسری بات (یعنی متصل ولادت مسیح کو اٹہا لانے) مین آپنے یہ بحث کی ہے کہ جملہ مفسرین تسلیم کرتے ہین کہ یہ واقعہ ولادت کے متصل واقع نہین ہوا اسکے بعد ہوا ہے کوئی مدت زمانہ مابعد کے چالیس دن قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر ابن عباس مین ہے ابو القاسم بلخی زمانہ عمر مراہق و قریب بلوغ قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین اُن سے منقول ہے اور ہم (خود بدولت) باستدلال اس آیۃ قرآن کے جسمین ذکر ہے کہ مسیح نے اُسوقت اپنے تئین نبی کہا زمانہ نبوت قرار دیتے ہین جو بشہادت انجیل لوک باب ۲ بارہ برس کی عمر ہے ۔

اس بحث کا جواب یہ ہے کہ جملہ مفسرین کیطرف اس امر کا نسبت کرنا کہ وہ واقعہ متصل ولادت واقع نہین ہوا خلاف واقعہ ہے ۔ ابن عباس و ابن مسعود و عمرو بن میمون وغیرہ مفسرین متاخرین سے صاف صاف منقول ہو چکا ہے کہ اٹہا لانا مسیح کا متصل ولادت واقع ہوا ۔ ہان بعض مفسرین کا قول ہے کہ چالیس دن نفاس کے گذرجانیکے بعد مریم مسیح کو اٹہا لائی ۔ مگر وہ روایت ظاہر قرآن کے مقابلہ مین لائق تسلیم نہین ہے اور اگر اسکو مان بہی لیا جاوے تو اس سے اتصال فوت نہین ہوتا اسلئے کہ اتصال کا فوت ہونا تخلل و حلول امر اجنبی سے متصور ہے اور چالیس دن نفاس کے خون ولادت کے ایام ہین اور شرعاً ولادت سے اجنبی نہین ہین بلکہ اسیکے حکم مین اور اسیکے متعلقات سے ہین ۔

اور **ابو القاسم بلخی کا قول** ظاہر قرآن سے بہت بعید ہے اسلئے نہ لائق تعویل ہے نہ قابل تاویل ۔

تفسیر کبیر میں جس سے آپ نے وہ قول نقل کیا ہے اسکی نسبت کہا ہے کہ ابو القاسم کا قول بعید ہے

اما قول ابی القاسم البلخی فبعید ذلک لان الحاجة الی کلام عیسیٰ انما کانت عند وقوع التهمة علی مریم علیها السلام

اسلئے کہ کلام مسیح کی حاجت بوقت تہمت مریم ہی یعنی پیچہے کر عمر مراہق ہونیکے وقت انکا بولنا اسوقت کی تہمت کو کیونکر اٹہا سکتا تہا ۔

اب رہا آپکا قول کہ وہ واقعہ زمانہ نبوت کا ہے اور زمانہ نبوت عمر دوازدہ سالہ مسیح ہے محض بے بنیاد ہے نہ قرآن اسکا مصدق ہے نہ انجیل ۔ قرآن مین اسوقت صغر سنی کے سوا کوئی زمانہ نبوت مسیح کا قرار نہین دیا انجیل لوک باب ۲ وغیرہ مین بہی یہ پایا نہین جاتا کہ بارہ برس سے پہلے مسیح نے نبوت کا دعوی نہین کیا ۔ نہایة الامر یہہ کہ اس عمر سے پہلے انہون نے ابلاغ احکام و مباحثہ نکیا ہو ۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اُسوقت سے پہلے وہ نبی نہ تہے یا انہون نے نبوت نہین کیا ۔ تفسیر کبیر مین عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ مسیح کا حال صغر سنی مین یہ کہنا کہ مجہے خدا نے نبی کیا ہے اس معنی کر ہے کہ خدا نے میری تقدیر مین مجہے نبی کیا جسکا ظہور آئندہ ہوگا اگر وہ اس وقت نبی ہوتے تو شرائع و احکام بہی بیان کرتے ۔ پہر اسکے جواب مین کہا ہے کہ جایز ہے

لم لا یجوزان یقال بعد نبیته الیهم من غیر بیان شیء من الشرایع والاحکام جایز ثم بعد البلوغ اخذ فی شرح تلک الاحکام فثبت بهذا انه لا امتناع فی کونه نبیا فی ذلک الوقت وقوله اتانی الکتاب یدل علی کونه نبیا فی ذلک الوقت فوجب اجرائه علی ظاهره ۔ تفسیر کبیر صفحہ ۴۹۲ جلد ۳

اسوقت صرف نبوت بلا بیان احکام ہوگئی ہو پہر بعد بلوغ مسیح کے ان احکام نبوت کا بیان ہوا ہو ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت مین انکا نبی ہونا محال نہین ہے اور انکا قول مجہے خدا نے نبی کیا اسیوقت نبی ہونا بیان کرتا ہے پس اسکا ظاہری معنی پر حمل کرنا واجب ہے ۔

تیسری بات (یعنی اسیوقت مریم پر تہمت بدکاری لگائی جانی) مین آپکے یہ بحث کی ہے کہ زمانہ ولادت مسیح مین کسینے مریم پر بدکاری کی تہمت نہین لگائی بلکہ یہہ تہمت تیسری صدی مین یہود سے سرزد ہوئی ہے جبکہ عیسائیون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے مین زیادتی کی اور لفظ فری آیہ لقد جئت

شیئا فریا مین بمعنی بہتان نہین بلکہ بمعنے عجیب ہے اگر یہودی اس لفظ کو بمعنی بہتان و بدکاری بولتے تو حضرت مسیح اپنی ماں مریم کی اس سے براءت کرتے۔

اس بحث کا جواب یہ ہی کہ تیسری صدی مین مریم کے متہم ہونے پر آپ نے کوئی شہادت و سند پیش نہین کی اور آپ کی روش و عادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپنے کسی یہودی یا نصرانی سے لی ہے اور ظاہر قرآن سے سابقاً خوب ثابت ہوچکا ہے کہ اسیوقت ولادت مین مسیح کو اٹھا لانے پر یہودیوں نے یہ بات کہی تہی۔ پہر اسکی مقابلہ مین کسی یہودی یا نصرانی کی بات کوئی مسلمان کب سن سکتا ہی۔ اور لفظ فری اگرچہ بمعنی عجیب و غریب بہی مستعمل ہوتا ہے مگر اسمقام مین ایسے قرائن سے وہ مستعمل ہوا ہے کہ اسکا بمعنی بہتان و بدکاری ہوا متعین ہے اسکا ثبوت بہی مفصل و مدلل گذر چکا ہے۔

رہا آپکا یہ اعتراض کہ اگر وہ لفظ بمعنی بدکاری بولا گیا ہے تو مسیح نے اُسکے جواب مین مریم کو تہمت بدکاری سے کیون بری نکیا۔ **اسکا جواب** یہ کہ مسیح نے اس لفظ کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ اس سے تہمت بدکاری کا جواب بہی ادا ہوا اور اس فساد عظیم کا بہی انسداد ہوا۔ جو غالیان اتباع مسیح سے وقوع مین آنیوالہ تہا۔ آپ فرماتے ہین مین خدا کا بندہ ہون خُدا نے مجہے کتاب دی اور نبی کیا اور مجہے برکت والہ بنایا اور ماں کے حقمین محسن و نیکوکار کیا۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ نہ مین خدا ہون نہ خدا کا فرزند مجہے بلا پدر مولود دیکہکر میرے اتباع اس ورطہ ضلالت مین نہ پڑین اور نہ مین مولود ناجائز ہون ایسا ہوتا تو ان کرامات کا مورد نہ بنایا جاتا اور نہ میری ماں مورد رحمت و کرامت ایسی فرزند کی محل ہوتی +

تفسیر کبیر مین لکہا ہے اسوقت براءت مریم کی سخت حاجت تہی مگر مسیح نے اسپر تصریح نہ کی بلکہ اپنی عبودیت پر تصریح کی گویا اُسنے خدا سے تہمت ولد کا دور کرنا ازالہ تہمت والدہ سے بہتر سمجہا۔ اس مین والدہ کی تہمت کا

ان الذی اشتدت الحاجة الیه فی ذالک الوقت انما هو نفی تهمة الزنا عن مریم ثم ان عیسیٰ لم ینص علی ذلک و انما نص علی اثبات

عنوہ بنفسہ کان نعم لعل ازالۃ التہمۃ عن اللہ اولی من ازالۃ التہمۃ عن الام - والتکلم بازالۃ ھذہ التہمۃ عن اللہ یفید ازالۃ التہمۃ عن الام لان اللہ سبحانہ لا یخص الفاجرۃ بولد فی ھذہ الدرجۃ العالیۃ والمرتبۃ العظیمۃ واما التکلم بازالۃ التہمۃ عن الام لا یفید ازالۃ التہمۃ عن اللہ فکان الاشتغال بذلک اولی -

بہی ازالہ ہوگیا - اسمین اسکی والدہ کی کرامت کا اظہار ہے اور اگر وہ بدکار ہوتی تو محل مرحمت و موہبت ایسی صاحب کرامت و عالی درجت فرزند کی نہ ہو - نی اور اگر وہ صرف برائت والدہ مین کچہہ کلام کرتا تو اس سے تہمت خدا کا ازالہ نہ ہوتا -

چوتہی بات (یعنی مسیح کی اسی حالت صغیر سنی مین کلام کرنی) مین بہی آپ کی یہی بحث ہے کہ مسیح نے حالت صغر سنی مین کلام نہین کیا جسکا جواب بخوبی دیا گیا **علاوہ** برآن ایک بات آپنے یہ فرمائی ہے کہ معنی آیہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا کے بلحاظ لفظ کان جو ماضی ہے یہ ہین کہ ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا تہا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ اس زمانہ تکلم مین بہی گہوارہ مین لڑکا تہا - اس کا جواب یہہ ہے کہ لفظ کان اس آیت مین زاید ہی جیسے آیۃ ھل کنت الا بشرا رسولا مین کنت زاید ہے چنانچہ بیضاوی معالم کبیر وغیرہ سے نقل ہوچکا ہے اس زیادت پر دلیل دوسری آیۃ ہے جسمین ارشاد ہے کہ مسیح گہوارہ مین کلام کرے گا اور نیز یکلم الناس فی المھد وکھلا (آل عمران) وہ حدیث جو صفحہ (۶۷) مین نقل ہوچکی ہے آپنے اس آیت کو نہ سوچا اور بدست آویز لفظ کان کے زمانہ کلام سے پیشتر مسیح کا لڑکا ہونا تجویز کردیا -

یہہ آپ کی **مباحث** اور ان کے **جوابات** ہین جن سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو آپنے تسلیم وجوہ و مبنی و منشاء دعوی فریقین پر نکتہ چینی کی ہے وہ **محض خیالات** و مجرد احتمالات مقابل ظاہر آیات ہین - اور ظاہر قرآن سے بخوبی ثابت ہے کہ خدا نے دعوی فریقین کے مبنی و منشاء کو قرآن مین مان لیا اور یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے پہر اسکی لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین نے اس سے نکالا تہا (کہ وہ خدا یا فرزند خدا ہین یا مولود نا جایز) باطل و رد کردیا -

[illegible] برائت مریم پر انکی شہادت کا بیان بضمن ثبوت تیسری بات کی بصفحہ (۶۵) گذرا - ہماشیہ

اور اگر جناب مخاطب اس امر کو باوجود اس کامل ثبوت کے نہ مانین اور مکابرانہ چال اختیار کرکے
فرماوین کہ خداتعالی نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم نہین کیا تو پھر مقام ادعا
واستدلال سے اتر کر آپ سے یہہ سوال ہے کہ خدا نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم
نہین کیا تو پھر کیا اسکو رد کیا یا رد و تسلیم دونون سے سکوت فرمایا۔؟

شق اول کو اختیار فرماوین تو قرآن مجید سے اس آیۃ کا نشان دین جسمین خداتعالی نے وجود منشا
دعاوی فریقین کو رد کیا اور یہہ فرمایا ہے کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا بلکہ وہ یوسف کا بیٹا ہے
اور اگر **شق ثانی** کو اختیار کرین تو آپ پر یہہ اعتراض (جسکا جواب آپ سے قیامت تک ادا
نہ ہوگا) وارد ہے کہ جس حالت مین خداتعالی نے منشا نزاع فریقین (جو اس مقدمہ مین بڑا
بھاری امر تنقیح طلب تھا) کے رد و تسلیم سے سکوت فرمایا ہے۔ تو پھر اس تنازع مین فیصلہ کیا
کیا؟ اور وہ فیصلہ اثر و وقعت کیا رکھتا ہے؟

ادنی جج عدالت ایسا فیصلہ نہین کرتا جسمین منشا نزاع فریقین کی تنقیح نہین کر لیتا ایسا کرے
تو جج کو احمق سمجھا جاتا ہے اور اسکا فیصلہ نظر ثانی کے لئے مسترد ہوتا ہے۔
پھر خداتعالی احکم الحاکمین کے نسبت ایسے امر شنیع کا تجویز کرنا عاقل و منصف انسان سے کب متصور
ہے **اسکی تشریح** ایک مثال سے کیجاتی ہے۔ زید نے عمر و پر چوری یا قتل عمد کا دعوی کیا
اور منشا اس دعوی کا یہ بتایا کہ زید نے عمر کو اپنے گھر پر رات کیوقت نقب یا قتل کے آلات لئے
ہوئے اور مال مسروق یا نعش مقتول کو اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔ اس مقدمہ مین اگر کوئی جج
منشاء دعوی کی تحقیقات نہ کرے اور عمر کے زید کے گھر پر معہ آلات رات کو جانے اور مال
مسروق و نعش مقتول اٹھانیکے وجود و عدم سے بحث نہ کرے اور ان افعال کے لوازم سے
بحث کرے اور یہ لکھے کہ رات کیوقت ایک بھلے آدمی کا کسیکے گھر جانا چوری کے لئے متعین
نہین ہے یا مال مسروق کے اٹھانے سے بھی یہ لازم نہین آتا کہ وہی شخص چوری کا مرتکب
ہے و بناء علیہ اسکو چوری سے بری کرے تو وہ جج احمق متصور ہوگا اور اسکے فیصلہ مسترد کیا جا

اور محکمہ اعلی سے اس مقدمہ مین تحقیقات منشاء دعوی کا کہ عمرو زید کے گہر رات کیوقت گیا ہے یا نہین اور اُس نے مال مسروق ونعش کو اُٹھایا ہے یا نہین حکم نافذ ہوگا - پہر اگر ثابت ہوا کہ عمرو زید کے گہر پر گیا ہی نہین پایا گیا ہے تو معہ آلات نہین گیا تو اسی سے دعوی زید خارج ہوگا اور ان افعال کو تسلیم کرکے نفی لوازم سے کام نہ لیا جاویگا اور اگر عمرو کا معہ آلات جانا اور مال مسروق ونعش کو اُٹھانا ثابت ہوگا تو پہر ان افعال کے لوازم ومعانی سے بحث کرنا ضروری ہوگا یہی حال **مقدمہ** مسیح کا ہے یہود ونصاری کا مسیح کے باب مین تنازع ہوا نصاری نے انکو خدا قرار دیا اور یہودیون نے مولود ناجایز بتایا - اور اس تنازع کا منشا مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا ادعاء وخیال پایا گیا ہے **اسمین** جو خدا تعالی نے فیصلہ کیا ہے اسکی نسبت یہ کہنا کہ خدا نے منشاء نزاع فریقین کے وجود وعدم سے تعرض نہین کیا صرف نفی لوازم سے کام لیا ہی و بناءً علیہ یہہ فیصلہ کیا ہے کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا لازم نہین آتا - **خدا تعالی** کو اس نادان جج کا **ہمسر بنانا** اور اس احکم الحاکمین پر یہ الزام لگانا ہے کہ اُس نے مبنی ومنشاء نزاع فریقین کو نہین سمجہا یا دیدہ ودانستہ اسکی تحقیق وتنقیح سے اغماض کرکے خلاف عقل فیصلہ کیا ہے - اور یہ امر جناب احکم الحاکمین کی نسبت کمال جرات ونہایت بے ادبی ہے لاجرم اعتراف اس امر کا کہ خدا تعالی نے اس فیصلہ مین منشاء نزاع فریقین کو رد یا تسلیم کرکے اس نزاع کا فیصلہ کیا ہے لازم وواجب ہی - **پس** ہمنے تو بشہادت ظاہر قرآن ثابت کردکہایا ہے کہ خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع فریقین کو تسلیم کرکے نفی لوازم سے کام لیا ہے اور یہہ کہدیا ہے کہ بیشک مسیح آدم کیطرح بغیر باپ پیدا ہوا ہے اور وہ صرف مریم کا بیٹا ہے مگر اس سے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا ثابت نہین ہو سکتا یہہ ہو تو چاہیے کہ آدم کو بہی خدا یا مولود ناجایز کہا جاوے مگر اسکا کوئی فریقین سے قایل نہین ہے - **آپ کے** نزدیک اگر یہ امر غلط ہی اور خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع کو قرآن مین رد کردیا ہے تو آپ اس آیۂ قرآن کا جسمین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیکو رد کردیا اور یوسف کو مسیح کا باپ قرار دیا ہے نشان دین ٭

آپ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو منشا نزاع فریقین کے قرآن مین رد ہونے کا ادعا ہے نہ مسلم ہونیکا اعتراف بلکہ آپکے خیال مین خدا تعالی نے اس رد و تسلیم سے سکوت کیا ہے اور بطور فرض محال اسکو فرض کرکے اسکی لازمہ و نتیجہ کو باطل کیا ہے چنانچہ بجواب روایت وفد نجران کے جو بصفحہ (۶۹) منقول ہوئی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر یہہ روایت صحیح مانی جاوے تو اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ آنحضرت نے حضرت عیسی کا بن باپ پیدا ہونا تسلیم کرلیا ہو کیونکہ یہہ دلیل بطور دلیل الزامی کی ہے - دلیل الزامی مین اس سے بحث نہین ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف نے قایم کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط بلکہ اسکے مقابلہ مین ایک اور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مخالف کی دلیل باطل ہوتی ہے - پس اس مقام پر یہہ دلیل الزامی اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض تم بوجہہ بن باپ پیدا ہونیکے تا آخر عبارت جو حاشیہ صفحہ (۶۸) مین گذری ہے - مگر یہہ خیال کرنا خدا تعالے کو اُسی نادان ہم کا ہمسر بنانا ہے اور اس اعتراض کا مورد ٹھہرانا کہ جس حالت مین خدا کے نزدیک اور نفس الامر مین مسیح بن باپ پیدا نہ ہوا تھا تو خدا تعالی نے ایک امر غیر مسلم (اسکا بلا باپ پیدا ہونا) کیون فرض کرلیا پھر بفرض اسکے وجود کے نفی لوازم و ابطال نتیجہ کے کیون درپے ہوا - یہی کیون نہ کہدیا کہ مسیح تو یوسف کا بیٹا ہے اسکو بلا پدر صرف مان کا بیٹا کیون کہا جاتا ہے اور اس سے اسکا خدا یا مولود نا جایز ہونا کیون نکالا جاتا ہے - اس صورت مین صرف ایک اس لفظ کے کہنے سے (کہ یہہ تو یوسف کا بیٹا ہے) دونون فریق کا دعوی باطل ہوجاتا اور مثل یک گزو دو فاختہ کا مضمون جلوہ دکھاتا - اور اگر بطور تنزل دلیل الزامی کا قایم کرنا منظور تھا تو پہلے اولاً دلیل تحقیقی کو قایم کرلیا ہوتا پھر اسکی تائید و متابعۃ مین دلیل الزامی کو پیش کردیا ہوتا اور یون کہا جاتا کہ اولاً تو تمہارا خیال کہ مسیح بلا پدر پیدا ہوا ہے محض غلط ہے اور مسیح یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے ثانیاً اگر بطور فرض محال اسکو فرض ہی کیا جاوے تو اس سے دعاوی فریقین کا ثابت ہونا ممکن نہین ہے -

اصلی و تحقیقی بات یہی (کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا یوسف کے تخم سے پیدا ہوا ہے) تعرض نکرنا

اور برخلاف واقعہ مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا فرض کرکے اسکی لازمہ و نتیجہ کو باطل کرنا اُسی نادان بچے کا سا کام ہے۔ اور الٹی ناک بتانا اور سیدہی راہ چہوڑکر ٹیڑہی راہ اختیار کرنا اسیکا نام ہے ہم جناب مخاطب سے قسم دیکر پوچہتے ہین کہ خدا کے نزدیک مسیح کا بلا باپ پیدا ہونا مسلم تہا تو اس صورت مین ابطال خیال یہود و نصاری کے لئے یہہ کلمہ کہدینا کہ وہ یوسف کا بیٹا ہے سہل و آسان و مختصر مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن تہا یا اسکو بطور فرض محال مانکر اسکے لوازم و نتائج کو باطل کرنا۔ بغور و انصاف کو کام مین لادینگے تو اسی مختصر کلمہ کہدینے کو سہل و آسان و مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن فرماینگے۔ بناءً علیہ اگر خدا کے نزدیک مسیح بلا باپ پیدا نہوا تہا تو خدا تعالی کو (جو فصاحت و بلاغت قرآن مین مدعی اعجاز ہے) اس موقع پر مسیح کو یوسف کا بیٹا کہنا واجب تہا جس سے بکلمہ واحد یہود و نصاری دونون کا خیال باطل ہوجاتا اور بحسب رواج و عادت یہود و نصاری ان کو ابن مریم کہنا جایز نہ تھا۔

بالجملہ اول تو ظاہر قرآن سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہے اور الفاظ و سیاق قرآن کی اسپر شہادت موجود ہے۔ اور جو اسمین جناب مخاطب نے نکتہ چینیان اور بحثین کی ہین وہ سب مدفوع ہین اور اگر کوئی پہر بھی اس امر کو نمانے تو قرآن مین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے کو رد نکرنا اور مسیح کو کسی باپ کا بیٹا نہ کہنا تو ہر کسیکو ماننا پڑتا ہے اور یہہ عین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے کی تسلیم ہے ؛

اس سے ثابت ہوا کہ استدلال اہل اسلام ظاہر قرآن سے بجمیع اجزاء بلا مزاحمت صحیح و قایم ہے اور مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا قرآن سے بخوبی ثابت ہے۔ آیندہ توفیق فہم منجانب ؛

جناب مخاطب نے قرآن کے اور الفاظ (جنسے مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے) سے بہی بحث کی ہے مگر چونکہ ہمنے ان الفاظ سے استدلال نہین کیا۔ اسلئے ان ابحاث مخاطب کا نقل کرنا پہر ان کا جواب دینا ہمنے ضروری نہین سمجہا۔ ناظرین ان ابحاث کو ان ہی ابحاث اربعہ پر جنکا ہمنے جواب دیا ہے قیاس فرمادین ؛

تتمہ مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

بیان حقیقت اصل جہنم

(یعنی بیان بعث بعد الموت)

مرنے کے بعد اٹھنے کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مردے جسموں کے ساتھ اٹھائے جائینگے جیسے کہ پہلی دنیا میں آئے ہیں یہاں ہی اجسام کے ساتھ نیک و بد کی جزا و سزا بہشت و دوزخ میں پاوینگے اور بہشت و دوزخ میں جسمانی نعیم و آلام ہونگے۔ یہ اعتقاد بھی مسلمانوں کو خدا و رسول نے سکھایا ہے اور قرآن و حدیث میں بتفصیل تشریح آچکا ہے ؛

سورہ انبیا میں ارشاد ہوا ہے جیسے تمہاری خلقت کو پہلی دفعہ بنایا ہے ایسا ہی دوبارہ پیدا کرینگے۔

کما بدانا اول خلق نعیدہ (انبیا)

اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے منکر کہتے ہیں جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہوجاوینگے کیا ہم نئے سر سے اٹھائے جاوینگے تو کہدے تم پتھر ہوجاؤ یا لوہا یا اس سے بھی کوئی زیادہ سخت چیز ہوجاؤ (یعنی پھر بھی خدا تمکو زندہ کریگا) کہتے ہیں ہمیں کون دوبارہ پیدا کریگا۔ تو کہدے وہ جس نے پہلی دفعہ بنایا ؛

وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم فسیقولون من یعیدنا قل الذی فطرکم اول مرۃ — (بنی اسرائیل ۵۶)

اور سورہ یسین میں ارشاد ہے کہتے ہیں کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب وہ بوسیدہ ہوجاوینگی۔ تو کہدے جس نے انکو پہلے پیدا کیا وہ زندہ کریگا ؛

قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ (یسین ۵۶)

اس مضمون کی آیتیں قرآن میں نہایت کثرت سے موجود ہیں۔ اور وہ اس صراحت و وضاحت کے ساتھ حشر جسمانی کے ثبوت میں وارد ہیں کہ انکو انکار و تاویل کی گنجایش نہیں ہے اسی نظر سے علماء اسلام نے بالاتفاق حشر جسمانی سے انکار و تاویل کو کفر ٹھہرایا ہے چنانچہ نمبر ۴ جلد ۲

مین بصفحہ ۹۰ اور نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ جلد ۳ مین اسکی تفصیل بخوبی ہو چکی ہے -
ایسا ہی نعماء و آلام بہشت کے جسمانی ہونیکی تفصیل و دلیل نمبر ۵ جلد ۳ مین ہو چکی ہے
یہہ اہل اسلام کے اعتقاد مین اصول ایمان کے حقایق ہین - ان حقایق کا ناظرین اُن
حقایق سے جو آنریبل صاحب نے بیان کئے ہین موازنہ کرین - پھر انصاف سے داد دین کہ آپ
مسایل اسلام کے حقایق بیان کر رہے ہین یا اُن کی بیخ کنی کر رہے ہین تسپر یہہ دعوی
کہ اُمام غزالی تو بحث حشر اجسام و حسی نعیم و آلام سے طالبین متردین کو منع کرتے ہین
اور ہم اُنکے سامنے حشر و نعیم کے حقایق بیان کر کے اُن کے تردد کو ہٹاتے اور انکو اسلام
کیطرف بلاتے ہین آپ کے مونہہ سے کب زیب دیتا ہے -
نمبر ۲ جلد ۳ صفحہ ۲۲۶ سے یہانتک امام غزالی کے اس قول کی کہ مؤل اصول مہمہ اسلام
کا فر ہے تفصیل و تائید ہے اب بقیہ اقوال امام غزالی کی تشریح و تائید قلم مین آتی ہے -
اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے تو جان لے کہ جن امور سے کفر ثابت ہوتا ہے اور جن سے
نہین ہوتا اُنکی شرح ایسی تفصیل و تطویل چاہتی
ہے کہ ہمین ہر ایک قول و مذہب کو ذکر کرنا پڑتا ہے
جسپر کئی جلدین حاوی نہین ہو سکتی اور نہ ہمارے
اوقات مین اسکی شرح کی گنجایش ہے اِسلئے
اب تو اس باب مین ایک وصیت اور ایک قانون
پر قناعت کرلی وصیت تو یہ کہ تو اہل قبلہ
سے اپنی زبان کو روک جبتک وہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہین اور اسکی مخالفت نکرین
مخالفت کی صورت یہہ ہے کہ وہ رسول اللہ کا کسی عذر
سے یا بلا عذر جھوٹ بولنا تجویز کرین (جیسے منکرین

اعلم ان شرح ما یکفر بہ وما لا یکفر
بہ یستدعی تفصیلا طویلا یفتقر فیہ
الی ذکر کل المقالات والمذاہب وذکر شبہۃ
کل واحد ودلیلہ ووجہ بعدہ عن الظاہر
ووجہ تاویلہ وذلک لا تحویہ مجلدات
ولیس یتسع لشرح ذلک اوقاتی فاقنع
الآن بوصیۃ وقانون اما الوصیۃ
فان تکف لسانک عن اہل القبلۃ ما
امکنک ما داموا قائلین لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ غیر مناقضین لہا

والمناقضة تجويزهم الكذب على
رسول الله لمصلحة او لغير عذر فان
التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر
فيه - واما القانون فهو ان تعلم
ان النظريات قسمان قسم يتعلق باصول
العقايد وقسم يتعلق بالفروع واصول
الايمان ثلثة الايمان بالله تعالى وبالرسول
واليوم الآخر وما عداه فروع -
فاعلم انه لا يكفر في الفروع اصلا الا في بعضها
تخطية كما في الفقهيات وفي بعضها تبديع
كالخطاء المتعلق بالامامة واحوال الصحابة
اعلم ان الخطاء في اصول الامامة و
تعيينها وشروطها وما يتعلق بها لا يوجب
شيء منها التكفير فقد انكر ابن كيسان اصل
وجوب الامامة ولا يلزم تكفيره ولا يلتفت
الى قوم يعظمون امر الامامة ويجعلون الايمان
بالامامة مقرونا بالله وبرسوله ولا الى
خصومهم المكفرين لهم بمجرد مذهبهم
في الامامة فكل ذلك اسراف اذ ليس في واحد
من القولين تكذيب للرسول اصلا ومهما وجد
التكذيب وجب التكفير وان كان في الفروع

حشر ونعیم والام جسمانی کہتے ہین کہ حشر جسمانی ونعیم
والام حسی کا حقیقت مین تو وجود نہین ہے مگر لوگون
اسکے بیان مین عوام کی اصلاح وہدایت منصور ہے
اسلئے پیغمبر نے بحکم دروغ مصلحت آمیز اسکو بیان
کردیا ہے جو لوگ ایسے ہون انکی تکفیر مین اندیشہ گناہ ہے
اور سکوت مین کوئی اندیشہ نہین ہے - قانون تکفیر یہ
ہے کہ جن باتون مین فکر ونظر کیجاتی ہے وہ دو قسم ہین
ایک قسم متعلق اصول ایمان قسم دوم متعلق فروع
اصول ایمان تین ہین (۱) خدا پر ایمان (۲) رسول
پر ایمان (۳) [illegible] ایمان جنکو وہ بمحاورہ
مین توحید ونبوت ومعاد [illegible] کہا جاتا ہے انکے سوا
اور جو عقائد کی باتین ہین وہ ان اصول کے فروع
یعنی شاخین ہین یہہ جان لے کہ مسایل فروع
مین تو ہرگز تکفیر نہین ہے ہان بعض مسایل ہین کہ جیسے
فقہی مسایل ہین [illegible] نسبت بہ خطا اور بعض مین نسبت
بسوی بدعت جیسے خطا متعلق مسئلہ امامت وحالات
صحابہ ہے - یہہ جان رکھہ کہ اصول امامت اور اسکی
تقرری وشروط ومتعلقات مین خطا موجب تکفیر نہین
ہے دیکھو ابن کیسان نے اصل وجوب امامت کو نہین مانا
اور اسکی تکفیر لازم نہین ہے اور اسباب مین وہ لوگ قابل
التفات نہین ہین جو اس امر کو بڑہاتے ہین اور اس

فلو قال قايل البيت الذی بمكة ليس
هو الكعبة الذی امر الله تعالى بحجها
فهذا كفر اذ ثبت تواترا عن
رسول الله صلعم خلافه فلو انكر
شهادة الرسول لذلك البيت بانها
الكعبة لم ينفعه انكاره بل نعلم قطعا
بانه معاند فی انكاره الا ان يكون
قريب عهد بالاسلام ولم يتواتر
عنده ذلك وكذلك من نسب ام المومنين
عايشة رضی الله عنها الى الفاحشة
وقد نزل القرآن ببراءتها فهو كافر لان
هذا وامثاله لا يمكن الا بالتكذيب فهذا
حكم الفروع واما الاصول الثلثة
فكل ما لم يحتمل التاويل فی نفسه و
تواتر نقله فلا يتصور ان يقوم برهان
على خلافه فمخالفته تكذيب محض و
مثاله ما ذكرنا من حشر الاجساد
واحاطة علم الله تعالى بتفاصيل
الامور - وما يتطرق اليه احتمال
تاويل ولو بالمجاز البعيد فينظر فيه
الى البرهان فان كان قاطعا وجب القول

ایمان امامت کو ایمان خدا و رسول کے ساتھہ ملاتے ہین
اور انکے مقابل ہی قابل التفات نہین جو انکو اس مذہب کے
سبب کافر بتاتے ہین - دونون جانب مین زیادتی ہے ان دونون
قولون مین کسی جانب تکذیب رسول نہین پائی جاتی - اور جہان
تکذیب رسول پائی جاویگی وہان تکفیر ثابت ہوگی اگرچہ فروعات
مین ہو جیسے کوئی کعبہ کی نسبت کہے کہ جو گہر مکہ مین ہے
یہہ وہ کعبہ نہین ہے جسکے حج کا خدا نے حکم دیا ہے یہہ کہنا کفر
ہے اسلئے کہ آنحضرت سے اس گہر کا کعبہ ہونا بتواتر ثابت ہے
پس جب وہ آنحضرت کی شہادت کعبہ کی نسبت نہین مانتا
تو یہہ اسکا انکار کارآمد نہین ہے بلکہ یقیناً معلوم ہے کہ یہہ شخص
ایسے انکار مین عمداً خلاف حق کرتا ہے ہان جو نیا مسلمان
ہو اور اسکو کعبہ کا حال معلوم نہو وہ اس حکم سے بری ہے
ایسا ہی وہ شخص جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگاوے (حالانکہ
قرآن نے انکو بری کر دیا ہے) کافر ہے یہہ امر بہی بدون
تکذیب ممکن نہین ہے - یہہ تو فروع کا حکم ہے - اب ہم مسایل
اصول سو انمین جو محتمل تاویل نہین اور بہ نقل متواتر ثابت
ہین انکے خلاف پر دلیل کا قایم ہونا ممکن نہین پس انکی مخالفت
محض تکذیب ہے اسکی مثال حشر اجسام و علم الٰہی متعلق جزئیات
ہے جنکے قایل کا کفر سابقاً مذکور ہو چکا ہے اور جو محتمل تاویل ہین
بطور مجاز بعید کیون نہون انکی دلیل تاویل کو دیکہنا چاہئے
اگر وہ دلیل قطعی ہے تو تاویل کا قایل ہونا واجب ہے ولیکن

لكن يجوز ان في اظهاره ضرر العوام لقصور فهمهم فاظهاره بدعة وان لم يكن البرهان قاطعا ولكن مفيد اظنا غالبا وكان مع ذلك لا يعظم ضرره في الدين كنفي المعتزلة الرؤية عن الباري تعالى فهذه بدعة وليس بكفر في الدين واما ما يظهر له ضرر فهو في محل الاجتهاد والنظر فيحتمل ان يكفر ويحتمل ان لا يكفر

ولیکن اگر اظہار تاویل مین عوام کا قصور فہم کے سبب ضرر ہے تو اسکا اظہار بدعت ہو اور اگر وہ دلیل تاویل قطعی نہین ہے مفید ظن غالب ہو مع ذلک اس تاویل کا دین مین ضرر سخت نہین ہو جیسے معتزلہ کا رویت باری کو تاویل سے نفی کرنا تو یہہ تاویل بدعت ہی کفر نہین اور جس کا ضرر ظاہر ہو وہ محل نظر و اجتہاد وہی محتمل ہے کہ اُس سے کفر ثابت ہو یا نہو۔

اس بات کی تشریح امام صاحب نے بعض تمثیلات سے کی ہے پہر کہا ہے یہان ایک اور قاعدہ پر

فلا بد من التنبيه لقاعدة اخرى وهي ان المخالف قد يخالف نصا متواترا ويزعم انه مؤول ولكن تاويله لا انقداح له اصلا في اللسان لا على قرب ولا على بعد فذلك كفر وصاحبه مكذب وان كان يزعم انه مؤول

متنبہ کرنا ضروری ہے کہ کبہی مخالف نص متواتر سے مخالفة کرتا ہے اور یہہ سمجہتا ہو کہ وہ تاویل کرتا ہو ولیکن اسکی تاویل زبان عرب مین (قریب و یا بعید) کہین ظاہر نہین ہوتی ایسی مخالفة نص بھی کفر ہے اور اسکا مرتکب مکذب ہو اگرچہ وہ اپنی زعم مین مؤول ہے۔

اس قول پر مخاطب نے چہہ اعتراض کئے ہین جنمین ایک اعتراض نیا ہو باقی پانچ وہی پرانے اعتراض ہین جنکے جوابات ہم دے چکے ہین۔ پہر اُن پانچ اعتراضون مین سے پہلے چار اعتراضون کی بناء اسی ایک بات پر ہے کہ تاویل و تکفیر کے باب مین عندیہ وخیال مؤول کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا وہ بزعم خود اپنی تاویل مین منکر و مکذب نبی ہے یا نہین جسکو ہم تفصیل باطل کر چکے ہین گویا یہہ اعتراضات اعادہ اعتراضات سابقہ ہین اور تطویل بلاطائل و تحصیل حاصل۔

اولاً آپ یہہ تمہید فرماتے ہین کہ زمانہ امام غزالی سے آجتک لوگون پر یہہ آفت چہائی ہوئی ہو کہ لوگون کے اقوال لیکر اُن کا مطلب از خود قرار دیکر اسپر تکفیر کو قرار دیتی ہین اور حقیقت مین کسی قول پر گو وہ کیسا ہی صریح ہو جب تک کہ اسکا قائل خود کفر و تکذیب رسول کا مدعی نہ ہو فتوی کفر

نہین دیا جاسکتا +

پہر اسپر چار اعتراض متفرع کرتے ہین (۱) **جو شخص** کہتا ہے کہ خانہ کعبہ جو مکہ مین ہے وہ کعبہ نہین ہے جسکی حج کا قرآن مین حکم ہے اگر وہ اپنے قول کا مطلب یہہ بیان کرے کہ جو خانہ کعبہ آنحضرت کے وقت میں تہا وہ نہین رہا عبداللہ بن زبیر کے وقت مین جل گیا جب ابن الزبیر نے بنایا حجاج نے اسکو ڈہایا اب یہ خانہ کعبہ وہ نہین ہے **اسکے قول** سے انکار یا تکذیب رسول کیونکر لازم آتی ہے جسپر امام صاحب نے بنا تکفیر قایم کی ہے +

(۲) جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگاتا ہے اگر وہ آیات قرآن (جو عایشہ کی براءۃ مین نازل ہوئی ہین) کی نسبت یہ لکھے کہ یہ حضرت عایشہ کے حقمین نازل نہین ہوئی تو اسپر الزام انکار قرآن کیونکر عاید ہوسکتا ہے +

(۳) جو حشر اجسام وجنت ونار وعلم خداوندی متعلق جزئیات کی نسبت امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امور نص متواتر سے ثابت ہین اُن کے خلاف پر برہان کا قایم ہونا ممکن نہین ہے اسلئے انکا مؤول کافر ہے یہ امام صاحب کے نزدیک مسلم ہوگا اور ممکن ہے کہ مؤول کے نزدیک ایسا نہو یعنی یہہ امور نص متواتر سے ثابت نہ ہون

(۴) جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر دلیل تاویل قطعی ہو تو اسکو ماننا چاہئے اسمین یہہ بیان نہین فرمایا کہ کس کے نزدیک یعنی ممکن ہے کہ مؤول کے نزدیک ہر دلیل تاویل (خواہ کیسی ہو) قطعی ہو +

اعتراض پنجم - امام صاحب نے درصورت ضرر عوام تاویل مدلل بدلیل قطعی سے بہی منع کیا ہی لیکن اگر اکثر عوام ہی کے دل مین شبہات ہون تو کیا کرنا چاہئے +

اعتراض ششم - امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکی تاویل لسان عرب کے موافق نہ ہو وہ مکذب ہے اگرچہ بزعم خود مکذب نہ ہو مگر وہ اسبات کو بہول گئے ہین کہ جو لغات عرب بطور نقل ہم تک پہنچی ہین وہ خود ظنی ہین اور فراء وسیبویہ کی نقل سے پہنچے ہین جسکی بحث مستوعب قاضی ابو الولید سے

ہمنے تفسیر مین نقل کی ہے پس ایسے ظنی امر پر تکفیر کی بناء کیونکر ہو سکتی ہے ۔

الجواب

آپ کی **تمہید** اور پہلے **پانچون اعتراض** کا جواب تو ہم سابقاً بتفصیل تحریر کر چکے ہین اسمقام مین ان اعتراضات اور تمہید کی نقل کرنیسے مقصود صرف اس امر کا اظہار ہے کہ ان اعتراضات مین آپنے اعتراضات سابقہ کا اعادہ کیا ہے

تمہید اور پہلے چار اعتراضون کا جواب تو جلد سوم کے نمبر ۷ صفحہ (۲۱۳) اور نمبر ۸ صفحہ (۲۳۶ و ۲۳۳) مین موجود ہے جسمین صاف بیان ہے کہ منافقون اور مرتدون اور زندیقون کے فعل و قول سے باوجود انکے اعتراف کلمہ شہادت و اقامت شعار شریعت کی تکذیب و انکار نکالنا اور اسپر حکم کفر و ارتداد جاری کرنا آفت نہین ہے جسمین امام غزالی اور اُن سے پہلے علماء مبتلا ہین بلکہ یہہ عین اسلام کی ہدایت ہے جسپر آنحضرت صلعم اور اُن کے اصحاب اور انکے اتباع سلف اُمت کا عمل رہا ہے اور منکر قطعیات اور مؤول نصوص متواترہ (جیسے آیات حشر اجسام و علم باری متعلق جزئیات) گو اپنے زعم مین منکر و مؤول قطعی نہو اور یہہ نصوص اُسکے نزدیک نصوص متواترہ نہون نفس الامر مین کافر ہے اور اسباب مین اسکی زعم و خیال و اعتقاد کا لحاظ ضروری نہین ہے ۔

جواب سابق سے **علاوہ** اعتراض اول و دوم کا جواب یہہ بھی ہے کہ منکر کعبہ کا بنظر منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے کعبہ حال سے انکار کرنا و بناءً علیہ حج کعبہ حال سے انکاری ہونا اسکو تکذیب رسول سے بری نہین کرتا یقیناً معلوم ہے کہ رسول نے اسی کعبہ کا (خواہ سو بار منہدم ہو کر بنا تیار ہو) حج فرض کیا ہے پھر بہانہ منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے اس کعبہ کے حج سے انکار کرنا تکذیب رسول نہین تو کیا ہے ؟

اس انکار و تاویل کی **نظیر** یہ ہے کہ کوئی فرضیت نماز سے انکار کرے اور اس نماز کی جو قرآن مین مذکور ہے یہہ تاویل کرے کہ وہ نماز اشخاص ملک عرب و زمانہ رسالت کے ساتھہ مخصوص ہے

پھر کیا یہہ شخص ایسی تاویل وانکار مین منکر قرآن و مکذب رسول نہین ہے - اسکے نظایر اور بہت ہین جو نمبر ۷ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۹۷ مذکور ہین - ایسا ہی جو شخص حضرت عایشہ پر وہ تہمت جس سے انکو خدا و رسول نے بری کیا ہے) لگا دے اور آیات قرآن (جنکا حضرت عایشہ کی براءت مین نازل ہونا بشہادت رسول ثابت ہے) اُن کے حق مین نازل ہونا نمانے مکذب رسول نہین تو کون ہے -

اور اگر کہو کہ یہہ شہادت آنحضرت کے تواتر سے ثابت نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ لفظی نہی معنوی تواتر تو اسمین موجود ہے آنحضرت کے وقت سے اسوقت تک ہر عصر و قرن مین حضرت عایشہ کا شہادت رسول ان آیات براءت کا مورد ہونا متوارث چلا آتا ہے جیسے مہبت نصوص منازکا مصداق لفظ نماز ہونا -

اعتراض پنجم کا جواب نمبر ۷ جلد ۳ صفحہ ۲۱۷ مین موجود ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ امام صاحب نے اُن لوگون کو جنکو شک و شبہات پیش آتے ہین بحث تاویل سے منع نہین کیا بلکہ اُن لوگون کو منع کیا ہے جو اس بلا سے محفوظ ہین - اس تخصیص پر دلیل اُنکا وہ صاف و صریح قول ہے جو آخر رسالہ تفرقہ مین اُنہون نے کہا ہے اور وہ سابقاً منقول نہین ہوا - آپ فرماتے ہین اگر ہم مداہنت کو چھوڑ دین اور بلا جانب داری حق لکھین تو یہہ ہے کہ علم کلام مین (جو بحث و تاویل کی جڑ ہے) خوض کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین - ولیکن دو شخصون کے لئے جائز ہے - ایک وہ جسکو خود شبہہ پیدا ہو گیا ہو جو بدون علم کلام زایل نہ ہو سکے اسکو رفع شبہہ کے لئے اسکا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے - دوسرا وہ جو خود کامل العقل ہے اور دین مین ثابت

واذا تركنا المداهنة ومراقبة الجوانب صرحنا بان الخوض في الكلام حرام لكثرة آفاته الا لاحد الشخصين احدهما رجل وقعت له شبهة ليست تزول بكلام قريب وعظي ولا بخبر نقلي فيجوز ان يكون القول المرتب الكلامي رافعا لشبهته ودواء لمرضه فاستعمله

وان لم تغن به بغير الحاجة ويحرس عنه السمع العصيم الذي ليس به ذلك العلم فانه يوشك ان يحرك في نفسه الاشكال والثاني شخص كامل العقل راسخ القدم في الدين يريد ان يحصل هذه الصنعة ليداوي به مريضا اذا وقعت له شبهة وليفحم به مبتدعا اذا نبغ فتعلم ذلك هذا الغرض من فروض الكفايات وتعلم قدر ما يزيل الشك في حق المتشكك فرض عين اذا لم يمكن اعادة اعتقاده

قدم وہ اس کلام کے ذریعہ سے اور لوگون کی شبہات مٹانے اور اہلبدعت کے ملزم کرنیکا قصد رکہتا ہو اسکو اس غرض کے لئے یہ علم سیکہنا فرض کفایہ ہے اور پہلے شخص کے لئے فرض عین اگر اسکے سوائے اسکے اعتقاد یقینی کا پہر آنا ممکن نہو ـ

اعتراض ششم کا جواب یہہ ہے کہ اگرچہ شاذ و نادر لغات ہم تک بواسطہ فراء و سیبویہ کے بطور نقل احاد پہنچے ہین مگر لغات مشہورہ جنکی معانی ہین کسیکا اختلاف نہین ہم تک بطریق شہرت و تواتر پہنچے ہین جنکو ہم بد و شعور سے آخر عمر تک کس و ناکس سے سنتے چلے آتے ہین اور اسمین وساطت سیبویہ و فراء کا دخل نہین پاتے بلکہ اکثر خلایق نے اُن کے نام بہی نہین سُنے ـ لفظ ما اور اسکے معنی پانی لفظ ارض اور اسکے معنی زمین اور لفظ سماء اُسکے معنی آسمان ـ لفظ جنت اور اسکے معنی باغ و امثال ذلک اسی قسم سے ہین جو ہر ایک ملک اور ہر ایک زبان مین بطور تواتر چلے آتے ہین پہر نقل سیبویہ و فراء کو انکا مدار ٹہرانا اور انکو ظنی بتانا کیا معنی رکہتا ہے اور جو اسمین بنظر دلالت و استعمال آپنے قاضی ابو الولید کا کلام شرح مواقف سے تفسیر مین نقل کیا ہو اسکا جواب اُسی شرح مواقف مین موجود ہو اور آپکی تفسیر مین بھی مرقوم آپ اس مقام مین اسکی تفصیل کرتے تو ہم بھی شرح مواقف اور آپکی تفسیر سے اُسکا جواب تفصیلی نقل کر دیتے *

اسکے بعد امام صاحب نے ایک **فصل** مین اُس قانون و شرائط تکفیر کا یہہ خلاصہ بیان کیا ہے (۱) نص جسمین تاویل کیجاتی ہے محتمل تاویل نہو (۲) وہ نص متواتر ہو (۳) اسکے تواتر کا علم مؤول کو ہو (یعنی وہ نو مسلم محض بے خبر نہو) (۴) اسکی دلیل تاویل قطعی نہو (۵) اسکی تاویل کا ضرر اسلام مین عظیم ہو *

پھر ایک فصل مین یہہ بیان کیا ہے کہ علماء متکلمین نے **عوام مسلمانون** کو جو عقاید شرعیہ

کو دلایل علم کلام سے بچانین کافر کھاہے مگر یہہ انکی زیادتی ہے - اور دلایل کلامیہ کا جاننا ہر کسیکے لئے ضروری نہین بلکہ اُن دلایل اور اس علم مین بحث و خوض بدعت و ضلالت ہے بجز دو شخصون کے (جنکا ذکر اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ (۸۸) گذرا ہے) اور اکثر عوام جو دلایل کلامیہ سے آشنا نہین ٹہیک مسلمان و ناجی ہین - کافر و مخلد فی النار وہی فرقہ ہے جس نے آنحضرت کو جہوٹا جانا یا بنظر مصلحت آنحضرت کا جہوٹ بولنا تجویز کیا - پہر ایک فصل مین کہا ہے کہ اہل بصیرت کے لئے علاوہ از اخبار و آثار اور اسباب و مکاشفات سے بہی انکشاف رحمت ہوتا ہے مگر اسکے ذکر مین طول ہوتا ہے ✦

پہر ایک فصل مین کہا ہے کہ بعض لوگ (جیسے کہ حضرات نیچری) یہہ خیال کرتے ہین کہ حکم تکفیر عقل سے لیا جاتا ہے نہ شرع سے پس کافر وہ ہے جو خدا کا منکر ہے - اور جو خدا کو مانتا ہے وہ مومن ہے (یعنی خواہ پہر وہ رسول و احکام اسلام و حشر وغیرہ امور ایمان کو مانے خواہ نہ مانے) انکی جواب مین کہا جاتا ہے کہ حکم خلود نار (جو کفر کے لوازم سے ہے) تو شرع ہی سے معلوم ہوتا ہی پہر قبل ورود شرع اسکا جاننا کیا معنی رکہتا ہے اور اگر وہ کہے کہ یہہ بات جو عقل کہتی ہے (کہ منکر خدا کافر ہے) شرع سے سمجھی جاتی ہے تو اسکا جواب یہہ ہو کہ یہہ بات بھی تو شرع سے ثابت ہے کہ منکر رسول اور قیامت کا کافر ہے پہر اسمین صرف منکر خدا کی کیا خصوصیت ہی ✦

پہر فصل اخیر مین آپ نے کہا ہے کہ بعض لوگون کا قول ہے جو ہمکو کافر کہے وہ کافر ہے یہہ قول بہی بے اصل ہے - جبکہ مثلاً شیعہ کا قول کہ حضرت علی مرتضی اولی بالامامۃ بلا فصل ہین کفر نہ ہوا تو پہر انکی یہہ خطا دگمان کہ اس مسئلہ کا مخالف کافر ہے کیون کفر ہوگا اور جو حدیث مین آیا ہے کہ جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہو تو کہنے والے کیطرف کفر رجوع کرتا ہے - اسکے معنی یہہ ہین کہ جو کسی کو مسلمان جانکر کافر کہے تو کافر ہو تا ہے اور جو کسی کو رسول کا مکذب سمجھکر کافر کہے تو وہ کافر نہین ہے یہہ کافر کہنا اسکے فہم کی غلطی ہے جس نے سمجھا ہے کہ وہ کافر و مکذب ہے - اور اصل وہ کافر و مکذب نہین ہے پس یہہ غلطی کفر نہین ہے ✦

اخیر مین آپ نے کہا ہے فقد افدناک بہذہ التردیدات التنبیہ علی عظم الغور فی ہذہ القاعدۃ وعلی القانون الذی ینبغی ان یتبع فیہ فاقنع بہ والسلام ولله الحمد وعلی نبیہ الصلوۃ علی الدوام۔

ان فصول و اقوال مین چونکہ امام صاحب نے تاویل وتکفیر کے باب مین کوئی نئی بات نہین فرمائی۔ بلکہ پہلے بیان کی تلخیص یا تفریع یا تائید کی ہے۔ اور جناب مخاطب نے بھی اسکے مقابلہ مین کسی تحقیق جدید کا افادہ نہین فرمایا پہلے ہی اوہام وخیالات کا (جنکو ہم بدلایل باطل کر چکے ہین) اعادہ کر دیا ہے کہ محتمل تاویل ہونا کسکے نزدیک اور برہان کے قاطع ہونیکا کون فیصلہ کرے اور خدا کا ماننا امر طبعی ہے" اور خلود فی النار صرف انکار خدا کی سزا ہے وغیر ہذا۔

اسلئے ہمنے اصل عبارت رسالہ امام غزالی کو نقل نہین کیا اور نہ کلام مخاطب کو اسکے مقابلہ مین نقل کر کے اسکا تفصیلی تعاقب کیا ہے بلکہ تفصیل ماسبق پر اکتفا کیا ہے +

اس تفصیل مین ضمناً وتبعاً بہت مسایل اصول وفروع سے بحث ہو گئی ہے لیکن جس امر سے خاص کر اسمقام مین بحث مقصود تھی وہ یہہ امر تھا کہ نصوص شرعیہ مین تاویل کا حکم کیا ہے۔ سو تفصیل سابق نے اسمین خوب فیصلہ کیا اور صاف بتا دیا کہ شرط تاویل ظاہری معنی کا محال ہونا ہے اور محل تاویل وہ آیات واحادیث ہین جو ظاہری معنی مین قطعی الدلالۃ نہین ہین جنکو دوسری اصطلاح مین محکمات کہا جاتا ہے۔ پس جو شخص باوجود صحت وامکان ظاہری معنی نصوص کے انمین تاویل کرتا ہے وہ مئول نہین ہے محرف ہے اور جو نصوص قطعیہ محکمہ مبین المراد کی ایسی تاویل کرے جو ظاہری معنی سے مخالف ہو وہ در پردہ رسول کا مکذب ہے اور یہی امر تاویل اہل حق واہل باطل مین فارق ہے ورنہ مطلق تاویل سے کسیکو انکار نہین ہے +

یہہ تائید وتفصیل رسالہ امام غزالی مین آخر کلام ہے جسمین یوں جناب مخاطب کا پورا جواب ادا ہوا۔ اور اسمین مذہب نیچری (جسکی بنا تاویل قطعیات وتحریف محکمات پر ہے) کا حال بخوبی کھلگیا اور صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ اس مذہب کے لوگون کے

اسلام کا کیا حال ہے اور حقیقت وحی و وجود ملایکہ و دوزخ و بہشت وغیرہ صدہا اصول و فروع اسلام مین یہہ تاویلین کرتے ہین انکا کیا حکم ہے اور ان کے ظاہری ادعا و اعتراف کلمہ الاسلام کے کیا معنی +

فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً علی ما وفقنا لتائید الاسلام و حجۃ الاسلام وسلام علی نبیہ محمد صاحب الحوض والمقام وعلی آلہ ھداۃ الانام واصحابہ البررۃ الکرام ۔

ضروریات متفرقہ

التماس

سنہ ۸۰ء کی چار مہینے گزر چکے ہین اور تین مہینے کا پرچہ بھی خریداران لیچکے اب تو قیمت سہ ماہی سنہ ۱۸۸۰ء رسال فرمائین جو صاحب ہمیشہ شروع سال مین سالانہ پیشگی عطا فرمایا کرتے تہے وہ ابتک کیون توقف و تامل مین ہین جو لوگ سنہ ۷۸ء بلکہ سنہ ۷۹ء کی باقیدار ہین وہ بہی خواب بے پرواہی سے بیدار ہون اور پرچہ آیندہ مین نام بنام پکار کر جتانے کی نوبت نہ آنے دین +

اطلاع

امداد الاسلام جواب تفسیر نیچری کی پیشگی قیمت معہ محصولڈاک ۱۲ ہے اسکے ہر رسالہ جنوری سنہ ۸۰ء مین اسکی بیان مین غلطی ہوئی +

اشتہار

رسالہ منہج الباری فی ترجیح صحیح البخاری (جسکا نام اسکی مضمون سے آگاہ کرتا ہے) اور رسالہ تبیان فی رد البرہان (جسمین تقلید و اجتہاد سے بحث ہے) اس عاجز کی تصنیف سنہ ۸۶ء مین طبع ہوکر عنقا صفت ہوگئی تہی اب چند نسخے اسکی ہمارے ہاتہہ آئی ہین قیمت ہر دو محصولڈاک جو صاحب شائق ہون بارسال قیمت راقم سے مطالبہ فرمائین + ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹہہ ۔

توجہ کی اور جہان سے انکو ملا انہون نے علم اخذ کیا اور چند روز مین اور قومون کے لیئے استاذ ہونے کی عزت حاصل کی (پہر جن جن علوم مین مسلمانون نے ترقی حاسل کی انکو بتفصیل بیان کیا کہ فلان علم مسلمانون نے فلان مدرسہ مین سیکھا اور فلان علم فلانی جگہہ سے پہر جہان جہان مسلمانون نے اون علوم کو پہیلایا انکا ذکر کرکے فرمایا ہے) غرض کہ مسلمانون کی تہذیب علوم مین نہایت اعلی درجہ کی ترقی تہی — مسٹر ارٹ جرمن کی مورخ نے نہایت انصاف سے یہہ بات لکہی کہ مسلمانون نے اور قومون سے کتنا ہی کچہہ کیون نہ سیکہا ہو مگر انہون نے اپنی قابلیت ولیاقت سے اسکو بہت کچہہ ترقی دیہی ایسا ہی کئی ایک مشہور عیسائی مورخون سے نقل کیا سب سے آخر ایک فرانسیسی عالم سے یہہ قول نقل کیا ہے کہ "عرب کی قومون کو خدا نے دنیا مین اسلیئے پیدا کیا تہا کہ وہ علوم وفنون اور اسباب تمدن اون مختلف قومون تک پہچادین جو فرات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کبیر تک پہیل رہی ہین چنانچہ اون تمام قومون نے جملہ کمالات اس قوم عرب سے حاصل کئے تہے" —

فنون ودستکاری کو اہل عرب نے رومیون کے بڑے بڑے شہرون مین جاکر بخوبی حاصل کیا تہا اور پہر خود اسکو ترقی دی تہی — ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک گہڑی بطور تحفہ کے شارلمین بادشاہ فرنگستان کو جو اوسکا بڑا دوست تہا بہیجی اور جسکا ذکر ایچن ہارڈ صاحب نے کیا ہے مسلمانون کی فنون ودستکاری مین ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے + + +

مسلمانون کی معاشرت کے طریقے ملنے جلنے کے قاعدے بہی نہایت عمدہ تہے پہر اسکی تفصیل مین بہت کچہہ بیان کرکے فرمایا ہے غرض کہ آٹہوین صدی سے

ایکر نوین صدی تک مسلمانون کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی - یہانتک کہ یورپ نے مسلمانون ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکھکر اسمین ترقی کی گیارہوین کی آخر سے تیرہوین صدی تک جو صلح و لڑائیان مسلمانون اور عیسائون مین بیت المقدس مین رہی ہین اسکی نسبت یوروپ کی مورخون کا قول ہے کہ گو ان لڑائیون سے بیشمار آدمی ضایع ہوے اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فایدہ کے ضایع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یوروپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اون مشرقی قومون سے سیکھے اور شہریون کی عادتین اختیار کین اور دنیا کی حالات تحقیق کرنے کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہہ کہ یوروپ کے قومون کو تمدن کے طریقے اوسی وقت سے معلوم ہوے جب سے وہ مسلمانون کے اون قومون سے ملی جو تمدن و حسن معاشرت اور علوم و فنون اور ہنر و کمالات مین اون سے فایق تہین -

تجارت اور زراعت مین بھی مسلمانون نے بہت ترقی کی تھی انکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی جب اونکی سلطنت فرانسیس اور اسپین کے پہاڑون کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہونچی تو اوسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجرون مین ہوگئے اور فن زراعت مین تو مثل انکی کوئی نہ تہا +

سیاست مدن کا طریقہ جو اب امریکہ مین جاری ہے وہ مدت ہوئی کہ مسلمانون نے قایم کیا تہا معزز و ممتاز لوگون کی راے سے جو کہ راے دینے کی لیاقت رکھتے تھے اور جنکو اہل و عقد کہتے ہین ایک شخص کا بطور پریسیڈنٹ کی ہونا قرار پاتا تہا وہ پریسیڈنٹ جبتک اپنی عہدہ کا کام انصاف سے کرے اپنے عہدے پر بحال رہنے کے لایق تہا بیت المال مین سے اسکو مثل ایک عام مسلمان اور کچھہ زیادہ حق نہ تہا -

اس پریسیڈنٹ کو جسے ہم خلیفہ کہتے ہین تمام امور مین معتبر لوگون سے مشورہ

کو کر کام کرنا واجب تہا - غلطی سے روکنی کا ہر ایک مسلمان کا حق تہا اور قصور کی حالت مین موقوف ہوسکتا تہا - **پہلے خلیفہ** نے لوگون سے کہا کہ اچھی بات مین میری مدد کرو اور بری باتون مین روکنی کا تمہین حق ہے **دوسری خلیفہ** نے رعایا کی دلون کی امتحان لینی کے لئے ایک روز خطبہ مین پوچہا کہ اگر مین ناجایز حکم دون تو تم لوگ کیا کرو - ایک عام جوان آدمی تلوار لیکر کہڑا ہوگیا اور کہا کہ فوراً خلافت کی گدی سے تمکو اوتار دین اور دوسرے کو خلیفہ بنا دین - **چوتہے خلیفہ** کو ایک یہودی کی مقابلہ مین زرہ کی دعوی مین ایک عام مسلمان کی طرح جج کی محکمہ مین حاضر ہونا پڑا اور جج نے اوس سچی نیک عادل خلیفہ کے برخلاف حکم دیا اس وجہ سے کہ اوسکی قانون کی موافق ثبوت نہ تہا - **پانچوین خلیفہ** حسن بن علی کے عہد مین بھی اصول سیاست اسیطرح قایم رہی مگر افسوس ہے کہ بہت سببون اور بے انتہا خون ریزیون کی بچانے کی غرض سے اس خلیفہ برحق نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور سلطنت شخصی قایم ہوگئی جسکو ہمارے پیغمبر نے ملکا عضوضا کہا ہے اور جسکو یونانی ٹیرنٹ یعنی ظالم کہا کرتے تہے اوس دن سے اصول سیاست جو مسلمانون کے بانی نے قایم کئے تہی خود مختاری کی پانون کے تلے روندی گئے - شخصیہ سلطنت کی جاری ہونے کے بعد سلطنت موروثی اور خاندانی ہوگئی اور ولی عہدی اور جانشینی کی خراب رسم[†] جاری ہوئی -

† یعنی اپنے وارثون اور اولاد کو (اگرچہ نااہل ہون) جانشین کرنے کی رسم چنانچہ امیر معاویہ سے یزید شقی کو جانشین بنانے مین ہوا - نہ مطلق جانشین بنانے کی رسم جو بلا لحاظ قرابت صرف اہلیت جانشین کی نظر سے ہو یہہ امر تو خلیفہ اول سے پایا گیا ہے جنہون نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا -
جب امیر معاویہ نے اپنی بعد یزید کو خلیفہ کرنا چاہا اور اونکی حکم سے مروان نے مدینہ مین

سلطنت شخصیہ کی جاری ہونے سے حکومت کسی قانون عقلی اور نقلی کی تابع نرہی بلکہ سلطنت ایک شخص کی خواہشون اور اوسکے غیظ وغضب کے تابع ہوگئی جیسا کہ سلطنت شخصیہ کا عام قاعدہ ہے ویسا ہی مسلمانون کی سلطنت شخصیہ مین بھی ہوا۔ کبھی تخت پر ایسا ظالم قابض ہوا جسنے دنیا کو جبر وظلم سے بھر دیا اور کبھی ایسا نیک اور عادل جانشین ہوا جسنے نہایت عدل اور انصاف سے حکومت کی (اسکی ذیل مین صاحب مضمون نے چند عادل خلفا عمر بن عبد العزیز وغیرہ کا حال عدالت بیان کیا ہے پھر کہا) ملک اسپین کو جو ترقی اور آبادی اور رونق مسلمانون کی زمانہ حکومت مین ہوئی اسکی نسبت ایک فرانسیس عالم لکھتا ہے کہ اس ترقی اور آبادی کا قیاس اسپر کرلینا چاہیئے کہ ایک مقام قرطبہ مین دولاکھ گھر اور چھ[٦] سو مسجدین اور پچاس شفاخانے اور اسّی عام مدرسے اور نوسو[۹۰۰] حمام تھے اور سڑکون پر قندیلین اسقدر روشن ہوتی تھین کہ شہر مین چلنے والی اسکی روشنی مین پھرا کرتے تھے۔ ایک بڑا الزام مسلمانون کی سیاست پر یہہ دیا جاتا ہے کہ مذہب تلوار کی زور سے پھیلایا گیا ہے اور لوگ زبردستی سے مسلمان کئے گئے مگر یہہ الزام حقیقت مین صحیح نہین ہے ۔ سیل صاحب لکھتے ہین وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہین جو خیال کرتے ہین کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ اون لوگون نے اسلام قبول کیا جن پر مسلمانون نے کبھی فوج کشی نہ کی تھی ۔ پھر ان لوگون نے کیون قبول کیا جنھون نے اہل

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۶ -

خطبہ کیا اور کہا کہ امیر المومنین معاویہ ابو بکر اور عمر کی سنت پر اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ کرنا چاہتا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کہ یہہ سنت ہرقل (قیصر روم) کی ہے ۔ ابو بکر نے تو اپنے بیٹے کو خلیفہ نہین کیا اور نہ کسی اور قرابتی کو جسپر مروان بولا کہ اسکو پکڑو اور عبد الرحمن بن ابی بکر اپنی ہمشیرہ عائشہ صدیقہ کے گھر جا چھپے (بخاری قسطلانی تاریخ الخلفا وغیرہ)

ایڈیٹر

عرب کو انکی فتوحات سے محروم کر دیا اور اہل سلطنت ملکہ خلیفہ کا خاتمہ کر دیا - معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس سے بڑھکر نہین جو ایک مذہب مین عموماً خیال کیجاتا ہے اور جس سے ایسی عجیب ترقی ہوئی - وہ لوگ جو مسلمانون کو یہہ الزام دیتے ہین کیا جواب دے سکتی ہین اس امر کا کہ ترکی جنہون نے حجازیون پر آٹھوین صدی کی اخیر مین حملہ کیا مسلمان نہ تھے اور پھر تھوڑی ہی دنون بعد اپنے مغلوب حجازیون کی دین مین مسلمان ہوگئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اسلام کی خوبیون نے انکو مسلمان کر دیا - گبن صاحب کہتے ہین کہ افریقہ اور ایشیا کی لاکھہا نومسلم جنہون نے عرب کے مسلمانون کی تعداد بڑہادی ایک خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لانے مین فریفتہ ہوگئے تھے - الفنسٹن صاحب نے بھی ہندیون کا جبراً اسلام کرنا تسلیم نہین کیا چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ محمود غزنوی نے ایک ہندو کو جبراً اسلام نہین کیا نہ سوائے لڑائی کے کسی ہندو کے خون سے تلوار کو آلودہ کیا +

یہہ حال مسلمانون کا پہلے زمانہ کی تہذیب کا تھا - مگر جب ہم اوسکا بیان کرنا چاہتے ہین کہ وہ اب کیسی ہے تو نہایت درد و حسرت سے ہمکو یہہ لکھنا پڑتا ہے کہ بہ نسبت سابق کے ہر بات مین مسلمانون کی تہذیب نہایت تنزل پر ہے -

پھر انکی مذہب علوم اخلاق رسوم ترتیب سیاست وغیرہ کی تنزلات کو بتفصیل بیان کیا اسکے بعد فرمایا یہ کیفیت حال کے تنزلات کی جو مین نے بیان کی ضرور ہے کہ اسکے سببون پر بھی کچھہ غور کرنا چاہیئے - اسلیئے کہ ہر نتیجہ ایک مناسب سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ہر ایک سبب کا اسکے مناسب نتیجہ ہوتا ہے پس یہہ ایک نہایت ضروری امر ہے کہ اون سببون کی چھان بین کی جاوے جنسے یہہ تنزلات پیدا ہوئے ہین - چنانچہ میرے نزدیک اسکے چند سبب ہین -

اوّل سلطنت شخصیہ ہونا تمام ایشیا مین ملکی اور قومی اور علمی ترقیان یا تنزلات ایک
بادشاہ کی خیال پر منحصر ہین جس طرف وہ متوجہ ہے کل رعایا کی توجہ اس طرف
ہوتی ہے - چونکہ مسلمانون مین سوای ابتدائی زمانہ کی ہمیشہ شخصیہ سلطنت رہی -
اور مختلف مزاج مختلف خیال کے بادشاہ تخت نشین ہوے اس لیئے پوری پوری
ترقی کسی بات مین حاصل نہین ہوئی اور اخیر مین جب بادشاہ بڑا نالایق اور
جاہل اور کاہل ہوتے گئے اور علوم و فنون کیطرف اونہون نے کچھہ توجہ نہ کی مسلمانون
کو بھی ہر بات مین تنزل ہوتا گیا - اگر مسلمانون مین بے خیال بادشاہ کی ہر چیز
کی طرف وہ توجہ ہوتی جواب یوروپ کی رعایا کو ہی تو ہرگز یہہ قومی تنزلات نہوتے -
دوسرا سبب مذہبی اوہام) میرے نزدیک جیساکہ ایک سچا مذہب جو اوہام اور
غلط خیالات سے پاک ہو مذہب کی ترقی کا بڑا سبب ہوتا ہے اسیطرح جھوٹا
مذہب یا وہ مذہب جسمین لغو اوہام اور بیہودہ خیالات مل جل گئی ہون ساری
ترقیان کی روکنی کا بڑا قوی سبب ہے - مذہب اسلام فی نفسہ سچا اور صحیح مذہب
ہے مگر خود ہمنے اپنی لغو خیالات سے اوسکو ایسا کر رکھا ہے کہ علوم مین فنون مین
ہمدردی مین غرض کہ ہر چیز مین ہمکو مذہبی مزاحمت ہوتی ہے - اور آزادی رای +
جو ایک قدرتی حق اور ایک سچی مذہب کا پہلا اصول ہے وہ بالکل جاتی رہتی ہے -
تیسرا سبب اشاعت علوم و فنون کی عام اور آسان وسیلون کا نہونا
بڑا عمدہ وسیلہ ترقی کا ملکی زبان ہے کسی ملک اور کسی قوم نے کچھہ بھی ترقی نہین پائی

+ یہہ آزادی رای عرف شرع مین اباحت اصلیہ و عافیت اصلیہ کہلاتی ہے جس پر آیہ
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ اور حدیث صحیح مسلم ذروني ما ترکتکم کی شہادت
موجود ہے یعنی جس امر مین شرع کی طرف سے لوگون پر کوئی حکم با قید وجوب یا استحباب
یا حرمت یا اباحت کی نہو اسمین لوگون کا خود مختار و آزاد ہونا - (ایڈیٹر)

جب تک کہ اس ملک یا اس قوم کی عام زبان مین علوم کا رواج نہین ہوا مگر اس سے مسلمانون نے بہت غفلت کی - عام علوم انہون نے عربی زبان مین رکھی - اور دنیا کی ساری حصون مین جہان جہان وہ گئی عربی ہی کو علوم کی کنجی سمجھتے رہے اسیواسطے مذہبی اور عقلی اور تمام قسم کی علوم اس فرقہ سے مخصوص رہے جو کہ اول زبان کی مشکل کو طی کرتے اور عالم کہلاتے اور عام لوگ کاٹھہ کی الو رہے

جملہ معترضہ لایق توجہ گورنمنٹ

اس کلام کو آنرایبل صاحب بہادر اور اون کے ہم خیال جو آجکل پنجاب یونی ورسٹی کالج کی تعلیم علوم شرقی پر نکتہ چینی کر رہے ہین اور علوم و فنون کی تعلیم انگریزی زبان مین ضروری بتاتے ہین غور سے دیکھین پہر انصاف سے کہین کہ اون علوم و فنون کے لئے جو انگریزی) مین موجود ہین - انگریزی ہی کو کنجی بنانے سے ملک مین عام ترقی علوم منظور ہے یا انکو اردو مین رواج دینے سے انکی عام اشاعت و ترقی اس ملک مین منظور ہے شہادت اس دلیل کے جو اوس کلام مین موجود ہی غالباً یہہ کہینگے کہ اون علوم و فنون کو انگریزی زبان سے مخصوص رکہنا اون علوم و فنون کو یورپین اقوام یا انگریزی دانون سے مخصوص رکہنا ہے اور اون علوم کو اردو زبان مین رواج دینا (جیسا کہ آجکل پنجاب یونی ورسٹی مین ہو رہا ہی) اون علوم کو ہمیشہ کے لئی ملکی علوم و فنون بنانا ہے پس اگر گورنمنٹ کو یہہ منظور ہے گا کہ جبتک ہماری سلطنت ہماری زبان ہماری قوم یا ہماری قوم کی پیرو اس ملک مین رہین تب تک اس ملک مین یہہ علوم و فنون رہین اسکے بعد انکا نام و نشان باقی نرہی یا رہی تو برائے نام رہی جیسے کہ اب عربی علوم کا حال ہے تو آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر کے خیال کو ڈگری دیگی - اور اگر یہہ منظور ہو گا کہ ہماری یادگار علوم و فنون اور ہمارا فیض ہمیشہ کی لئی رہے تو بحکم دلیل

مذکور، وہ پنجاب یونی ورسٹی کو اوسکے خیال کی موافق ڈگری دیگی مگر مجلو بنظر فیاضی و بے تعصبی و عالی ہمتی گورنمنٹ کی امید ہے کہ وہ اون سنسکرت جاننے والی پنڈتون اور اون عربی دان مولویون کی طرح جنھون نے اپنی اپنی علوم پر اپنے اپنے زبان کی کنجی لگا رکہی تھی ۔ بجل منظور نکریگی اور اپنے یادگار فیض کو عام کریگی مین اس باب مین مفصل مضمون بھی لکھنا چاہتا ہون مگر مضامین مرجوعہ سابق کی انصرام و اتمام اور اپنی فراغ کا منتظر ہون ۔ ایڈیٹر

صاحب لکچر بیان سبب سوم کی تائید مین فرماتے ہین ہمارے زمانہ مین جو چند مذہبی کتابون کا ترجمہ دیسی زبان مین ہوا ہے اسکا یہہ اثر ہے کہ ہزارون مسلمان اردو خوان ہین کہ وہ حدیث تفسیر فقہ عقاید تاریخ سے ایسی واقف ہو گئی ہین کہ تیس برس پہلے شاید سوای دہلی کے مشہور مولویون کی کوئی ایسی قفیت نرکہتا تہا اور یہہ نتیجہ ملکی زبان مین علوم کی ترجمہ ہونے کا ہے ۔

چوتھا سبب جو خاص ہندوستان کی بدنصیب مسلمانون کی تنزلات کا سبب ہوا ۔ ہندوستان کا وطن کرلینا اور اپنے اصلی وطن کا چھوڑ بیٹھنا ہے مسلمان جب کہ ہندوستان مین آئے اوس وقت نہایت تنو مند و سرخ و سفید اور قوی و تندرست تہی طبیعتین بھی انکی آزاد تھین ۔ دلون مین انکی جوش تہا رسوم کی پابندی سے انکو خبر نہ تھی مگر جب ہندوستان کو اپنا وطن بنالیا اور اون قومون سے مل جل گئے جو کہ ان سی قوت مین دلیری مین آزادی مین علم مین معاشرت مین کم تھین اور چھوت اور پرہیز اور رسمون کی پابندی اور تنگ خیالات اونکی رگ و ریشہ مین سمارہے تھے تو رفتہ رفتہ وہ بھی ویسے ہی ہوگئے انکی اصلی حالتین بالکل بدل گئین وہ خون جو ابراہیم کی رگون کا ہیم مین تہا بدل گیا وہ ہڈی جو اسمعیل کی خون سے بنی تہی بدل گئی ۔ وہ

دل جسمین ہاشمی جوش تہا بدل گیا صورت بدل گئی سیرت بدل گئی دل بدل گیا خیال بدل گیا یہانتک کہ مذہب بھی بدل گیا - تام وہ جوش جو اوٹھے تھے اس رتیلی جنگل عرب سے جس نے فارس اور تمام سنٹرل ایشیا کو سرسبز و شاداب کر دیا تہا ہندوستان مین آکر بی آف بنگال مین ڈوب گئی - مضمون لکچر باختصار تمام ہوا **ان چارون اسباب تنزل کمالات اہل اسلام کا مآل** و مرجع مخالفت مذہب و شریعت ہے نہ موافقت مذہب -

سبب اول یعنی سلطنت شخصیہ (جسمین ارث و قرابت کا لحاظ ہو نہ اہلیت جانشین کا جسکو پنجابی محاورہ کے رو سے سکہا شاہی سلطنت کہنا چاہیئے) اور اسکے نتایج کا خلاف شریعت ہونا واقفان شریعت پر مخفی نہین ہے اور اسکی تائید و شہادت مین وہی حدیث کافی ہے جو حاشیہ صفحہ ۱۲۷ مین گذری ہے -

سبب دوم یعنی اوہام مذہبی کا عنوان ہی کہہ رہا ہے کہ وہ اوہام اصلی مذہب اسلام کے برخلاف ہین -

سبب سوم سبب اول و دوم کے فروعات سے ہے - میری نزدیک عام و آسان وسائل علوم و فنون کا مفقود ہو جانا - سلاطین شخصی سلطنت کے نالایقی و کوتاہی اور اوہام مذہبی کا نتیجہ ہے -

سبب چہارم یعنی عرب چھوڑ کر ہندوستان کو وطن بنا لینا - اور سنن نبوی چھوڑ کر ہندوستانی سنتون کو دین و آئین ٹھہرا لینا صریح خلاف دین ہے - سنت نبوی و سیرت اسلامی کے محافظت اور اتباع سنن اقوام غیر کی ممانعت مین احادیث و آیات بکثرت وارد ہین - اور مدینہ چھوڑ کر اور بلاد مفتوحہ کو وطن بنا لینے کی ممانعت بھی احادیث مین آچکی ہے -

آنحضرت نے فرمایا ہے - (چنانچہ بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے) کہ ملک یمن و شام و عراق

فتح ہونگے تو لوگ اپنے گہر والون اور تابعدارون کو وہان سے بہا لیجائینگے ـ حالانکہ مدینہ اون کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جانین ـ"

اس سنت پر اہل یوروپ کا خوب عمل ہے ـ وہ کسی ملک (گرم یا سرد ہندوستان یا پنجاب) کو خواہ اسمین کیسی ہی باآسایش رہتے ہون اور کیسی معزز عہدون پر مامور ہون اپنا وطن نہین بناتے ـ جہان نوکری سے چہٹی پاتے ہین اصلی وطن کی طرف دوڑتے ہین ـ کسی عذر سے ایک زمانہ خود نہین جا سکتے تو اپنی ذریات کو تو تربیت و تعلیم کے لیئے ضرور ہی روانہ ولایت کرتے ہین جس سے انکا مقصود اپنی قدیمی طرز و طریق و زبان کو محفوظ رکہنا ہے اور ہندوستان کی خو و خصلت کی تاثیر سے بچنا ـ

افسوس مسلمانون نے اس سنت کو اقوام غیر کی سپرد کیا اور ہندوستان مین رہکر ہندوون کی سنن و خصائل کو اختیار کر لیا ـ اور جو رہا سہا صورت و لباس کا فرق تہا اسکو حضرات نیچریہ نے اوٹہا یا اور اسمین سنت یوروپین کو اختیار کر لیا سو سب شکل ہے یوروپ کی ہر ایک سر مین کسر ہے ـ ان چارون اسباب کی مخالف شریعت ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچہہ تنزل و ضعف علوم و صنایع و کمالات مسلمانون پر طاری ہوا ہے اسکا سبب اصلی مذہب اسلام و شریعت محمدی کی مخالفت ہے نہ اسکی متابعت و موافقت ـ پہر آپکا یہہ فرمانا کہ مسلمانون مین ان کمالات کی ترقیان مذہب مین معاشرت کو شامل سمجہنے کے خیال کی سبب مسدود ہوگئین ہین آپ کی مونہہ سے کب زیب دیتا ہے ـ

کاش آپ پہلے تہذیب الاخلاق کو ملاحظہ فرما کر مضمون لکچر کو اس سے محو فرما لیتے اور بیان نظم الممالک کو (جو اسمین صفحہ ۶۸ سے ۸۸ تک مرقوم ہے) بہی قلمزن کر لیتے تب یہہ بات مونہہ اور قلم سے نکالتے ـ

جواب دفعہ ہفتم ـ اس دفعہ مین آپ فرماتے ہین کہ لوگون کا یہہ خیال ہے کہ قرآن مین

بہت سی باتین ایسی آئی ہین جو صرف دنیاوی امور سے علاقہ رکھتی ہین پس اگر دنیاوی امور مذہب مین داخل نہون تو قران مجید مین انکا ذکر آنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہی مگر یہہ انکی غلطی ہے یہہ لوگ حقیقت وحی کو نہین جانتے اور یہہ نہین سمجھتے کہ وحی کا ملکہ کس طرح تحریک مین آتا ہے اور کس طرح وحی کا نزول ہوتا ہے -

آخیر مین آپ فرماتے ہین قران کا ہر ایک لفظ مذہبی احکام سے علاقہ نہین رکھتا اگر مین اپنے ہمنام ملا احمد جونپوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کرلون تو صرف ۵ پانسو آیات احکام اسمین ہین اور درحقیقت اتنی بھی نہین پس دنیاوی احکام کا قران مین ذکر ہونا اس بات کی دلیل نہین ہوسکتا کہ دنیاوی معاملات بھی مذہب مین داخل ہین ۔ اسکا حاصل مطلب (جنانچہ تفصیل نمبر۹ جلد۳ ۱۲۹۳؁ھ شاہد ہی) یہہ مسلمان لوگ وحی اور اسکے نازل ہونیکی حقیقت یہ سمجھتے ہین کہ وحی کوئی امر خارج از ذات نبی ہے اور نزول وحی سے اسکا آسمان سے نازل ہونا مراد ہی اور اس سے یہہ خیال کر بیٹھے ہین کہ احکام دنیاوی جو قران مین موجود ہین خداتعالی نے آسمان سے اتارے ہین - اور حقیقت مین یہہ بات غلط ہے - درحقیقت وحی سے آنحضرت کی طبیعت مراد ہے اور اسکے نازل ہونے سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت کے دل ہی سے طبیعت سے ایک بات اٹھتی - اور پہر وہی بات فوارہ کی طرح الٹ کر آپ کے دل پر گرتی اس صورت مین جو کچھہ قران مین احکام دنیاوی کے متعلق ارشاد ہے وہ آنحضرت ہی کی طبیعت کی بناوٹ ہے - خدانے کچھہ آسمان سے نازل نہین کیا - اور یہہ وہی بات ہوئی جو ہمنے (انزایل صاحب نی) کہی ہے کہ آنحضرت کو دنیاوی سرداری کے سبب جو معاملہ پیش آتے اونمین آپ بطور ایک سردار قوم کے اپنے دل سے حکم لگاتے - مسلمانون نے اون احکام کو قران مین موجود دیکھکر مذہبی احکام اور خدا کی طرف سے منزل سمجھہ لیا ہے اور یہہ انکی غلط فہمی ہے - قران مین ہمی تو

کیا ہوا وہ آنحضرت ہی کے دل سے بنائے ہوئے احکام ہیں۔ سو یہی سبہی نہیں
بقول ملا احمد (معروف جیون) جونپوری صرف پانسو ہین اور ہمارے نزدیک اتنے بھی
نہیں ہین **اسکا جواب یہہ ہے** اگر وحی اور اسکے نزول کی حقیقت یہی ہے جو آپنے
بیان کی ہے تو پہر احکام معاشرت کیا جو احکام مذہبی توحید و عبادت قران مین ہین۔
وہ بہی خدا کی طرف سے نازل نہین ہوے اور پانسو احکام کیا ایک حکم بہی خدا
کی طرف سے نہین ہے۔ جو کچہہ قران مین الحمد سے والناس تک ہی (بقول آپکے)
آنحضرت م کی طبیعت کی بناوٹ ہے۔ پہر اس اولٹی ناک بتلانے سے تو یہی کہنا
آسان و مختصر تہا کہ جب قران مین تم احکام دنیاوی کا مذکور ہونا بتاتے ہو یہہ قران
ہی خدا کی طرف سے نہین ہے۔ لوگ غلطی کرتے ہین جو اس قران کو کلام الہی
سمجہتے ہین اور پہر اسکی دست آویز سے احکام معاشرت کو احکام ربانی خیال
کرتے ہین + + اس سیدہے و صاف انکار اور اوس الٹے بتانے کو مسلمان
تو یکسان کفر سمجہتے ہین۔ اور قران کے ایک حکم متعلق مذہب ہو خواہ متعلق معاشرت
کے منکر کو بہی ویسا ہی کافر جانتے ہین جیسا کہ جملہ احکام قرانی کے منکر کو پہر کس لئے اور کس
خوف و لحاظ سے آپنے صاف و صریح انکار سے احتراز کیا اور کس ٹٹی کے آڑ مین
شکار کہیلا اور حقیقت وحی و نزول وحی جو مسلمان سمجہتے ہین اور جو اسپر وہ دلیل
و سند رکہتے ہین اسکا بیان تفصیلی نمبر (۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد ۳ اشاعۃ السنۃ
مین گذر چکا ہے۔ ناظرین اہل انصاف ان پرچون کی طرف مراجعت فرماوین
اور جناب مخاطب کے اس کلمہ کی (کہ وہ لوگ حقیقت وحی نہین سمجہتے) حقیقت و
صداقت کو دریافت کرین۔ یہہ دفعات مضمون مخاطب کے جواب مین آخر کلام
ہی۔ اب ہم جمعیت فہم و خیال ناظرین کے لئے کل مضمون کا حاصل بیان
کرتے ہین +

حاصل کلام و خلاصہ مرام

چونکہ یہہ مضمون (مذہب و معاشرت) تین۳ جلدون (دوم - سوم - چہارم) کے متعدد پرچون مین متفرق طور پر چہپا ہے جس سے ناظرین کے فہم و خیال کو انتشار حاصل ہوا ہوگا اسلئے اس مقام مین اس مضمون کا خلاصہ بیان کرنا ضروریات سے ہے اور یہہ بہی اس سے مقصود ہے کہ جو لوگ سبہی گذشتہ پرچے نہ پاوین وہ اس مضمون کی لطف سے محروم نرہ جاوین - تفصیل نہ سہی اجمال ہی سے کچہہ نہ کچہہ خط اٹہاوین +

پس واضح ہو کہ اولاً نمبر ۸ جلد ۹ مین ہمنے یہہ دعوی کیا ہے کہ مذہب و معاشرت آپسمین خوب جکڑے ہوئے ہین اور ایک زنجیر سے بندہے ہوئے ہین اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادات سکہانے کو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانے کو آئے ہین ہرچند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے ولیکن معاملات یا احکام عملی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کی منافی نہین ہے - بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادات مین انبیا نے دخل دیا ہے اسمین تہذیب کو مد نظر رکہا ہے -

پہر اسپر عموم آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے - پہر خاص خاص احکام جزئیہ عملیہ متعلق معاشرت (دیوانی - فوجداری - ازدواج - مفارقت وراثت سیاست وغیرہ) کو قرآن مجید سے نقل کیا -

پہر نمبر ۸ - و ۹ - مین احادیث سے احکام معاشرت و معاملات دیوانی و فوجداری قرض - رہن - مفلسی - دوالہ - حوالہ - کفالہ - شراکت - وکالت - عادت ظلم - تعدی - تعزیرات - کلکٹری - و پولیٹیکل مقدمات و سیاست المنزل کو نقل کیا ہے - اور اون احکام کا داخل دین ہونا بشہادت دلایل قرانیہ ثابت کیا

ہے اور ان احکام مین اصلاح روحانی کا مرعی ہونا ثبوت کو پہنچا دیا ہے -
پھر نمبر ۱۰ - مین خلاصہ مضمون مخاطب اس مضمون کے مخالف نقل کیا ہے جسکا حاصل دفعات ذیل ہین -

(۱) بانی مذہب کا منصب روحانی اصلاح ہے نہ دنیاوی کامون مین صلاح دینا

(۲) توریت کے احکام عشرہ کے سوای اور احکام کا الہامی اور خدا کی طرف سے ہونا مشتبہ ہے

(۳) انحضرت نے دنیاوی سرداری کی نظر سے دنیاوی احکام بمشاورہ و معاونت اصحاب کے تجویز کئے ہین -

(۴) مسلمانون نے یہودیون کی پیروی سے دنیاوی احکام کو دین مین شامل کر لیا پھر ان احکام کی اغراض کو نہین سمجھا -

(۵) دنیاوی احکام کو دین مین شامل کرنا بدبختی کی جڑ ہے اور ضعف و بربادی اسلام کا یہی سبب ہے -

(۶) دنیاوی احکام کا نیچر دینی احکام کے نیچر سے مختلف ہے اسلیے دنیا کو دین کے تابع کرنے سے انکا دوامی استحکام متصور نہین ہے -

(۷) مسلمان جو احکام دنیاوی مندرجہ قران کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہین حقیقت وحی سے واقف نہین ہین -

پھر اسی نمبر ۱۰ و ۱۱ - و ۱۲ - مین دفعہ اول کا بہت بسط و تفصیل سے جواب دیا ہے اور بعض احکام معاشرت (جیسے ریشمین لباس نہ پہننا - ٹخنے سے نیچے ازار نہ رکھنا ڈاڑھی نہ منڈانا موچھین کترانا) مین روحانی اصلاح کا ملحوظ و موجود ہونا بہ تفصیل بیان کرکے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جس حکم معاشرت کو خدا اور رسول نے دین مین داخل کیا ہے اسمین روحانی اصلاح کو فروگذاشت نہین کیا پھر نمبر (۱ و ۲) جلد ۳ مین احکام عشرہ توراۃ سے علاوہ بارہ احکام توراۃ کو بیان کیا ہے اور بشہادت کلام خدا

و رسول کے احکام من جانب اللہ و الہامی ہونا ثابت کر دیا ہے -
اور جوابات بقیہ دفعات مضمون اسی جلد چہارم کے نمبر ۴ - اور نمبر ہذا مین موجود
و مرقوم ہیں ناظرین ہیں انکے اعادہ کی حاجت و ضرورت نہین ہے -
ان جوابات کے ملاحظہ سے ناظرین پر مخفی نہ رہیگا کہ جو کچھہ انرایبل صاحب بہادر نے
اپنے مضمون مذہب و معاشرت مین کہا ہے وہ سراسر غلط و مغالطہ ہے - اور ہمارا
مضمون (مذہب و معاشرت) بلا مزاحمت و مصادمت صحیح ہے و للہ الحمد -

جناب مخاطب کی غرض سے اطلاع - اور اوسپر مولف کی رائے

ہم پہلے بہی نمبر ۹ جلد کے صفحہ ۲۸۰ مین کہہ چکے ہین - اور اب پہر بنظر مزید اہتمام
و تحذیر عوام اہل اسلام کہتے ہین کہ جناب مخاطب انرایبل صاحب بہادر کا مقصود
اوس مضمون سے صرف احکام اسلام کو مٹانا اور مسلمانون کو قید شریعت سے
ازاد و لامذہب بناکر یوروپین بنانا ہے پہلے ایک مدت تک تو آپ اور آپ کے احباب
نے اس مطلب کے شکار کے لیئے یہہ دام پہلایا تہا کہ اصلی مذہب اسلام نے حسن
معاشرت کے احکام کو اچہی طرح تعلیم کیا ہے - اور تہذیب و شایستگی کو پسند فرمایا
ہے - بناءً علیہ جو کچھہ ہم تہذیب و شایستگی اہل اسلام کے لیئے بیان کرتے ہین -
یا خود عمل مین لاتے ہین (جیسے گلا مروڑی مرغی کا کہانا کہانا میز و چوکی پر چہری کانٹے
سے تناول فرمانا صورت و لباس مین یوروپین بن جانا و علی ہذا القیاس) اصل مذہب اسلام
اس سے مانع نہین ہے جو لوگ بدست آویز آیات و احادیث کے ان باتون سے
منع کرتے ہین وہ اصل حقیقت اسلام سے واقفیت نہین رکہتے -
مگر جب انہون نے دیکہا کہ ہمارے اس دام مین مسلمان نہین آتے اور ہدایت
اسلام سے وہ احکام اسلام کو وہ ہماری قول و فعل کے موافق نہین سمجہتے - وہ
احکام اسلام اون لوگون کو ہماری موافقت و متابعت سے مانع ہین تو اب آ

یہہ چال اختیار کی ہے کہ چلو مرغی کی ایک ہی ٹانگ بتادین - سرے سے اون احکام کا احکام ربانی ہونا اوڑادین - اسلئے کہ ایک چیز کے اصل کو مانکر اسکی مشہور کیفیت و معمولی صورت سے انکار کرنا اسکے اضمحلال و ابطال مین وہ تاثیر نہین رکھتا جو اسکی اصلی وجود سے مطلق انکار تاثیر رکھتا ہے -

یہہ سوچ کر آپنے یہہ مضمون (مذهب و معاشرت) لکھا ہے اور اسپر ایک حدیث + متشابہ المعنی (جو بدون لحاظ موقع و مورد کے کچھہ معنی نہین رکھتی اور اپنے ظاہر معنی و عموم پر باتفاق کل اہل اسلام ہرگز ہرگز محمول نہین ہے) سے استشہاد کرکے یہہ جتایا اور سمجہایا ہے کہ جملہ دنیاوی امور مین ہم خود مختار ہین جو چاہین سو کہائین جو چاہین سو پہنین جن وسایل و مکاسب سے چاہین دنیا کمائین اور جن مواقع عیش و آرام مین چاہین اوسکو لگادین اسمین احکام قران و حدیث کا پابند رہنا اور جواز و عدم جواز کا فتوی مذہب سے پوچہنا بدبختی کی جڑ ہے -

اور جو اس دعوی جناب کے مخالف اور اسکے صریح و صاف مکذب احکام حلال و حرام متعلق امور دنیا کتاب و سنت مین موجود ہین (چنانچہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۲ اشاعة السنة منقول ہوچکی ہین) انکی نسبت آپنے یہہ کہدیا ہے کہ یہہ احکام داخل دین نہین ہین اور نہ خدا کی طرف سے منزل نہین بلکہ وہ احکام آنحضرت نے بطور ایک سردار قوم کے اپنی صحبتیون کے مشورہ سے تجویز کئے اور فرمائے ہین - لوگ ان احکام کی پابندی مین اور ماننے نہ ماننے مین خود مختار و آزاد ہین -

اس چال و تجویز سے آپنے جملہ احکام اسلام کو جو متعلق معاشرت ہین نیست و نابود کردیا - اور شریعت کو یکبارگی اولٹا دیا ہے کسی حکم قرآنی یا حدیثی کو

+ وہ حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم ہے جسکے معنی و مراد کی تفصیل نمبر ۴ جلد ۴ مین بصفحہ ۹۶ وغیرہ ہوچکی ہے -

دین مین داخل رہنے نہین دیا +

یہہ مضمون آپکا لوگون کے ذہن مین جاگزین ہوگیا تو لوگ برملا خنزیر کہا ئینگے شراب پینگے سونا اور ریشمین لباس پہنینگے - مان بہنون سے نکاح کرلیا کرینگے - اور ان باتون کے جواز پر یہی سند پیش کرینگے جو آپنے تعلیم فرمائی ہے کہ دنیا کے کامون مین ہم خود مختار ہین - قران یا حدیث مین ان باتون کی ممانعت آئی ہے تو کیا ہو وہ ممانعت داخل دین نہین ہے -

مذہب یا دین اسلام کے دو حصہ ہین **ایک حصہ اعتقادی** جو مسائل و احکام متعلقہ اعتقاد و ایمان بخدا و رسول و کتب و ملائکہ و روز جزا سے عبارت ہے **دوسرا حصہ عملی** جو احکام متعلقہ اعمال عبادات و معاملات سے مراد ہے -

پہلے حصہ اور دوسرے حصہ کی پہلی جز کو تو آپنے اس مضمون سے اوڑا یا ہے جسکا یہہ نام رکہا ہے **الاسلام ھو الفطرۃ و الفطرۃ ھی الاسلام** اور اسمین صاف کہدیا ہے کہ منکر نبی و کتب و احکام بلاشبہ مسلمان و ناجی ہے بلکہ جو بظاہر وجود خدا سے انکاری ہے درحقیقت وہ بہی مسلمان ہے - اور فرمایا کہ جملہ مذاہب کے کل قیود کو اوٹھا دینا (جو لامذہبی کہلاتی ہے) اسیکا نام اسلام ہے - چنانچہ مفصل بیان اسکا نمبر ۱۱ - و ۱۲ - جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۳ اشاعۃ السنۃ مین بنقل عبارات جناب گذرا ہے -

دوسرے حصہ کے دوسرے جزو کو آپنے اس مضمون سے اوڑایا ہے جس کا بیان یہان ہوا ان دونون مضامین کے اشاعت سے آپنی جگہہ تو اپنا کام آپنے پورا کرلیا بناء اصول و فروع اسلام کو اوکہاڑ دیا اور بناء لامذہبی کو قایم کردیا - اب اسپر لوگون کا عمل درآمد باقی رہا سو اگر آپ چند روز جئے اور لوگ آپ کو خیرخواہ اسلام سمجہکر آپکی باتین سنتے و مانتے گئے

تو جو کچھ ہمنے کہا ہے ظہور مین آجائیگا (والعیاذ باللہ) یہہ دونون مضمون آپنے ایسے لکھی ہین جنکے صحیح مان لینے سے اصول و فروع اسلام کے ایک حرف بلکہ ایک نقطہ باقی رہنے کی توقع نہین مگر کمال افسوس و حسرت و حیرت کا مقام ہے کہ پہر بھی بعض لوگ ان مضامین کو صحیح مانتے ہین اور صاحب مضمون کو مسلمان بلکہ مسلمانون کا رفارمر جانتے ہین -

زیادہ افسوس اون لوگون پر ہے جو موحد و متبع سنت (عرف وہابی یا غیر مقلد) کہلاتے ہین اور ان مضامین پر بھی انکے مولف کی تکفیر سے متوقف ہین اور انمین اسکا خطاء اجتہادی تجویز کرتے ہین -

انمین **بعض لوگ** تو **ایسے** ہین جو بن پڑہے پڑہائے مجتہد بن بیٹھے ہین اور اس بن پڑہے اجتہاد و ترک تقلید کے سبب وہ انرایبل صاحب کی دام مین پہنس گئے ہین - وہ جب کوئی آیہ یا حدیث (خواہ درحقیقت وہ کوئی معنی رکہتی ہو اور آپنے اسکے معنی ہندی مین کچھہ اور ہی کئے ہون) آپ کے مضامین مین دیکھتے ہین تو اصلی معنے سے بے علمی اور عادت غیر مقلدی کے سبب وہ جہٹ اس مضمون کو مان لیتے ہین اور اسکی صحت و سقم و حسن و قبح کے دریافت کرنے کے لئے حسب ارشاد فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اپنے علماء کی طرف رجوع کرکے اسکی صحت و سقم کی دلیل نہین پوچھتے - پس وہ خود بہی دہوکہ کہاتے ہین اور اپنی ہم نشین ناواقفون کو بہی مغالطہ مین پہنساتے ہین -

ہمنے بعض لوگون کو بچشم خود دیکہا ہے کہ تہذیب الاخلاق کے پڑہنے سننے سے پہلے تو وہ اپنے دین مین بڑے چست و چالاک تہے اور جب سے ان پر تہذیب الاخلاق کا سایہ پڑا ہے تب سے ان کے عمل و اعتقاد مین قصور و فتور آگیا ہے یہہ سب اجتہاد بلا علم کے نتایج ہین -

ان لوگونکے حق مین علماء مقلدین کا یہہ قول سچ ہے کہ ترک تقلید کا مآل آزادی و نیچری پن ہے مگر اسکے ساتھہ قید بے علمی کا ضم کرنا ضروریات سی ہے یعنی جو خود بے علم ہوکر کسی عالم کا اتباع نکرے اور خود بخود مجتہد بن بیٹھے اسکا مآل آزادی و نیچری پنا ہے ومع ذلک ان بے علم مجتہدین کے فعل کا الزام علماء محدثین و متبعین سنت پر مناسب نہین ہے - ان علمانے کسی عامی کو یہہ حکم نہین دیا کہ تم کسی عالم کا اتباع نکرو اور جو تمہاری سمجھہ مین آوے بلا مراجعت علماء اسمین اجتہاد کر لیا کرو - تقلید و ترک تقلید کی نسبت انکا یہہ فتوی ہے جو شیخ اکبر محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے اخیر مین کہا ہے وصیتہ الذی اوصیك به ان کنت عالما فحرام علیك ان تعمل بخلاف ما اعطاك الله دلیلك ویحرم علیك تقلید غیرك مع تمکنك من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذه الدرجة وکنت مقلدا فایاك ان تلتزم مذهبا بعینه بل اعمل کما امرك الله وهو ان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلمو واهل الذکر هم العلماء بالکتاب والسنة واطلب دفع الحرج فی نازلتك ما استطعت واسال عن الرخصة فی ذلك حتی تجدها فان الله یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لك المفتی هذا حکم الله او حکم رسوله فی مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رائی فلا تاخذ به واسئل غیره " ترجمہ وصیت جو مین تجھے کرتا ہون یہہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو جو تجھے خدا نے کتاب و سنت سے دلیل عطا کی ہے اسکی خلاف پر عمل کرنا اور باوجود قدرت حصول دلیل کے دوسرے کی تقلید کرنا تجھہ پر حرام ہے اور اگر تو اس درجہ مین نہین (اس لفظ کو غور سے ملاحظہ کرنا چاہیئے یہہ بے علمون کو اجتہاد کی اجازت نہین دیتا) تو اس سے بچیو کہ ایک ہی مذہب کو لازم پکڑلے بلکہ اسپر عمل کریو جو خدا نے فرمایا ہے کہ کسی اہل ذکر سے (بلا تعیین و تخصیص) پوچھہ لو - اہل ذکر وہ علما ہین جو قران و حدیث

سے واقف ہین (اسمین بھی غور کرو نیچری اسمین داخل نہین ہین حدیث کو تو وہ صاف منکر ہین اور اسکی طرف موںھہ بھی نہین کرتے۔ قران کو اگرچہ براے نام قایل ہین مگر اسکی حقیقت سے منکر ہین اور اسکو نیچر او فلسفہ کے تابع کرتے ہین) اور تو اپنی معاملات مین رفع حرج و رخصت کا طالب ہو۔ اسلیے خدا نے فرمایا ہی خدا نے تمپر دین مین تنگی نہین کی۔ اور اگر مفتی تجھے یہہ کہے کہ تیرے معاملہ مین خدا یا رسول کا یہہ حکم ہے تو اسکو لیلے۔ اور اگر وہ کھے کہ میری راے ہی تو اسے مت لی اور کسی دوسری سے پوچھہ لے۔"

یہہ جو شیخ اکبرؒ فرمایا ہی ایسا ہی اور بہت علماء متقدمین و متاخرین سے منقول اور ہماری یادداشت مین موجود ہی۔ مین اس وقت کم سے کم سو اقوال سلف و خلف کے اس باب مین نقل کر سکتا ہون۔

ہمارے اس قول و فتوی پر اگر وہ بلا علم مجتہد عمل کرتے تو خود بخود مجتہد نہ بن بیٹھتے اور نہ نیچریون کا اتباع کرتے۔

پھر علماء وقت ان لوگون کے بگاڑ کا الزام ہم پر کیون لگاتے ہین اور مطلق ترکِ تقلید و اتباع حدیث و قران سے کیون برا مناتے ہین۔

اور بعض انمین اہل علم بھی ہین جو کسیقدر قران و حدیث مین نظر رکھتے ہین۔ مگر افسوس دونون قسم کے لوگ ان مضامین مین غور نہین کرتے اور نہ غور کرنیوالون کے طرف توجہ فرماتے ہین۔

مین دونون قسم کے اشخاص کو برادرانہ نصیحت کرتا ہون کہ حسبۃً للہ غور و انصاف کے طرف توجہ فرماوین اور ان مضامین کو غور سے دیکھہ یا سنکر حضرات نیچریہ کی شان مین توقف و تردد چھوڑدین۔ آیندہ اختیار۔ ولیکن هذا آخر الکلام فی اثبات ان احکام المعاشرۃ من الاسلام فلله الحمد علی ذلک وهو ذو المجد والجلال والاکرام وسلام علی نبیہ محمد وآلہ وصحبہ حماۃ الاسلام وهداۃ الانام

مضامین فاضل بہاری

اول

در اثبات وجود خارجی شیطان بشہادت اہل کتاب

سورہ بقر پ ۱ ع ۴ فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ
تفسیر کتاب پیدائش پرنسپل مدرسہ میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ صفحہ ۲۴
سید احمد صاحب یہہ فرماتے ہین کہ شیطان کوئی علیحدہ مخلوق انسان سے نہین
ہے بلکہ انسان کی ذات ہی خدا نے ایسی بنائی ہے جسمین خیر و شر دونون پائے
جاتے ہین سو ہم ہرگز اونکی بات کو تسلیم نہین کر سکتے اور اونکی اس بے بنیاد
دعوی کو کتب مقدسہ سے بالکل باطل اور ہیچ ٹہراوینگے کیونکہ کلام خدا
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کا وجود انسان سے علیحدہ ہی چنانچہ
یہہ بات اگرچہ معلوم نہین ہوتی کہ وہ جانور کون تہا جسمین شیطان ظاہر
ہوا تو بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والا شیطان تہا جو کہ ایک
روح ہے اور انسان سے علیحدہ ایک مخلوق ہے جبکہ خداوند کریم نے آدم
اور حوا کو پیدا کیا تو بالکل پاک وصاف اور کامل راست باز پیدا کیا ایسا کہ
مطلق شر اونکی ذات مین نہ تہا اور وہ خداوند کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ
تہے - لیکن ہان خدا نے بیشک اونہین فعل مختار پیدا کیا تہا یعنے اونمین ایسی
طاقت بہی تہی کہ چاہین تو بدی بہی کر سکین لیکن یہہ طاقت بذاتہ کوئی شر
و بدی نہین ٹہر سکتی کیونکہ نیکی و بدی دونون اسی سے ہو سکتی ہین پس یہہ
چیز ہی اور ہے اور در حقیقت اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم آزاد پیدا کیا گیا
ہے نہ کہ غلام پس جبکہ شیطان نے اونہین بہکایا اور برگشتہ کیا اور اونکی اوس

طاقت اپنے قبضہ مین لایا تب وہ شرو بدی مین گرفتار ہوا ہمارا مطلب اس مثال سے بخوبی سمجہہ مین آجاویگا مثلاً دیکہو خلقت مین پروردگار نے آگ کیا ہی عمدہ اور مفید چیز پیدا کی ہے جسکے وسیلہ سے سیکڑون کام انسان نکالتا ہے اور طرح طرح کے فایدے اوٹہاتا ہی۔ لیکن اگر کوئی موذی بدذات ذرہ سی آگ لیکر کسی کے مکان مین لگادے اور مکان جلکر خاک سیاہ ہوجاوے توکیا اس فعل کے باعث آگ بذاتہ بری چیز ٹہریگی ہرگز نہین بلکہ ظاہر ہے کہ وہ موذی کے ہاتہہ مین آکے بری کام مین لائی گئی پس ایسے ہی سمجہنا چاہیئے کہ وہ طاقت فعل مختار کی بذاتہ شر نہین ٹہرا سکتی لیکن درحقیقت وہ شیطان کی قبضہ مین آکے بری کام کا باعث ٹہری جیسی کہ آگ برے آدمی کے ہاتہہ سے برے کام کا باعث ٹہری تہی ماسوای اسکے کتب مقدسہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شیطان انسان سے علیحدہ مخلوق ہین جو کہ انسانونکے دلون پر بد تاثیر پیدا کرتی اور نیک راہ سے پہیرکر گمراہ کردیتے ہین افسوس کی بات ہے کہ انسان ناقص العقل جو کہ ان بدہ ہون کو اپنی آنکہون سے دیکہہ نہین سکتا اور اونکی جال اور پہندون سے بیخبر ہے آخرکار یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی شیطان ہی ہی نہین بلکہ خود دل ہی مین شر ہے اسی سبب سے بعض یہہ بہی کہتے ہین کہ نیک روحین بہی نہین ہین اور نہ فرشتون کا وجود ہے سید احمد صاحب نیک روحون اور فرشتون کی تو قایل† معلوم ہوتے ہین اور یہہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ ہماری کتب مقدسہ الہام سے لکہی گئی ہین پس اگر ہماری بائبل الہام سے لکہی گئی ہے تو یہہ کام الہام کا ضرور خدا کی روح کی ہدایت کے ذریعہ ہوا اور اگرچہ وہ کام روح کا عقل مین بالکل

† صاحب کتاب نے یہہ بات سید احمد خان صاحب کی ظاہری اقرار وجود ملایکہ کو کسی کتاب مین ملاحظہ کرکے لکہی ہے اور درحقیقت خانصاحب کو وجود خارجی ملائکہ سے بہی انکار ہے چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ مین اشاعۃ السنۃ کے بخوبی بیان ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر

نہین تو بہی ایماندار ہرگز اوسکا انکار نہین کرسکتا ہے پس اگر خدا کی روح یعنی روح قدس انسان کی دلپر تاثیر کرسکتی ہے تو کیا یہہ تعجب کی بات ہے کہ ناپاک روح کسیکے دل پر تاثیر کرے پاک کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف ایک ہی بدروح ہے بلکہ بے شمار ہین اور اون بے شمار بدروحون کا سردار شیطان کے نام سے مشہور ہی یہہ کل شیطان پہلے پاک فرشتے تہے متی باب ۱۲ نمبر ۲۴ مکاشفات باب ۱۲ نمبر ۹ ۲ قرنتی باب ۱۱ نمبر ۷ یوحنا باب ۸ نمبر ۴۴ ۲ پیترس باب ۲ نمبر ۴ یہودا نمبر ۶ یہہ فرشتے دنیا کی تاریکی کے اقتدار والے ہین افسی باب ۶ نمبر ۱۲ شیطان کے خاص معنی بہکانے والا اور عیب لانے والا ہین اوسنے داؤد کو گناہ کے لئے اوبہارا ۱ تواریخ باب ۲۱ نمبر ۱ ایوب کی پہلی اور دوسرے باب سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ انسان کو پہنسانے اور گرانے کی لئے تدبیرین کرتا ہے اور بندشین باندہتا ہے اور اوس مقام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان سے علیحدہ ایک مخلوق ہے اور اوسنے ایوب کی حق مین خدا سے باتین کین اوراوسے آزمایا بہی تو کیا بقول میان سید احمد صاحب انسان کی قواے بہیمیہ نے ایوب کی حق مین خدا سے باتین کین اور ایوب کو پہوڑون سے مارا اور اوسکے بال بچون کو غارت کیا پہر شیطان مستعد ہوا کہ یہوسع سردار کاہن پر عیب لاوے زکریا باب ۳ نمبر ۱ پہر شیطان نے یسوع مسیح کو آزمایا متی باب ۴ نمبر ۲ پس تو کیا بقول سید احمد صاحب خداوند کی ذات مین شر و بدی تہی کیا کوئی ایماندار اس بات کو مان لیگا صاف ثابت ہے کہ شیطان ایک علیحدہ مخلوق ہے جسنے مسیح کی آزمایش کی شیطان سورونکی غول مین پہرتی اور اونہین دریا مین ڈوبا دیا متی باب ۸ نمبر ۲۸ — ۳۴ شیطان کی سزا کی لئے اکثر حکم ہے کہ وہ آگ اور گندہک کی جہیل مین ڈالا جاویگا ۲ پطرس باب ۲ نمبر ۴ متی باب ۲۵ نمبر ۴۱ - اب غور کرنیکے مقام ہین کہ اگر شیطان

علیحدہ مخلوق نہین ہے بلکہ فقط قواے بہیمیہ ہے تو پھر سزا کس کو ملیگی کیا قواے
بہیمیہ یا شر و بدی از خود کچھ چیز ہے کہ سزا کو برداشت کرے یا شر و بدی [illegible]
مخلوق ہے کہ خود اوسکی عدالت کرے ہرگز نہین بلکہ ثابت ہے کہ شیطان ایک
علیحدہ روح انسان سے ہے اور باعث سرکشی اور بغاوت کا خدا کی غضب [illegible] کا

دوم

جسمین سید احمد خانصاحب کے اس قول کا معارضہ ہے جو انہون نے
تفسیر آیہ فاخذتکم الصاعقۃ مین کہا ہے کہ اسمین پہاڑ کی
آتش افشانی مراد ہے نہ پہاڑ پر تجلی ربانی -

سورۂ بقر - واذ قلتم یموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم
الصاعقۃ وانتم تنظرون - خروج باب ۳۳ نمبر ۱۸ فقال ارنی مجدک
نمبر ۲۰ وقال لا تقدر ان تری وجہی لان الانسان لا یرانی ویعیش
ایضا باب ۳۴ نمبر ۲۸ وکان ہناک عند الرب اربعین نہارا واربعین
لیلۃ لم یاکل خبزا ولم یشرب ماء فکتب علی اللوحین کلمات العہد
الکتاب العشر ایضا باب ۲۴ نمبر ۱۵ فصعد موسی الی الجبل فغطی السحاب الجبل ۱۶ وحل
مجد الرب علی جبل سیناء وغطاہ السحاب ستۃ ایام وفی الیوم
السابع دعی موسی من وسط السحاب ۱۷ وکان منظر مجد الرب کنار
آکلۃ علی راس الجبل امام عیون بنی اسرائیل ۱۸ ودخل موسی فی
وسط السحاب وصعد الی الجبل اربعین نہارا واربعین لیلۃ
تاریخ مسٹر ایچ ٹکر صاحب صفحہ ۵۸ تیسرے دن صبح کو بادل گرجے اور بجلیان
چمکین اور پہاڑ پر کالی گھٹا امڈی اور قرنائی کی آواز بہت بلند ہوئی چنانچہ سارے

اگ کے ڈیروں مین کانپ گئے اور موسی لوگون کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملاقات کرے اور وہ کوہ کی نشیب مین جا کھڑے ہوے اور سب کوہ سینا پر زیر و بالا دھوان تھا کیونکہ خداوند شعلہ مین ہو کر اوسپر اوترا اور تنور کا سا دھوان اوسپر سے اوٹھا اور پہاڑ سر بسر لرزا - تاریخ جوسفی حصہ ۳ صفحہ ۱۴ تیسرے دن آفتاب برآمد ہونیکے پیشتر ایک ابر کمپو کی اوپر چھا گیا جیسا کہ اونہون نے پیشتر کبھی نہین دیکھا تھا اور اور جگہون مین ہوا صاف تھی لیکن صرف کمپو پر تاریکی آگئی اور بادل گرجا بجلی چمکی پانی برسا آندہی چلی جیسے کہ پیشتر کبھی دیکھنی مین نہین آئی تھی - مسٹر شیرنگ صاحب ال ال بی اپنی کتاب بائبل جیوگرافی مین لکھتے ہین کہ کوہ سیناء ایکا پہاڑ کہلاتا ہے - زمانہ قدیم مین اہل کتاب حج کو یہان پر آیا کرتے تھے اور ایک گرجا پختہ بوقت شاہ جولیس قسطنطنین عیسائی کا بنایا ہوا ہی اور عربی زبان مین قدیم عہد کا کتبہ بھی کندہ ہی اور دامن کوہ بہت وسیع ہی اور سیڑھیا بھی بنی ہوی ہین اور اس جگہہ موسی کو الواح تورات احکام عشرہ کی ملی سیاح یورپین بنظر سیر و زیارت کوہ مقدس ہا رہ گئی مگر کسی نے کان کبریت و کوہ آتش فشان نہین قرار دیا کیونکہ بعد واقعات میقات موسوی کی کبھی شرارہ آتش و برق و صاعقہ کا نزول ذکر نہین کیا حضرت موسی یہان پر چالیس برس[†] مقیم رہے ممکن ہے کہ انسان ایسی مضر جسمانی جگہہ پر صحیح الجسم رہ سکے معجزہ موسی اصول نیچر کی بہی خلاف نہین ہی کیونکہ منہرالوجی یعنی علم معدنیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی سنگ نرم و کوئی سخت و رنگین و آبدار و شفاف و میلا ارضیت مین اسمین زیادہ ہے بعض زمین کو تاثیر بخشی گئی ہی کہ آب بارش و ابخرہ ارضی و حرارت آفتاب سے منجمد ہو کر گنگٹی مثل ریزہ سنگ دریا و تالاب مین پیدا ہوتا ہے اور چونا اسکا تحفہ ہوتا ہے اور بوجہ وہنیت کسی جگہہ کا کوئلہ مصرف ہیزم مین مفید ہے چونکہ اندر

[†] اصل مضمون مین ہمنے ایسا پایا شاید ۴ دن صحیح ہیہ کاتب کی غلطی ہو -

کوہ کی پوری کیفیت بسبب راہ ناہموار و منزل دور و دراز و جانوران درندہ و نہ ملنے ماکل و مشارب کی دریافت سے عاجز رہے - ہندوستان کے بعض پہاڑون مین چشمہ آب گرم و چشمہ آب سرد ایک ہی پہاڑ سے دو قسم کا پانی گرتا ہے ظاہرا بعید معلوم ہوتا ہے مگر کوئی بھی مخالف نیچر نہین ہے علۃ العلل نے معلول کی کوئی علت قرار دیا ہوگا جو ہماری نظر و لنسی غایب ہے اسپر انکار قدرت الہی کا کرنا ہمکو ضروری لازم آیا بلکہ باعث عجز انسانی ہے - دیکھو باران کو ابخرہ کہتے ہین مگر مصر و بلاد عرب مین بارش نہین ہوتی ہند مین کسی سال زیادہ کسی سال کم بارش ہوتی ہے - ایام سرما مین بسبب شدت برد کی سطح زمین پر یبس و انجماد مواد ارضی کا زیادہ رہتا ہے و صعود ابخرہ کم اسپر بھی کبھی غیر موسم مین بارش ہو جاتی ہے - برق کو بقوت تراکیب و مصالحہ انگریزون نے پکڑا اگر اوسکی اصلی کیفیت سے ناواقف تھے پیغمبر نے فرمایا کہ ما عرفناک حق معرفتک مگر جناب خان صاحب نے خوب طرح سے حقایق و دقایق علم و قدرت کا انحصار ہوسکی خانصاحب کا ایسا الہام جدید تو انبیاء و مرسلین کو بھی نہوا کہ بعاجزی اقرار کرتے تھے اور خدا کو قادر مطلق کہتے ہین اگر حصر قدرت کا اوسکی ہو جاوے تب صفت قادر مطلق کی نہ باقی رہے -

سوم

جسمین خان صاحب بہادر کی اس قول کا معارضہ ہے جو انہون نے تفسیر آیہ و اذ فرقنا بکم البحر الخ مین کہا ہے کہ وہان دریا خشک نہین ہو گیا تھا صرف مد و جزر ہوا تھا جو ہندی مین جوار بہاٹا کہلاتا ہے - یعنے پانی کا چڑاؤ - اتار -

---

سورہ بقرہ و اذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون

اس آیہ کی تفسیر مین ایک نقشہ اور جغرافیہ یونانی کا تذکرہ لکھا ہے تعجب ہے کہ علوم یونانیون کے تو خان صاحب کی تحقیق مین مثل ولدار آسمان کے بالکل ہی غلط ہی اور جب ہر مسئلہ مین انگریزی کتابون سے لیتے ہین تب اس جا کیا مانع پیش آیا اور یہہ بہی تہذیب الاخلاق مین کہتے ہین کہ کتب اہل کتاب کا ترجمہ قصہ کہانی عمرو بن عاص نے بعد فتح شام عربی زبان مین کر کے احادیث نبوی مین شامل کر دیا اور ابن اسحاق مدنی سے نے اپنی کتاب سیرت مین قصص انبیاء کو اہل کتاب سے لیا ہے اسلئے کتب حدیث و تاریخ اسلام پر بجز طبری و واقدی و ہشامی و ابو الفدا کے جسکو انگریزون نے لیا ہے ماخذ کہتے ہین ع چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد - دیگرے را نصیحت و خود را فضیحت - بار بار سر ولیم میور صاحب و جان دیون پورٹ صاحب کو پکارتے ہین اور برابر حوالہ ہولی بائیل کا لیتے ہین یہی کام اگر اگلون نے کیا تو کیا کیا حالانکہ خود خان صاحب اس فعل مطعون کے پابند ہین اور انگریزی تواریخ اونکر مذہبی امور مین بہ نسبت تواریخ متعلق اسلام کے زیادہ لایق اعتماد ہی لان اهل البیت اعرف لمن فی البیت عربی تواریخ مین رطب و یابس دونون ہین پہر انگریز اس فرق کو فن رجال کی کیا جانے بلکہ اسباب مین علماء اسلام ہی کا قول قابل اعتماد ہی کتب جغرافیہ انگریزی مین بسیار ہین مگر چونکہ بیان اوسکا مخالف نیچر تہا لہذا اوس سے گریز کر گئی یہہ مہذب و راست باز قوم انگریز کی بے اعتباری کرنا خلاف دیانت ہی عربی بائیل کتاب الخروج باب ۱۴ نمبر ۲۱ ومدّ موسی یدہ علی البحر فاجری الرب

ترجمہ ۵ اور حضرت موسیٰ نے اپنا ہاتھہ دریا پر پہیلایا پس خدا نے ایک شرقی تیز آندہی کو رات پہر چلایا اور دریا کو خشک کر دیا اور پانی پہٹ گیا اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ مین خشکی پر چلے گئے اور پانی انکے دائین بائین دیوار ہو گیا ۲۳ مصری بہی انکے پیچہے ہو چلے - اور فرعون کے سبہی گہوڑے اور سوار اور گاڑیان اسکے پیچہے

بريح شرقية شديدة كل الليل وجعل البحر يابسة وانشق الماء ۲۲ فدخل
بنو اسرائيل في وسط البحر على اليابسة والماء سور لهم عن يمينهم وعن يسارهم
۲۳ وتبعهم المصريون وراءهم جميع خيل فرعون ومركباته وفرسانه الى وسط
البحر ۲۶ فقال الرب لموسى مد يدك على البحر ليرجع الماء على المصريين على
مركباتهم وفرسانهم ۲۷ فمد موسى يده على البحر فرجع البحر عند اقبال الصبح
الى حاله الدائمة والمصريون هاربون الى لقائه فدفع الرب المصريين في
وسط البحر ۲۸ فرجع الماء وغطى مركبات وفرسان جميع جيش فرعون الذي
دخل وراءهم في البحر لم يبق منهم ولا واحد ۲۹ واما بنو اسرائيل فمشوا على اليابسة
في وسط البحر والماء سور لهم عن يمينهم وعن يسارهم

تاریخ اگسٹس براڈ سیڈ صاحب صفحہ ۱۱۱ خدا نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پھرین اور فی الھیرات کی آگی مجدال اور دریا کے درمیان مقیم ہون اور اس سے یہہ غرض تھی کہ فرعون سمجھے کہ وہ اوس زمانہ مین بھٹکے ہین اگر وہ ایام سے روانہ ہوتی فوراً تھہ مین بیابان مین جاتے تو مصری لوگ گاڑیان لیکی اونکا پیچھا نکر سکتے لیکن خدا کا یہہ ارادہ ہوا کہ فرعون اور اوسکی سپاہ اور اوسکی گاڑیان اور اوسکے سوارون پر اپنی جلال کو ظاہر کرے - علماء مین بڑی تفتیش ہورہی کہ بنی اسرائیل بحر قلزم کی کس جگہہ سے پار ہوئے اور شاید یہہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچ نہین سکتی + قیاس غالب تر ہی کہ وہ شہر سویز سی کچھہ دکھن طرف گذر گئے مگر جبسے وہ ماجرا واقع ہوا زمین اور پانی کی ڈول مین تبدیل ہوئی ہوگی -

---

دریا کی بیچ مین جا گھسے ۲۶ خدا نے موسی سے کہا تو اپنا ہاتھہ پھیلا تا کہ پانی مصریون کی گاڑیون اور سوارون پر لوٹ آوی ۲۷ موسی نے دریا پر ہاتھہ پھیلایا تو صباح ہوتی ہی پانی پہلی حالت کیطرف پھر آیا۔ مصری بھاگنے لگے تو خدا نے انکو دریا کی بیچا بیچ دھکیل دیا پانی پھر ایسا ہی ہوگیا اور فرعون کا بھی لشکر جو دریا مین داخل ہوا تھا غرق ہوگیا انمین سے ایک بچا اور بنی اسرائیل دریا کی بیچ مین خشکی پر چلے گئے اور پانی ان کی

مضمون نمبر ۱۵۱

تاریخ فلاویس جوسیفس یہودی جو عبرانی و یونانی زبان مین تحریر پائی اور معتبر کتاب
سمجھی جاتی ہے حصہ ۲ صفحہ ۱۶۲ نمبر ۱ موسی نے اپنا عصا سمندر پر مارا وہ دو حصہ ہوگیا
اوس کا پانی سمٹ گیا اوسکی تلچھٹ سوکھہ کر سڑک بنگئی جسمین عبرانی بہاگ سکین
موسی یہہ حال دیکھہ کے پہلے اوسمین گیا اور عبرانیون کو حکم دیا کہ میرے پیچھے اس الٰہی سڑک
پر چلے آؤ اور اس بچاؤ کی وجہ سے خوش ہوا ۳ مصری عبرانیون کو جاتے ہوئے
دیکھکر سوچنے لگے کہ یہہ پاگل ہو کر ہلاکت کو جاتے ہین لیکن جب وہ دور چلے گئے اور
کچھہ نقصان نہوا تو سوچنے لگے کہ ہماری واسطے بھی سمندر ٹہریگا اسلیئے پہلے سوار ہتھیار
بندون کے پیچھے دوڑے اس اثنا مین عبرانی پار پہونچے لیکن مصری بھی بہادرانہ
چلے گئے اور خیال نکیا کہ یہہ سڑک صرف عبرانیون کے واسطے بنائی گئی تھی نہ ان کے
واسطے جو اون کی ہلاکت چاہتے ہین اور جس وقت مصری بہتیرے آگئے اوسیوقت
سمندر نے جو بڑی زور شور سے ہوا سے چلا گیا تہا مصریون کو گھیر لیا اور پانی برسا
اور بجلی کڑکی اور بادل گرجا اور وہ آفت جو خدا اکثر شریر پر بھیجا کرتا ہے اون پر
آپڑی اور رات کو بہت اندھیری ہوئی غرض کہ سب آدمی مارے گئے ایک بھی نہ بچا
تا کہ مصریون کو خبر دیوے - جیوگرافی آف بائیل اور جیوگرافیکل ڈکشنری بڑے بڑے
مفصل احوال کہ بہت ہین خود (کیتھو نسائیکلوپیڈیا) جس سے خان صاحب نے
مسئلہ ولادت مسیح مین استدلال کیا ہے مذکور ہے خروج باب ۱۵ نمبر ۴ فرعون کی
گاڑیان اور اوسکا لشکر اوسنے دریا مین ڈالدیا اوسکے چنے ہوئے سردار دریاے قلزم
مین ڈوبائے گئے نمبر ۱۸ اور تیری نتھنون کے دم سے پانی ایک جگہہ سمٹ گیا اور موجین
تودا تودا کھڑی ہوگئین اور دریا کی بیچ مین گہرایی جم گئی ۱۹ اسلئے کہ فرعون کا گھوڑا
گاڑیون اور اوسکے سوارون سمیت دریا کی بیچ مین گیا اور خداوند نے دریا کے پانی
کو اون پر پہر پہیر لایا لیکن بنی اسرائیل دریا کے بیچون بیچ سے سوکھی زمین پر ہو کے چلے گئے

تقریظ عالم نبیل مولوی غلام اللہ صاحب قصوری برادر زادہ جناب مجمع الکمالات مولوی ابو عبد اللہ غلام العلی قصوری امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بر مضمون ولادت مسیح اشاعۃ السنہ

ہر ایک شخص اس امر کو بخوبی جانتا ہے کہ صانع علی الاطلاق کی حکمت عظمی سے خلقت انسان مختلف الالوان پیدا کی گئی ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اشکال مختلف ہین ویسے ہی ہر ایک شخص مذہب اپنا مختلف رکھتا ہے۔ اور وہ اپنے ہی خیال مین شادان و فرحان و نازان رہتا ہے خواہ وہ مذہب سچا ہو خواہ باطل قال اللہ تعالی کل حزب بما لدیہم فرحون اسمین کچھ شک نہین کہ خداوند جل و علا نے ایک ہی مذہب کی اجازت دی ہے اور اوسکی رضامندی ایک ہی مذہب مین ہے قال اللہ تعالی ان الدین عند اللہ الاسلام۔ مگر وہ سچا مذہب بباعث حجابات کے انسان کے خیال مین نہین آتا۔ اور وہ سچا رستہ نجات کا بسبب موانع خارجی انسان کے نصیب نہین ہوتا۔ وہ موانع حجابات بہت ہین جنکی تفصیل کو دفتر چاہیے مگر بہت بڑی حجاب جنکو حجاب کبری کہتے ہین یہہ ہین حجاب رسم حجاب طبع حجاب عدم شناسی ایسی حجابات کی سبب سے انسان اپنی فطرت اور رستہ ہدایت اور راہ نجات کو بھلا دیتا ہے اوس سچی راہ دکھانے اور سمجھانے کو پیغمبر آتے ہین اور وہ آکر لوگون کو سمجھاتے ہین کہ راہ راست یہ ہین تم اپنی اپنی خیالات کیطرف سے ہٹکتے نہ پھرو۔ جب ایسا شخص پیدا ہو جاوے تو عقلمند آدمی اوسکی اتباع کرتا ہے اور بدبخت اپنی بدبختی مین پڑا رہتا ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسا کوئی اوستاد اپنے شاگردون کو لکھنا پڑھنا سکھاوے یا کوئی اور کسب پس اگرچہ بالقوہ ہر ایک شخص کو وہ کام حاصل ہے مگر بالفعل اوسکو حاصل ہوگا جو اپنے اوستاد کا اتباع کریگا اور اگر اوس اوستاد کو شاگرد نے کامل خیال کر لیا ہے تو اوسکی اصول پر وہ اعتراض نہین کریگا اگر اصول پر اعتراض کریگا تو اکتساب سے محروم رہیگا۔ مثلا زید عمرو اوستاد کو کامل خیال کرتا ہے اور عمر

سکہاتا ہے کہ (الف) صورت مین تین نقطون کا چاہیئے اور (ب) گیارہ
نقطہ کا وغیر ذالک پس اگر زید یہہ اعتراض کرے کہ الف کیون پانچ نقطون کا او
ب کیون چہہ نقطون کی نہین ہوتی - یہہ اعتراض اوسکا کسی جہہ سی درست نہین ہے
ایسی شکل کی مطابق انبیا علیہم السلام کی حالات دیکہہ لو - ہان اسمین شک نہین کہ انبیا کی نبوت
ثابت کرنی مین (جیساکہ اچہی استاد کی تلاش کرنی مین سعی کرتی ہین) بحث کرین اوس بحث کی بعد جب
ثابت ہوجائی کہ یہہ نبی ہے تو عقلا اوسکا اتباع ہمپر واجب ہوگا -
نبی آخرالزمان سرور کائنات مفخر موجودات ہر ایک وجہ سی نبی برحق اور خاتم النبیین ہین اور انکی
شریعت غرا مین ایک بات سب شریعتون سی بڑہکر ہی کہ معاشرت کی واسطہ جسقدر احکام ہمکو
تعلیم ہوئے ہین فی نفسہ وہ ہماری فطرت کی مطابق نہین - مگر اونکو مطابق کرنا ہر ایک کا کام نہین
ہے یہی سبب مرتب ہی جیساکہ استاد کی افعال کو شاگرد ونمین سی شاگرد رشید ہی سمجہتا ہے
قران مین جابجا حکم ہے کہ یہہ قران متقین کو ہدایت کرتا ہی - غرض کہ باوجود ایسے عمدہ نبی
علیہ التحیۃ والسلام کی آنی + اور اسی بیضا شریعت کی پہنچنی کی پہر حضرت انسان کی قدیمہ عادت نگئی
آنحضرت ؑ کی احکام کو کبہی اس بہانہ سی نہین مانتی کہ دنیا اور چیز ہی اور دین اور چیز ہی جب ہم دنیا
مین پیدا ہوئی تو مطابق اہل دنیا ہمکو سب کام کرنے چاہئین اور کبہی اخبار نبی کو جو متعلق بعالم
عقبی ہین اس جہان پر قیاس کرکے (جو قیاس مع الفارق ہی) انکار کرتے ہین اور کسی وقت
معجزات عظمی کا انکار صرف اس خیال سے کرتے ہین کہ قانون قدرت کی خلاف ہی اور خداوند قانون
قدرت کی خلاف نہین کرسکتا - معلوم نہین کہ ان حضرات کی قانون قدرت سی کیا مراد ہے
کیا قانون قدرت یہی ہے کہ بارش وقت پر ہوتی ہے اور ہوا اس انداز پر چلتی ہے اور جاندار چیز
بغیر باپ کی پیدا نہین ہوتی - اگر یہی ہے تو اسکی خلاف ہم اکثر دیکہتی ہین کہ بارشین بے وقت بہی
ہوتی ہین اور ہوائین انداز سے زیادہ چلتی ہین اور ہزارہا جاندار اور ذی روح چیزین بغیر
ماں باپ کی پیدا ہوتی ہین مینی کئی ایک لوگون سے (جو ایسی باتون کی قایل ہین) بارہا پوچہا

کہ قانون قدرت سے آپکی کیا غرض ہے آجتک کوئی جواب شافی نہ دی سکا۔

اس تمہید سے مقصود یہہ ہے کہ تصانیف احمدیہ مین جو بعض اصول و احکام اسلام پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے وہ اسی قسم سے ہے اور اسکی بنا ان ہی حجابات و خیالات و توہمات پر ہے مینے آپکی تفسیر قران جلد اول کو دیکہا اسمین پیغمبرون کی اعلی اعلی معجزون کو رد کیا ہے اس خیال سے کہ قانون قدرت کی خلاف ہین تاویلات و تسویلات رکیکہ سے اپنے خیالات کی مطابق کیا اس تفسیر کی جواب مین بہت کتابین چہپین میرے نظر مین سوائے رسالہ اشاعۃ السنہ کی کوئی اور نہین گذرا تہوڑی عرصہ کی بعد دوسری جلد بہی چہپکر پہونچی۔ اوسمین مسیح ؑ کی ولادت کی نسبت صریح صریح لکہدیا گیا کہ مسیح نطفہ یوسف سے پیدا ہوا ہے بموجب اس قاعدی کی کہ۔ کسی کی بات کو جبتک کہ اوسکی تحقیق نکرلین جہوٹہہ نہ کہدینا چاہیئے۔ مینے اس مسئلہ پر غور کی۔ اور شوق ہوا کہ رسالہ اشاعۃ السنہ مین دیکہنا چاہیئے چنانچہ رسالہ اشاعۃ السنہ اسوقت میرے سامنے رکہا ہوا ہے۔ مینے ہر ایک بات کو نہایت غور اور تعمق سے دیکہا ہے۔ میرا اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر جان کر بلا رو و رعایت احدے بنظر انصاف یہہ کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین جناب اشاعۃ السنہ نے نہایت عمدہ لکہا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ چودہوین صدی مین یہہ مسئلہ ایسا نازک نکلا ہے کہ جسکی سبب سے عوام اور خواص کے دلون مین کیا مسلمان اور کیا عیسائی تہلکہ پڑہ گیا ہے۔ اور کیون تہلکہ نہ پڑے یہہ مسئلہ کل کتب الہامی کے مخالف ہے اور اگر ہم تنزلاً اس بات کو مان بہی لین کہ قانون قدرت کی خلاف نہین ہوا کرتا اور پہر اگر کتب الہامیہ مین کوئی امر یا معجزہ خلاف قانون مسلمہ ہماری کی پایا جاوے خصوصاً جب قران بہی ناطق ہو اور ہم اپنے خیالات کے مطابق اوسکو اولٹا دینگے ہم کیا مصداق اس آیت کی ہونگے افرایت من اتخذ الٰهه هواه اور بیشک قران ہادی نہ رہیگا۔ قطع نظر ازین اگر معجزہ بہی عادی امور ہوتے تو کفار کا انکار بیجا تہا کیا اگر کوئی نبی کہے کہ مین خواب مین آسمانون پر سے سیر کر آیا ہون تو اوسکو کون جہوٹہا کہیگا سب جانتے ہین کہ خواب مین ہر ایک آدمی سیر ایسا کرسکتا ہے وقس کل المعجزات علی ذالك فی الجملہ مسیح ؑ کی پیدائش جسکی

صفحہ ۱۶۴ سے اخیر تک لائق ملاحظہ گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد چہارم

بابت رجب ۱۲۹۹ھ مطابق جون ۱۸۸۲ء

ضمیمہ متضمن مسایل محدثین اہل السنۃ

جو پیشتر شایع ہو چکا ہے

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات	مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ بابت رسالہ	قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ
درجہ	مرتبہ			
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ/	۴
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لاہریو سوسائیٹیہا	عہ/	۲
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	۳	۱ع۴
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھیں اور رسالانہ پیشگی داخل کرین	۲	۱۲
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین -	ثواب آخرت	دعاء خیر

یہ ضمیمہ رسالہ سی علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا - اسکی وجہ یہہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سی مطلب برآری ناظرین ممکن نہین ہے اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے -

جنکی نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچی وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینی سے قیمت ولحب الاداء التصور فرمادین جس مہینی کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کرین - خط وکتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سی ہونا ضرور ہی اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہی *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ -

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

معذرت

جون سے اس مہینے اکتوبر تک رسالہ اشاعۃ السنہ کے نہ نکلنے کا سبب میری وہ بیماری ہوئی ہے جس سے مینے ضمیمہ نمبر ۵ کے خاتمہ مین اطلاع دی تھی - اور نیز لاہور مین عام وباء کا منتشر ہونا اور اُسمین میرے جملہ اہل وعیال اور ملازمون اور متعلقون کا مبتلا ہونا اور سب کاروبار کا بند رہنا اور کارندون کا معطل ہوجانا اسکا سبب ہوا ہے - ہمیر اور ہمارے رسالہ پر کیا حصر ہے لاہور کے اکثر کارخانون کا یہی حال رہا ہے - جو لوگ اخبار دن کا مطالعہ کرتے ہیں وہ میرے اس بیان پر خوب یقین کرینگے - اور جن کو اُڑتی پڑتی ملکی خبرین پہنچتی رہتی ہیں وہ بھی اسکی صحت میں شک نہ لائین گے - ومع ذلک مین بڑے ادب کے ساتھ اپنے رسالہ کے ناظرین وخریدارون کی خدمتمین معذرت کرتا ہون اور اس توقف کی معافی چاہتا ہون - آیندہ خدا نے چاہا اور توفیق واعانت کو شامل حال رکھا تو اس نقصان کا جبر ہو جائیگا پچھلے سبھی نمبرون کو پورا کردیا جاویگا ٭

شکریہ والتماس

جن حضرات ومعاونین نے میری التماس مندرجہ اپریل ۱۸۸۱ء کیطرف توجہ فرما کر زر باقیات ارسال فرمایا ہے اور اس حالت فترۃ مین اُسکی معاونت کا خیال رکھا مین اُنکا دل سے شکرگذار ہون اور بذکر مواضع اقامت اُن حضرات کے انکا شکریہ ادا کرتا ہون وہ مواضع یہہ ہین -

بسروپ - پیرکوٹ - پٹھانہ - پٹیالہ - جالندھر تحصیل - دہلی - دیرہ دون - دیرہ اسمٰعیلخان راولپنڈی - سیکا کل ضلع گنجام - عظیم آباد پٹنہ - علی پور - لودہیانہ - مظفرگڈہ - ہوشیار پور - ماسونکی اور جن بے پرواہون نے اس التماس کیطرف خیال نہین کیا نہ انکو رسالہ کی حالت فترہ پر رحم آیا نہ اُن کے خیال میں یہہ سمایا کہ چار پانچ مہینہ سے رسالہ بند ہے پس جو لوگ دہما یطرح

متواتر رسالہ پہنچنے پر قیمت نہ بھیجتے تھے وہ اب رسالہ نہ پہنچنے پر کب بھیجتے ہونگے اور مصارف کارخانہ کیونکر چلتے ہوں گے۔ کیا اونہوں نے رسالہ کو مسدود و موقوف ہوا سمجھ لیا تھا؟ اور زرباقیات کو غنیمت جان لیا تھا؟ اب وہ حضرات ترحم فرمادیں۔ ہم اُن سے پیشگی نہیں مانگتے وہ جون ۱۸ئہ تک بیباقی کردیں۔ آیندہ اس پرچہ سے سیری حاصل ہوگئی ہے تو پرچہ نہ لینے کا انکو اختیار حاصل ہے۔ پچھلے معاملہ کا تصفیہ تو انکو بہرحال بحکم شریعت وعرف واجبات سے ہے۔ اُن حضرات کے مواضع سکونت کا ذکر ضروری نہیں ہے ہر شخص اپنا حال اپنے صفحہ دل سے دیکھ سکتا ہے اور اگر انکا دل اُنکے خیال کا مظہر نہو تو وہی فہرست رسالہ ماہ اپریل باستثناء مواضع مذکورہ بالا اُنکی فہرست ہے +

مراسلہ

مجی مکرمی مولوی شمس الدین احمد صاحب سابق دیوان ریاست ٹونک حال ملازم ریاست جلیسور سلمہ اللہ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بجواب نیازنامہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۰ء اپنے عنایت نامہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۰ء مین وعدہ کیا تھا کہ بتدے قیمت سات نمبر اشاعت السنہ بذریعہ شیخ محی الدین صاحب کتب فروش لاہور ارسال کرینگے اس مقدار قلیل کی ہنڈوی دشوار ہے مگر اس وعدہ کا آج کی تاریخ تک کہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۱ء ہے ایفا نہوا۔ باوجودیکہ پرچہ اشاعت السنہ آج تک برابر باریاب خدمت ہوکر شرف اجابت پاتا رہا۔ اس اثنا مین کئی خطوط بنام نامی ارسال ہوئے اُن خطوط کا جواب بھی نہین ملا۔ معلوم نہین وہ خطوط جناب کو نہین پہنچے یا کسی اور عذر کے سبب جواب سے تقاعد ہوا۔ پس بخیال احتمال اول رقیمہ ہذا بذریعہ رسالہ عرض خدمت ہوا ہے کیونکہ رسالہ تو یقیناً خدمت مین پہنچتا اور ملاحظہ مین آتا ہے۔ اسلئے کہ جس روز سے رسالہ خدمت مین پہنچنے لگا ہے کبھی کوئی نمبر (رفیوزڈ یا انکلیمڈ ہوکر) واپس نہین آیا لہذا امید ہے کہ آپ بلاحظہ رقیمہ ہذا بتہ جو اخیر جون ۱۸۹۱ء تک بتفصیل معروض ذیل آپکے ذمہ واجب الادا ہین ارسال فرمادینگے اور دوبارہ اندراج اس رقعہ کی اس رسالہ یا کسی اور اخبار مین حاجت باقی

نہ رہنے دینگے - اور اگر اس ضمیمہ پر بھی آپکی توجہ نہوئی تو ناچار یہہ رقعہ نامی ومشہور اخبارون مین درج کرایا جائیگا - اور عامہ اہل اخبار کو جو اکثر وصولی قیمت کے شاکی رہتے ہین وصول زر کا ڈہنگ بتایا جائیگا - والسلام مع الاکرام *

تفصیل

بابت جون لغایت دسمبر ۷۹ء سالتمام ۸۰ء جنوری لغایت جون ۸۱ء ضمیمجات ششماہی ۸۱ء ۱۲ر

نمقہ ابو سعید محمد حسین - لاہور محلہ مسجد منہہ -

نوٹس

یہی معاملہ جواب خطوط نہ دینے کا اور قیمت ادا نکرنیکا بعضے اور صاحبون سے بھی سرزد ہو رہا ہے اُنکے ساتہہ بھی بالآخر یہی معاملہ ہوگا مناسب ہے کہ اس سے پہلے وہ اپنا تصفیہ کرلین - ورنہ ہمارے اس طریق مراسلہ ومطالبہ زر کو شکایت نہ سمجہین -

جواب شکایت دوستے

ایک معزز دوست نے مقام ملتائی ضلع بیتول سے اشتہار کتاب **مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین** کی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۴ کیساتہہ شائع ہونے پر یہہ شکایت تحریر کی ہے کہ اُنہون نے کتاب کو ملاحظہ کیا تو مضمون اشتہار کو مطالب کتاب سے مطابق نہ پایا - لہذا ایسے اشتہار کا ایسے مستند رسالہ اشاعۃ السنہ مین درج ہونا مناسب نتھا مین اس دلی دوست کی اس شکایت کی قدر کرتا ہون اور اُسکو قدردانی اشاعۃ السنہ کی دلیل سمجہتا ہون - مگر مین اشاعۃ السنہ کو اس شکایت کا مورد نہین سمجہتا - نہ وہ اشتہار اشاعۃ السنہ مین درج ہوا نہ اسپر اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کچہہ اپنی طرف سے لکہا - وہ اشتہار بفرمایش مولف علیحدہ چہپا - اشاعۃ السنہ کے ساتہہ صرف تقسیم ہوا اور شیوع پایا یہہ اور یہہ عام قاعدہ ہے کہ بڑے بڑے مشہور ومعتبر اخبار ورسایل مین بہت سی تجارتی چیزون کے اشتہارات درج ہوتے ہین پہر وہ اڈیٹر کیطرف سے نہین سمجہے جاتے ہین اور نہ اڈیٹر اُنکے ذمہ وار ہوتے ہین -

ہمنے تو اس اشتہار کو درج رسالہ بھی نہین کیا صرف رسالہ کے ساتھہ شایع کیا ہے پھر ہمارا رسالہ اس شکایت کا محل کیونکر ہوسکتا ہے ۔

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کے چھپنے مین مہتمم مطبع کی بعض مجبوریون کے سبب توقف ہوگیا ہے اب مہتمم مطبع نے بتاکید وعدہ دیا ہے کہ حصہ سیوم کو بہت جلد چھاپ کر تیار کرتا ہون پس ناظرین وخریداران اصطبار فرماوین اور عفو کو کام مین لاوین ۔

خاکسار غلام احمد ۔ از قادیان ۔ ضلع گورداسپور

اشتہار

مولفین رسایل وکتب دین وغیرہ علوم کو واضح ہو کہ ان دنون ایک کتاب مسمی بنام النوایج تالیف جناب منشی حسین علی صاحب فرحت دہلوی (جو خاندان ابو الفضل وفیضی سے ہین) لاہور مین چھپکر تیار ہوئی ہے ۔ اس کتاب مین ایک سے دو ہزار اعداد تک کے جملے وتاریخی مادے اس کثرت سے موجود ہین کہ بنظر اسکے اس کتاب کو تاریخی مادون کا خزانہ کہا جاسکتا ہے ۔ مولف عالی ہمت نے اس کتاب مین وہ کام کیا ہے جسکو لوگ بڑی مشکل سمجھتے اور اسمین تاریخین بنانیکے وقت ہاتف غیبی سے مدد لیتے ۔ مولف نے عالم غیب کو شاہد بنادیا اور اس مشکل کو آسان کردیا ۔ قیمت کتاب (عـہ) محصول ڈاک (۴ر) جو صاحب طالب و شایق ہون وہ بارسال قیمت میان نثار علی صاحب شہرت اڈیٹر اخبار انجمن پنجاب لاہور ۔ یا الٰہی بخش کتب فروش لاہور بازار کشمیری سے درخواست کرین +

اشتہار

جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ لکھدیا کہ نبوت خدا کی طرف سے مقرر نہین ہوتی اور نہ خدا کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (نعوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا خیال ہوتا ہے جیسے جنون کو

بندہ سجاتا ہے معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل نبوت ہو نہین بہت سی گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ کیواسطے جو دریا کا پانی جدا ہو گیا تھا اُسکو مدّ و جزر بتایا معجزہ سے انکار کیا۔ ملک کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت ہو یقین کرنیکے قابل نہین۔ احادیث صحیح کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجھلیا اور رسول اللہ کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجھی فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے بھوت چیلون کیطرح منڈلاتے پھرتے ہین۔ حورون کو اس ملک کی کھوسنون سے تشبیہ دی جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اسکو بیہودگی بتایا۔ چنانچہ سب تیسر بحث سید احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین۔ اور یہہ مضامین اُردو مین چھاپکر شائع کرنے شروع کئے اور لوگون نے اُن مضامین کو نہایت عجیب سمجھکر بہت شوق سے دیکھنا شروع کیا اور اس قسم کی کتابین گران قیمت ہاتھون ہاتھ بکنی شروع ہوئین اور اُنکے دیکھنے سے عوام کے اعتقاد مین خرابی آنے لگی۔ اور خدانخواستہ مذہب اسلام مین فتنہ عظیم پیدا ہونیکا خوف ہوا پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبتہً للہ اس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے کمر ہمت باندہی ہے اور نیچریون کی ردّ مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سے عہ رؤسا و امرا سے عہ عام شایقین سے ھ مع محصولڈاک مقرر کی گئی ہے۔ یہہ پرچہ یکم ماہ شعبان سے جاری ہوا ہے برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجھکر اس کار خیر مین ہماری مدد کرین تاکہ اُسکے مصارف کے مشکلات اُسکے اجرائے کے مانع نہون اور اُنکی مدد صرف اسقدر کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین ہر قسم کی تحریر پیڈ اور کاغذ زر رجسٹری شدہ بنام مالک مطبع آنا چاہیئن جو حضرات مضامین سے امداد فرمائینگے ایک پرچہ مفت پائینگے +

العبد محمد امجد علی مالک اخبار عظیم مراد آباد

اڈیٹر لکھتا ہے

اِس رسالہ کے دو نمبر بابت شعبان و رمضان ۱۳۰۹ھ میری نظر سے گزرے ہین مُولف رسالہ نے جزاہ اللہ خیرا) تحریر و بیان مین ایسا اختصار و ایجاز مدنظر رکھا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے و مع ذلک جس مضمون سے تعرض کیا ہے اُسمین الزام مخاطب کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے - اِس کمال معنوی پر اسکا حسن صوری اور ہی جلوہ دکھا رہا ہے اور حلیہ خط زیبا اور طبع مصفا زیب و زینت دوبالا کر رہا ہے - تسپر معاوضہ بروئے نمائی قلیل ہے - شایقو دوڑو اور اِس یوسف کے خریدارون مین داخل ہوکر باین الفاظ خدا کا شکر ادا کرو ۵ جمادی چند دادم جان خریدم - بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

رسالہ نیچر خوبی پر

ریویو

یہہ رسالہ میری ایک عزیز دوست ڈاکٹر خوب داد خان کی تالیف ھی اسمین مولف نے نیچر (یعنی مخلوقات) کے صنایع و بدایع کو اِس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بے اختیار وجود خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اور اِس بیان سے امام غزالی کے اُس قول کو تصدیق کیا ہے جو اُنکے رسالہ منقذ من الضلال سے اشاعت السنہ نمبر ۵ جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ مین منقول ہوا ہے کہ حکماء طبعیین نے عالم طبعیت اور عجائبات حیوانات و نباتات مین (جو منجملہ نیچر ہین) بحث کی اور علم تشریح اعضاء حیوانات کو ٹٹولا اور اسمین خدا کے عجائب صنائع کو دیکھا تو انکو ناچار خداوند عالم کے وجود کا قایل ہونا پڑا - اور اِس تشریح او عجائبات منافع اعضاء مین جو کوئی غور کریگا اُسکو ضرور علم بوجود خالق حاصل ہوگا -

مین اِس رسالہ کو بدل پسند کرتا ہون اور اہل شوق کو اُسکی خریداری کی رغبت دلاتا ہون اسکی قیمت معہ محصولڈاک (۲ ر) مقرر ہوئی ہے اور مواضع فروخت مقامات ذیل ہین -

(۱) دہلی بازار فتحپوری - دوکان شیخ نور الہی سوداگر ادویات انگریزی -

(۴) دہلی چتلی قبر۔ دوکان ڈاکٹر غفار داد خان۔

(۵) رانی کھیت کسریٹ۔ مقام سکونت مولف سلمہ اللہ۔

مناظرات مذہبی

پر

مناسب رائے

لایق توجہ گورنمنٹ وارکین ہر مذہب وملت

[جو درحقیقت بحث ومناظرہ تقریری وتحریری کے لیے ایک دستورالعمل وقانون امن ہے اور اس سے عموماً مباحثات تحریری وتقریری مختلف فرقہ ہا اہل اسلام۔ ہنود۔ نصاری وغیرہ مذاہب پر ہر منصف مزاج کو رائی لگانیکا موقع ملسکتا ہے کہ ازانجملہ کونسا مباحثہ مبنی برانصاف ومثمر خیر ہے اور کونسا مجادلہ مبنی براعتساف ومنجر بفساد وشر ہے]

مناظرہ اصطلاح علما فن مین اس بحث وگفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب وتحقیق حق کے نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق وباطل وصواب وخطا مختلف آرا کے تحقیق وتمیز کے لیے عمدہ ذریعہ ہے۔ یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتون کے صواب وخطا کا انکشاف نہوتا۔ مگر افسوس ایک مدت دراز سے مختلف فرقہ ہا اہل اسلام وغیرہ اہل ملل ونحل سے وجود مناظرہ عنقا صفت ہوگیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سے عبارت ہے) یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض ومنفعت کے شور وشغب کرنیکا نام ہے) اکثر لوگون مین مروج ودستورالعمل ہو رہا ہے ؎ پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست۔ پہر اس مجادلہ یا مکابرہ مین بھی تہذیب وانصاف سے کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ بے تہذیبی وناانصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے اسکے **مناظرے** (جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہین) **دو قسم** ہوتے ہین۔

قسم اول مناظرات تقریری قسم دوم مناظرات تحریری -
قسم اول کا بعینہ وہی حال ہوتا ہے جو درندوں (تعیین جنس و نام سے لحاظ آتا ہی) کی لڑائی میں دکھائی دیتا ہے - جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے ایک دوسرے کو تیوڑی چڑہا کر تیز نگاہ سے دیکھتا ہے پہر تھوڑی تھوڑی گونجتی ہوئی آواز نتھنون سے نکلتی ہے - پہر تھوڑا سا جبڑا کھلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہین - پہر حلق سے آواز آنے لگتی ہے - پہر دو باچھین چڑہ جاتی ہیں اور دانت باہر نکل آتے ہیں اور موںہہ سے جھاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتہہ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اُسکی ٹانگ اُسکو مونہہ مین اور اسکا ہاتہہ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پہاڑا اور اُس نے اسکو پچھاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دُم دبا کر بھاگا -
یہی حال ان بے انصاف و غیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکا دل دکھائے کہدیتا ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اُسکے ذمہ لگاتا ہے - پہر وہ جواب مین کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو - وہ جواب دیتا ہے تم کافر ہو تم مسایل دین کو کیا سمجھا نو - پہر دونون فریق کی نگاہیں بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑہ جاتی ہین باچھین چڑہ جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین موںہہ سے تہوک اوڑنے اور جھاگ نکلنے لگتی ہے سانس چڑہ جاتا ہے چیخ و چلاہٹ شروع ہو جاتی ہے - آستینین چڑہا کر ہاتہہ پہیلا کر ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑہی اسکے ہاتھ مین اور اُسکی گردن اُسکی بغل مین - اسکا جوتا اوسکے سر پر اور اسکا مکہ اسکے موںہہ پر خوب سر پہٹول ہوتی ہے - آخر کمزور آدمی پٹ کر کپڑے جہاڑتا سر کے بال سنوارتا ہوا گھر کی راہ لیتا ہے - اور اگر اس مجلس مین کوئی عقلمند ہوا ہوا اور مار پیٹ کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے - پہر مار پیٹ کی کچہری عدالت مین نکالی جاتی ہے اُس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کر دی اُس نے اُسپر

ازالہ حیثیت عرفی کی عرضی دی - آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوئی
ہے یا مچلکہ و ضمانت دیکر خلاصی ہوئی ہے اور اگر کسی دوراندیش کے کہنے سُننے سے
نالش رُک گئی تو اُسکی کسر تحریرات و اخبارات کے ذریعے نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا
فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز و فرار کا اشتہار دیکر یہہ فتوی لگاتا ہے
کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے اور اسکے ساتھ کہانے
پینے ملنے بیٹھنے کا برتاؤ و معاملہ کوئی نرکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جائیگا
اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا - اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون و اشتہارون کے
ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز و فرار و کفر و ارتداد کی تشہیر کرتا ہے اور اُسکی نسبت جو
نہ کہنا ہو سو کہتا ہے - الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
ہوتا -

اسکا سبب و اصل اصول یہی ہے کہ پہلے ہی سے ہر ایک فریق کو اپنے
مخالف کا ذلیل کرنا منظور رہتا ہے - اور جلسہ مناظرہ اُسی غرض و تقریب سے
منعقد کیا جاتا ہے - حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسرے کی غلطی
بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پھر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف
مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے متہور پہلوانون سے کب ممکن ہے
لہذا جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے -

یہ باتین بنیے فرضی و احتمالی نہین کہین بلکہ واقعی و یقینی بیان کی ہین جو اپنی
آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین -

لاہور - امرتسر - بٹالہ - وزیرآباد - مانگٹی والہ بھیرہ خوشاب - لودھیانہ -
دہلی - کوٹلی لوہاران - پیلی بھیت - آرہ - وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات
مین ان باتون کا وقوع ہوا - کہین مارپیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

تصدیق قول مصنف (ص ۱۵۱) مقام بٹالہ میں جب ... دوسرے کا بیان ... ہوگا اور ... دوسرے کو ... ہوگا - صفحہ ... السعد ... ہوگا -

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون و اشتہارون مین خاک اوڑہی۔ اور سب وشتم وطعن وتوہین سے تو کوئی مجلس خالی نہین گزری۔ میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تو مین بتفصیل حالات مناظرہ ہر ایک مقام کی اوسکی تسلی کر دونگا۔

ان مناظرات کا یہ حال دیکھکر مین نے سالہا سال سے اُنکی مجالس عامہ مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی برطبق مثل مشہور (تو مان نمان مین تیرا مہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی یمن و برکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد مجادلہ ہوتا ہے) وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس معدن شر وفساد کے روکنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق الخ و قل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع مین آہی جاوے تو جس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع ہونے پاوے۔ مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے اون شروط کی پابندی اونکو کچہہ نکرنے دے۔ وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین۔

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا سنہ ۱۸۷۶ء مین بمقام وزیرآباد۔ و مئی و جون سنہ ۱۸۸۶ء مین بمقام کاٹہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۶ مئی و ۲ جون سنہ ۱۸۸۶ء مین مندرج ہے) اور اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء مین مرقوم ہے) اور اپریل سنہ ۱۸۸۶ء مین بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی۔ چنانچہ اشاعت السنہ نمبر ۴ جلد ۳ مین منقول ہے۔ آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض و بیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اون شروط کو غور کی نگاہون سے دیکہین پہر اونکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دین۔

وہ شروط یہ ہین

الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور و فساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا۔

ب اس مجلس عام کی حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو تقہ نہین نہ عزت کا خوف رکہتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے اس جلسہ مین شامل نہونے پاوین۔

ج فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت والزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پہر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

د کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل ندے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

ہ کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

و جو کچھ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوے پہر تقریر مین اور تا اختتام کلام ایک فریق کے دوسرا شخص لب نہ ہلاوے۔

ز اثناء گفتگو مین مبحث مقصود سے خروج نہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کرلیا جاوے۔

ح مسائل بحوثہ مقرر کئے جاوین۔ پہر قبل اختتام بحث اون مسائل کے فریقین دوسری طرف نہ جاوین۔

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو تحریرات طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین۔ پہر جو منصف صاحب بحث روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین۔

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو۔ اور یہہ بات بطور اقرارنامہ فریقین سے لکھوائی جاوے۔

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو معوذتین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا۔ اور بعض جگہہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد نہونے پایا۔ اگرچہ بعد اختتام مناظرہ خصوم ناانصاف نے بذریعہ تحریرات و اشتہارات اپنا آخری کام کرلیا۔ اصلی واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو بہگایا اور پہلی حالت سے ہٹایا اسی نظر سے مین ایسے مناظرات کے نہونے کو ہونے پر (اگرچہ بپابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون۔ اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان بپابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل و انجام کار بہتر سمجہتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے میری طلبی ہوتی ہے اعراض و انکار کرجاتا ہون۔

میرے بزعم خود دشمن و نادان دوست میرے اس اعراض و انکار کو گریز و فرار و پست ہمتی و بزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل و انجام کار اس

اعراض وانکار کو بڑی خوشی وافتخار سے اپنا شعار سمجھتا ہون - اور ایک بار نہین ہزار بار کہتا ہون کہ مین ایسے مناظرون سے ہمیشہ کے لئے انکاری ہون - میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پہیلاوین اور مجھے کبھی کسی مناظرہ مین نہ بلاوین - ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات ہون - یعنے دوستانہ بحث وگفتگو بغرض اظہار صواب وتحقیق ہو - فریقین اپنی غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق ومحبت وانسانیت سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بہی ایسے ہون جنمین باہم سابق کینہ وعداوت وبداخلاقی ونفسانیت نپائی جاوے - بلکہ حسن خلقی ونیک نیتی سے اونکی شہرت ہے - اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا بہی وہان مرکوز خاطر نہو - دوچار دوست باہم ملکر بیٹھین اور نہایت متانت وشائستگی سے گفتگو کرین - جب ایک دوسرے کے جواب وخلاف مین کچہہ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو تعبیر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت ونفسانیت کی بو نہ آوے **مثلاً** یون کہے کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا - آپ اس مدعا کو دوبارہ ادا کرین - اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے نسمجہنے سے مجھے مانع ہوئے ہین حل کردین - **یا یون** کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی ونیک نیتی پر مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین عذر ہے - اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کری - پہر جب دیکھے کہ مخاطب ہماری بات نہین سمجہتا - یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجہہ مین نہین آتا تو اس گفتگو کو دوسرے وقت پر موقوف ومعلق کردے اس پیرایہ وعذر سے کہ اس وقت ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجہنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے - اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق ومدلل دوسری کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکہائے۔
قسم دوم (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بہی ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انمین سر پہٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب وشتم وطعن وتوہین وفتوون اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے۔ اُن سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت وقباحت پر دلیل سے مجہے اس مقام مین بحث نہین میری بحث دو امر سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا میرا مقصود ہے۔

امر اوّل یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون واکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور سبّ وتوہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال وعلم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے۔ اور مذاہب کے نقل وبیان سے توہین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون۔ مذہب اسلام کے ہدایت ونصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے مت گالی دو انکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کروگے) تو یہہ ازراہ تعدی خدا کو گالیان دینگے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)

اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرے گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے لوگون نے کہا یارسول اللہ صلعم ماں باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے۔ فرمایا یہہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے وہ

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یارسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ رواہ البخاری صفحہ ۸۸۳ فی صحیحہ

اسکی ماں کو گالی دیتا ہے

یہہ آیہ خدا تعالے نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ "تونے قرآن لوگون سے سیکہا ہے" ذکر کرنے کے بعد فرمائی ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکے اس قول کو سنکر اسکے بدلے ومقابلہ مین انکے معبودون کو برا نکہین۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسکے بدلہ مین خدا کو برا کہنے لگ جاوین۔ اسمین ہمارے عین مقصود اور مبحوث عنہ کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث ومناظرہ مین خصم جہالت ونفسانیت اختیار کرے تو اوسکے جواب مین تم جہالت اختیار نکرو بلکہ درگذر کرکے اعراض کر جاؤ۔ چنانچہ دوسری آیات مین ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن لغویات کسی سے سنتے ہین تو اس سے منہ پہیر لیتے ہین اور کہتے ہین ہمارے لئے ہمارے اعمال تمہارے لئے تمہارے۔ اور فرمایا جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہین تو وہ سلام کہکر پیچہا چھوڑاتے ہین۔ اور فرمایا جب وہ بیہودہ مجالس سے گذرتے ہین تو انسے بچکر نکل جاتے ہین۔

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم - قصص ۶
واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما
واذا مروا باللغو مروا كراما - فرقان ۶

یہ معنے آیت کے جو ہمارے خیال مین آئے ہین بعینہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمائے ہین چنانچہ کہا ہے۔ "اعلم ان هذا الكلام ايضا متعلق بقولهم للرسول انما جمعت هذا القرآن من مدارسة الناس ومذاكرتهم فانه لا يبعد ان بعض المسلمين اذا سمعوا ذلك الكلام من الكفار غضبوا وشتموا آلهتهم على سبيل المعارضة فنهى الله تعالى عن هذا العمل لانك متى شتمت آلهتهم غضبوا فربما ذكروا الله تعالى بما لا ينبغي من القول فلاجل الاحتراز عن هذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلك المقال - وبالجملة فهو تنبيه على ان خصمك اذا شافهك بجهل وسفاهة لم يجز لك ان تقدم على مشافهته بما يجري مجرى كلامه فان ذلك يوجب فتح باب المشاتمة والسفاهة وذلك لا يليق بالعقلاء —

اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکی اعادہ وتکرار کی حاجت نہین ہے۔ اور **تفسیر کبیر ومعالم** وغیرہ مین یہہ بہی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تب اس آیتہ کا نزول ہوا۔ اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت انکم و

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قال المشرکون یا محمد لتنتہین عن سب آلہتنا اولنہجون ربک فنہاہم اللہ تعالی ان یسبوا اوثانہم۔ وقال قتادہ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنہاہم اللہ عز وجل عن ذلک لئلا یسبوا اللہ فانہم قوم جہلۃ ۔۔۔ فلما نزلت ہذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب آلہتہم۔ وظاہر الآیۃ وان کان نہیا عن سب الاصنام فحقیقتہ النہی عن سب اللہ تعالی لانہ سبب الی ذلک

ماتعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے۔ پس خدا تعالی نے انکے معبودون کو برا کہنے سے منع کر دیا۔ قتادہ (تابعی) نے کہا ہے۔ مسلمان بتون کو برا کہتے تہے۔ تب خدا تعالی نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین اسلئے کہ وہ جاہل قوم ہے (اسکے بعد معالم مین وفات ابو طالب کا قصہ نقل کر کے جس مین اسی قسم کا بیان ہے۔ پہر فرمایا) جب یہ آیتہ ممانعت دشنام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیتہ مین اگرچہ ظاہر بتون کے برا کہنے سے ممانعت ہے مگر درحقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اس لئے کہ بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے۔

مجدد العصر مشتہر العلم فی البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بہوپال لازال بالاقبال نے تفسیر **فتح البیان** مین فرمایا ہے کہ اس آیتہ کے معنے یہہ ہین ای محمد والمعنی لا تسب یا محمد آلہۃ کفار کے معبودون کو برا نہ کہہ یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

هؤلاء الكفار التي يدعونها من دون
الله فيتسبب عن ذلك سبهم لله
عدوا وتجاوزا عن الحق وجهلا
منهم وفي هذه الاية دليل على ان
الداعي الى الحق والناهي عن الباطل
اذا خشي ان يتسبب عن ذلك ما هو
اشد منه من انتهاك حرم ومخالفة
حق ووقوع في باطل اشد كان الترك
اولى بل واجبا + + + وقد ذهب
جمهور اهل العلم الى ان هذه الاية
محكمة ثابتة غير منسوخة وهي اصل
اصيل في سد الذرائع وقطع التطرق
الى الشبه + + + وعن ابن عباس قال
قالوا يا محمد صلعم لتنتهين عن سبك آلهتنا
او لنهجون ربك فنهاهم الله ان يسبوا
اوثانهم فيسبوا الله عدوا بغير علم
وقد ثبت في الصحيح ان رسول الله
صلعم قال ملعون من سب والديه
قالوا يا رسول الله وكيف يسب الرجل
والديه قال يسب ابا الرجل فيسب
اباه ويسب امه فيسب امه

ہوگا اس آیت مین اس بات پر دلیل ہے کہ
جو شخص لوگون کو حق کیطرف بلاوے اور
باطل سے ہٹاوے جب اسکو اس امر و نہی
کے سبب اس سے بڑھکر ہتک حرمت و
مخالفت حق و ارتکاب باطل کا خوف ہو تو
اسوقت امر و نہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب
ہے + + + جمہور اہل علم قائل ہین کہ یہہ آیت
محکم ہے منسوخ نہین - اور یہہ فساد کی ذریعون
کے روکنے اور شبہون کیطرف چلنے کو توڑنے
کے لئے عمدہ قانون ہے -

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ (مشرکون نے) کہا اے محمد تو ہمارے معبودون
کے برا کہنے سے باز آ نہین تو ہم تیرے خدا کو
برا کہینگے پس خدا نے انکے بتونکے برا کہنے سے
منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین - اور صحیح بخاری
مین ثابت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ملعون ہے
جو مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے کہا مان
باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہے فرمایا یہہ کسیکے
باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے باپ کو گالی دیتا
ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی
مان کو -

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہی اس پر کوئی یہہ شبہہ کرسکتا ہے کہ بتونکو

لقائل ان یقول ان شتم الاصنام من اصول الطاعات فکیف یحسن من اللہ تعالی ان ینہی عنہا والجواب ان ہذا الشتم وان کان طاعۃ الا انہ اذا وقع علی وجہ یستلزم وجود منکر عظیم وجب الاحتراز منہ والامر ہہنا کذلک لان ہذا الشتم کان یستلزم اقدامہم علی شتم اللہ وشتم رسولہ وعلی فتح باب السفاہۃ وعلی تنفیرہم عن قبول الدین وادخال الغیظ والغضب فی قلوبہم فلکونہ مستلزما لہذہ المنکرات وقع النہی عنہ + + + قال وہذہ الایۃ تدل علی ان الامر بالمعروف قد یقبح اذا ادی الی ارتکاب منکر والنہی عن المنکر یقبح اذا ادی الی زیادۃ منکر وغلبۃ الظن قائمۃ مقام العلم فی ہذا الباب وفیہ تادیب لمن یدعوا الی الدین لئلا یتشاغل بما لا فائدۃ لہ فی المطلوب لان

برا کہنا تو تابعداری کی جڑہ ہے پہر اس سے خداتعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ یہہ برا کہنا اگرچہ تابعداری کی بات ہی مگر جب تابعداری ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے بہت بری بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم ہے اور یہان یہی امر موجود ہے انکی بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے اور ان لوگونکو دین اسلام سی بہگانی اور انکے دلون مین غیظ و غضب پیدا کرنیکا موجب ہوتا ہے اسلئے خداتعالے نے اس سے منع کیا + + +

اور فرمایا ہے کہ اسی آیت سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ اچہی بات کا لوگون کو حکم دینا کبہی برا ہی ہوجاتا ہی۔ جب وہ اور برائیون کے ارتکاب کا موجب ہو۔ اور بری بات سے روکنا برا ہوجاتا ہے جب وہ زیادہ برائی کرنیکا باعث ہو۔ اور اس امر کے تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائمقام یقین

وصف الاوثان بانها جمادات لاتنفع ولا تضر یکفی فی انفاذ حجتها فلا حاجة مع ذالک الی شتمها

ہو سکتا ہے۔ اور اس آیۃ مین یہہ بھی ادب سکہایا ہے کہ واعظ یا مناظر کرنے والے کو چاہئے کہ بیفائدہ بات مین مصروف نہو بتون کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ پتہر ہین اور نفع و نقصان پر قادر نہین کافی ہے تو پہر انکو گالیان دینے کی کیا حاجت ہے۔

اِس آیت اور اِس حدیث سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اثناء مباحثہ و مناظرہ مین یا خارج از مباحثہ کسیکے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع مین وہ مبطل و گمراہ و براکہنے کے لائق ہی کیون نہو) ایسی حالت مین براکہنا کہ اسکے بدلہ مین خدا اور رسول کو براکہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے۔ اور وہ عین خدا اور رسول کو براکہنا ہے۔ جو جلب لعنت و غضب الہی کا موجب ہے۔ اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت مین کہین نہین دیکہا۔ اور کسی آیت یا حدیث مین نہین پایا کہ جس حالتمین کسی گمراہ یا معبود باطل کو براکہنے سے خدا و رسول کو براکہلانیکا خوف ہو تو اس حالت مین انکو براکہنا جائز ہے یا یہہ امر کسی ہادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے۔

جو لوگ اِس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہین اور غیر مذہب کے اکابر کو براکہنے اور اِسکے بدلے اپنے اکابر کو براکہلانے کو منجملہ طاعات عمر کی ایک بڑی طاعت جانتے ہین اور اِس امر کو جہاد لسانی خیال کرتے ہین اپنے اِس خیال پر بدلائل ذیل استدلال کرتے ہین۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافرون سے عین اثناء مباحثہ مین مخاطب ہو کر فرمایا۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودونکو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو۔

(۲) خدا تعالی نے خود کفار کے معبودون کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا ایندہن ہو۔

(۳) آنحضرت صلعم نے عین مقابلہ مین مشرکین کو بُرا کہلایا اور حسان بن ثابت کو شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد مین منبر رکہوا دیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہی۔

(۴) محدثین ہر عصر و طبقہ کی غیر ثقات لوگون کو برا کہتے چلے آئے ہین اور سخت الفاظ کذّاب و دجّال وغیرہ سے یاد کرتے رہے ہین۔ وقس علی ہذا۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ استدلالات انکے خیالات کی تائید سے قاصر ہین۔ بات جسمین ہماری انکی نزاع ہے یہہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت مین معبودون باطل یا اکابر انکو برا کہنے مین جانب مقابل سے خدا کو بُرا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالتمین انکو بُرا کہنا جائز ہے یا ناجایز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہین ہے کہ جنکے معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے بُرا کہا ہے اُنہون نے اسکے جواب مین خدا اور رسول کو بُرا کہا تہا یا اس بُرا کہنے کا اسوقت اندیشہ تھا۔ لہذا ان چارون دلیلون سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہین کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا نہین کہا گیا اور وہ بُرا کہنا اس اشد بُرائی کا سبب نہین ہوا۔

دلیل اوّل کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہی کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ مین خدا کو برا نہین کہا حضرت ابراہیم کی ذات سے اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نور نبوت و وحی الہی سے یہہ امر جان لیا تہا اور خدا کو بُرا کہلانے سے مامون ہوکر ان الفاظ سے انکا مقابلہ کیا تہا۔

دلیل دوئم۔ کا موقع اور شان نزول خود شاہدی (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سے منقول ہو چکا ہی) کہ اُنہون نے اسکے مقابلہ مین خدا کو بُرا نہ کہا

تہا بلکہ اسکے بدلہ مین برا کہنے کا ارادہ ظاہر کرکے آنحضرت کو صرف یہ سمکایا تہا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خدا کو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہے (لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جس نے برا کہنے والون اور بدلہ لینے والون کے مقابلہ مین اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا اس وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کی نازل ہوئی اور کفار کے مقابلہ مین پڑہے جانے کیوقت خدا کو اپنے برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکی مقابلہ مین برا نہ کہینگے۔

دلیل سوم - کا بہی موقع جود ناطق ہے کہ حضرت حسان رض کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہین ہے بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی سبیل بجز ہجو بمقابلہ ہجو کوئی نہ دیکہی تو حسان کو ہجو اور مذمت کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ سنتشہاد کرتے ہین اس بیان کی تصدیق کررہے ہین۔ ایک حدیث مین **صحیحین** کی وارد ہے کہ حسان رض آنحضرت کیطرف سے مدافعت وجوابدہی کرتا تہا۔ ایک حدیث مین ہے آنحضرت نے

عن عائشۃ انہ ای حسان کان ینافح (وفی روایۃ یذب) عن رسول اللہ صلعم۔ قال النبی صلعم یا حسان اجب عن رسول اللہ (وفی روایۃ عنی) اللہم ایدہ بروح القدس۔ وقال حسان هجوت محمدا فاجبت عنہ + وعند اللہ فی ذاک الجزا (صحیح بخاری صفحہ ۹۰۹ و صحیح مسلم صفحہ ۔۔)	حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (اے یار خدا) تو اسکے روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار مین جو حسان نے مشرکین کی ہجو مین پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود مین کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے مین اسکا جواب دیتا ہون

امام نووی نے **شرح مسلم** مین ان ہی الفاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہی علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکون کے کسی برا کہنے مین ابتدا کرنا مناسب نہین کیونکہ اسمین اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے - اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی تم

قال العلماء ینبغی ان لا یبدأ المشرکون بالسب والھجاء مخافة من سبھم الاسلام واھلہ قال اللہ تعالی ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - وتنزیہ المسلمین عن الفحش الا ان تدعوا الی ذالک ضرورة لابتداءھم بہ فتکف اذاھم ونحوہ کما فعل النبی صلعم - شرح مسلم صہ ۳۱

ان کو گالی نہ دو جنکو یہ لوگ خدا کی سوا پکارتے ہین پہر وہ خدا کو برا کہینگے - اور مسلمانون کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم ہے - مگر اس حالت مین کہ اسکی طرف ضرورت داعی ہو مشرکون نے ابتدا کی ہو اسکے روکنے کے لئے مسلمانون کیطرف سے بہی ہجو ہو جیسے آنحضرت صلعم نے اس موقع پر کیا -

دلیل چہارم - کے موقع کو ہی مین اسکے مخالف نہین پاتا محدثین نے جن لوگونکو بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہی ان لوگون نے اسکے مقابلہ مین انکو یا انکی باپ دادا کو یا خدا و رسول کو برا نہین کہا - اور اگر کسی نے جرح کے مقابلہ مین تعصباً جرح کیا ہی تو اسکا پہلے جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تہا - جو لوگ اس فعل محدثین سے استدلال کرتے ہین انکا استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہی جبکہ وہ یہ ثابت کرین کہ جنکو محدثین نے برا کہا ہے انہون نے بجواب اسکی ان محدثین یا انکی باپ دادا کو برا کہا ہی - اور اس برا کہنے کا ان محدثین کو اولاً اندیشہ و علم ہو گیا تہا - ایسا ہی پہلے تین استدلالون مین اس امر کا بیان و اثبات ان پر واجب ہی -

بالجملہ جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکہا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہی انکی خیال کا کہین ثبوت نہین پایا اور کسیکے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا و رسول کے برا کہنے کا سبب ہو) جواز نہین دیکہا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہی اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین سے اسکا ثبوت دیا ہے وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

امر دوم اُن **مناظرات** تحریری مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہے)
یہہ ہے کہ انمین غالبًا اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سر تا پا الزام
و افحام مخاطب پایا جاتا ہے پہر اس الزام مین بھی شائستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہے
اصل متنازع فیہ کو چہوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہے جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق
نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کسینے کسیکو کہا کہ تمہاری ازار
ٹخنے سے نیچے ہے اسلئے تمہاری نماز نہین ہوتی ہے اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ
میان تمہاری باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تھے اُنمین گڑ کہان برابر تہا اور
اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت ہی حق سے درگذر کرکے ناحق باتون
مین الزام دیا جاتا ہے۔

ہمنے مانا کہ انکے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین اور مجادلہ مین اظہار حق و صواب مطلب
نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اس الزام مین بہی انصاف سے
درگذر کر جانا اور راستی و حق گوئی سے یک لخت علیحدہ ہونا تو کسی حالتمین جائز نہین
ہو جاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہے کہ الزام خصم کے لئے رات
کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جہوٹ کو سچ کر دکہانا جائز ہے۔ حاشا و کلا ہرگز
نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص کو
کسی امر مین الزام ہی دینا ہو تو اسمین سر رشتہ راست بازی اور حق گوئی کو ہاتہہ سے نہ جانے دیا جائے

مگر مشکل یہہ ہے کہ غالبًا جو بات کوئی اپنے خصم کے الزام کے لئے کہتا ہے اپنے خیال و اعتقاد
مین اسکو حق سمجہتا ہے۔ اور اسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہے گو واقع
مین وُہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون عام پسند اور عام فہم بیان کرنا
ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگون کو حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن نہیں ہوا اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلان امر جسمین ہمنی اپنی خصم کو الزام دیا ہے حق نہین ہے۔

وہ **قانون** عام جسکو کسی مذہب وملت سی خصوصیت نہین یہہ ہے کہ مسائل ہر مذہب وملت کی غالباً **تین قسم** ہوتے ہین۔ **قسم اول** وہ مسائل جو بانی مذہب سے صریح وصاف طور پر سرزد ہوئی ہون او شہرت وتواتر کے ساتھہ بانی مذہب سی ثابت ہون **قسم دویم** وہ مسائل صریح وصاف جو بنقل احاد یا شاذ ونادر لوگون کے بانی مذہب سے منقول ہون۔

قسم سویم وہ مسائل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئی ہون نہ بطور تواتر وشہرت اسے منقول ہون نہ بنقل احاد اس سے مروی ہون بلکہ وہ مسائل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کی اقوال یا افعال سے اپنی فہم وفکر واجتہاد سی استنباط کرلئی ہون۔ اور اپنے اس خیال سے کہ یہہ مسائل بانی مذہب کے مرضی وارادہ کی مطابق ہین بانی مذہب کیطرف منسوب کردئی ہون۔

ان اقسام سے قسم اول و دویم بے شک داخل مذہب ہین۔ اول یقیناً۔ دویم ظناً مگر قسم ثالث کو اصل مذہب بانی مذہب سمجہنا مسامحہ ومجازفہ ومغالطہ ہی۔ یہان ایک **قسم** اور ہے جو غیرون کے نزدیک مذہب مین داخل وشامل سمجہا جاتا ہی مگر اصل مذہب کے حامیون کے نزدیک وہ داخل مذہب نہین ہوتا۔ وہ مسائل موضوعہ ہر مذہب وملت کے ہین جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلا سند قول بانی مذہب گہڑ لیتے ہین اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہین۔ مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی وجعلی سمجہکر مذہب سے خارج کر دیتے ہین **ان اقسام** کے مذہب اسلام کے سوا اور مذہب مین موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام مین گنجائش نہین دیکہتے دین و مذہب **اسلام** مین انکی موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہین۔

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین - بر این فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبی احکام سہ قسم میباشند یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام ابحنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ در ام و مختصر مزنی مسطور است دیگر نوادر مذہب آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب وی یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقانیات و ہارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن - سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوات و التسلیمات مراتب ثلثہ واقع است - ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری است - و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و بہر مرتبہ حکمی نہد

ومنہا ای من مسائل ضلت فی بوادیہا الافہام وزلت الاقدام وطغت الاقلام الی وجدت بعضہم یزعم ان جمیع ما یوجد فی ہذہ الشروح الطویلۃ وکتب الفتاوی الضخمۃ ہو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ ولا یفرق بین القول المخرج وبین ما ہو قول فی الحقیقۃ ولا یحصل معنی قولہم علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا ولا تمیز بین قولہم قال ابو حنیفۃ کذا وبین قولہم جواب المسئلۃ علی مذہب ابی حنیفۃ وعلی اصل ابی حنیفۃ کذا - ولا یصیغی الی ما قالہ المحققون من الحنفیین کابن الہمام وابن النجیم فی مسئلۃ العشر فی العشر ومسئلۃ اشتراط

اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین کہ منجملہ ان مسائل کے جنمین لوگونکی فہم بہک رہی ہین اور پاؤن پھسل گئے ہین اور قلم چل نکلے ہین یہہ ہی کہ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ جو مسائل لنبی لنبی شرحون اور موٹی موٹی فتادون مین ہین یہہ سب امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہین اور وہ لوگ اصلی و مستنبط (قول سے نکالی ہوئے) قول مین فرق نہین کرتے - اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلان مسئلہ کرخی کی تخریج ہے - اور فلان طحاوی کی تخریج ہی معنی نہین سمجھتے - اور وہ اس قول مین کہ فلان مسئلہ ابو حنیفہ نی کہا ہی و فلان مسئلہ ابو حنیفہ کی مذہب یا اصول پر ہے تمیز نہین کرتی اور وہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن نجیم) کی اس بات کو نہین سنتے جو انہون نے کہہ رکہی ہین کہ مسئلہ دہ در دہ

البعد من الماء میلا فی التیمم وامثالهما ان ذالک من تخریجات الاصحاب ولیس مذهبا فی الحقیقة - (حجۃ اللہ صـ ۱۶۵)

اور تیمم مین ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونی کی شرط اور اسکے نظائر لوگون کے تخریجات نکالی ہوئی باتین) ہین

اور امام شعرانے میزان کبری مین فرمایا ہی یہہ امر (یعنی پیروان امام کے قول کو قول امام سمجھنا) جو ہمنے ذکر کیا ہی اسمین بہت لوگ گر پڑے ہین

وهذا الامر الذی ذکرنا یقع فیه کثیر من الناس فاذا وجدوا عن اصحاب امام مسئلة جعلوها مذهبا لذلک الامام - وهو تهور فان مذهب الامام حقیقة هو ما قاله ولم یرجع عنه الی ان مات لا ما فهمه اصحابه من کلامه فقد لا یرضی الامام بذلک الامر الذی فهموه من کلامه ولا یقول به لو عرضوه علیه - فقد علم ان من عزی الی الامام کل ما فهمه من کلامه فهو جاهل بحقیقة المذاهب - (میزان کبری صـ ۷۳)

پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردون (یا تابعداروں) کا پاتے ہین تو اسکو امام کا مذہب قرار دیتے ہین ولیکن یہہ بیباکی ہی مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہی جو اسنے کہا ہوا اور اس سے تا دم مرگ رجوع نہ کیا ہو۔ نہ وہ جو اسکے مصاحبون نے اسکے کلام سے سمجھا ہی۔ ہو سکتا ہی کہ جو کچھ انہون نے سمجھا ہی وہ امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کیطرف اُس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجھا گیا سو وہ حقیقت مذاہب سے جاہل ہے

اور شیخ محمد حیات سندی نے رسالہ الایقاف علی سبب الاختلاف مین فرمایا ہی مذہب

ومذهب کل مجتهد ما قال ولم یرجع عنه +++ ولیس کل ما یستنبط رجل من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه وتارة یخالفه - ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة الی الائمة بانها اقوالهم او مذهبهم قطعا لانه

ہر امام کا وہی ہے جو اُسنے کہا ہو اور اس سے رجوع نہ کیا ہو +++

اور رجوبات اقوال امام سے نکالی جاوے وہ اسکا مذہب نہین ہو جاتا۔ بلکہ وہ کبھی موافق مذہب کی کبھی مخالف اور یہہ لائق نہین ہے کہ جو امامون کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہین وہ یقیناً امام

یحتمل انھا لو عرضت علیھم قبلوا اشیاء منھا وردوا اشیاء - وھذا کما لاینسب ما استنبط المجتھدون من اقوال النبی صلعم علی انھا اقوالہ ویحتمل کونھا شریعتہ الذی ظھر لھذا القاصر ان معظم المسائل المذکورۃ فی اصول الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ وذلک ان یظہر مثلاً بعض اتباع الائمۃ فی مسائلھم فیجد کثیرا منھا راجعۃ الی اصل واحد فیجعل ذلک الاصل قاعدۃ لھا ولامثالھا

(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکی مذہب قرار پاوین احتمال ہے کہ وہ قول امام کے سامنے پیش کیجاتی تو بعض کو امام قبول فرماتی اور بعض کو رد کردیتی اسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کی اقوال سے نکالے ہین وہ یقیناً آنحضرت کی اقوال نہین سمجھے جاتے بلکہ وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہے - تجھہ پر - واضح ہوا ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور مین ائمہ کے اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کی پیروان نے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھا تو اس قانون کو ان مسایل اور انکی نظایر کی لئے اصول قرار دیا -

اس **تفصیل** وشہادت سے تین قسم اول کا وجود دین اسلام ومذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہے رہا قسم چہارم جعلی ووضعی مسایل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے - ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر مذہب مین بہت سی بناوٹی باتین مل جل رہی ہین جو لوگون نے ازخود بنالیین ہین بانی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین **ان اقسام** کا مختلف مذاہب مین وجود مفہوم ناظرین وسامعین کے خیال مین آیا ہے تو اب **اصل قانون** الزام بیان کیا جاتا ہے سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات مین الزام دینا چاہے تو قسم اول اور دوم کے مسایل مین الزام دے سکتا ہے - قسم اول مین یقیناً قسم دوم مین بطور ظن - کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہے - اور قسم سوم کے مسایل سے اصل مذہب پر الزام قایم نہین ہوسکتا ایسا ہی مسایل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور بھی ناممکن اور سخت بے انصافی ہے - ہان ان دونون اقسام سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہے - کوئی جاہل پیرو مذہب ہو یا خود ہی مسنرت معترض -

اس **قانون** عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیت نہین ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام مین اس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسری کے مذہب پر کوئی الزام قایم کرنا چاہے وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی مذہب الزام سے بچ نہین سکتا۔

مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات مین الزام قایم کرنا چاہے جو اصل مذہب عیسوی و موسوی و ہندو مین داخل اور قسم اول و دوم سے نہین ہے بلکہ انکی کسی دشمن یا نادان دوست نے از خود بنا کر انکی طرف منسوب کر دی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم سے ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزارون وضعی حدیثون اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسایل سے اہل اسلام پر الزام قایم کرے۔ ایسا ہی اسکے **عکس** کو خیال کرو اور اگر کوئی **عامل بالحدیث** کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات مین الزام دینا چاہئے تو وہ مقلد اس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ ایسا ہی اسکے **عکس** کو سمجھ لو۔

یہانسے ہمارے بھائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قایم کر رہے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پر بایں الفاظ کہ فلان مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلان مردود۔ اور فلان مسئلہ مین امام اعظم نے اس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلان مسئلہ مین اس آیۃ کا مخالفت نصوص کا دعویٰ کرتے ہین عبرت و نصیحت پکڑین اور اپنے ان دعاوی و الزامات کو اس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اختیار کرین پس جس الزام کو اس قانون کے مطابق پاوین اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسایل پر دیکھین اسمین اپنے دعوی کو صحیح سمجھین اور جس الزام کو اس قانون کے مخالف پاوین اور اسکی بنا مسایل قسم سوم و چہارم پر دیکھین اس الزام سے باز آوین اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی ہر بات کو امام ابو حنیفہ کا قول سمجھکر ایسی دعوی کرنے چھوڑ دین اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لین کہ ان کتابون مین بہت سی ایسی مسایل ہین جو امام ابو حنیفہ وغیرہ ایمہ کی طرف منسوب

ہین اور در حقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین۔

یہی التماس برادرانہ ہماری دوسری **بہائی حنیفہ** کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسایل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمتہ وغیرہ اہل ظواہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بہی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگاؤ قانون کی پابندی اختیار کرین۔

اس قانون اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے **زیادہ** **تر** ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث وحنفیہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحتہ مد نظر ہے جو آجکل آپسمین خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاکت کے لئے ہتہیار و اوزار (رسائل تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہنود و عیسائیون) کو (جو ان ہتیارون سے اُن دونون کا سر کاٹین) دے رہی ہین۔ انکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجہی **دو امر** مانع ہین **ایک** مضمون کا طول ہوجانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا۔ **دوسرا** یہہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفضیل و تخصیص وقوع مین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہوجاتی ہے اور اس سے اب مین استعفا داخل کر چکا ہون اور یہہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکہ رہا ہون لهذا اس مجمل اشارہ و نصیحۃ پر اکتفا کرکے اپنے دونون فریق کے بہائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اب بہی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور چوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین۔ اور بنظر اتفاقی اصول و مسائل باہم اتفاق کرکے اُن اصول و مسائل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے۔ انسے **علاوہ** عموماً **مباحثین** و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمتمین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بہی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

حاشیہ ۱۸۶
ان ہی دنون مین ہمارے
پاس دہلی سے فریقین کی
ایک ایک فریق
تحریرات پہنچی ہین
جنمین ایک نے دوسرے کی نسبت
دوسرے کی ... مین کتنی
تہمتان اور عورتون کی ...
کی کہانیان لکہی ہین
دوسرے فریق نے اس کا جواب
دیا ہے ... اور ... باہم
آتی ہے ... مین ...
فریق جو ... کی ... مین
نہیں مین ... سے ... اور
... کہانی ... و ... حلال
... کہانی ... و ... انصاف
دونون فریق ... عیسائی
ہندو ... مذہب ...
ان تحریرات کو ... اسلام
... کر دین اسلام
... قائم ...
اعتراض ...
کیا نتیجہ ... کرکے ... بیانیہ
... افشان
مین ... اخبار ...
کی ... فریق ...
نے دوسرے ...
... اور ... فریقین
کام ... خانہ جنگی
... اس ... اور دین
سے باز آوین اور
اسلام کی ہنسی نہ کراوین۔

قانون کی رعایت کرین اور انکو توہین و تحقیر مخاطب و اکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا و مطاعن ازراہ سے جنکی تشریح امر اوّل و دوم مین ہوئی محفوظ رکھین تاکہ وہ اور اُنکے مذاہب اور اکابر مذاہب طعن و توہین سے بچین اور مُلک مین امن قائم رہے۔

آخیر مین **گورنمنٹ** کی خدمتمین **مودبانہ** یہہ التماس ہے کہ گورنمنٹ ازراہ منصب سیاست و حمایت رعیت اس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہون یا تحریری) ہر مذہب و ملت کے لوگون کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اس بات مین ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اس قسم کے مناظرات جو شر و فساد و بے تہذیبی و ناانصافی پر مبنی ہین کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس مین یا تحریرات و رسائل مین کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہے تو وہان شروط کا جو اس مضمون مین مذکور ہین یا انکے ہم وزن و ہم معنی و ہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔

ہماری اس التماس پر اگر کوئی یہہ **نکتہ چینی** کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند مین دفعہ ۲۹۸ قایم کر رکھی ہے اس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اسباب مین اور قانون یا رزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہین ہے تو اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس دفعہ مین اجمال ہے اور یہہ تشریح نہین ہے کہ جو مناظرات متضمن شر و فساد آجکل ہو رہے ہین یہہ اس دفعہ کے مورد ہین۔

ہم گورنمنٹ کو اس بات کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس اجمال کی تفصیل کردے اور لوگون کو یہہ جتا دے کہ اس قسم کے مناظرات اس دفعہ کے مورد ہین۔

اور اگر کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنے مین مذہب مین دست اندازی متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب و شان سے بعید ہے۔ تو اسکا **جواب** یہہ ہے کہ **اوّلاً** تو اس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب و ملت مین داخل نہین ہین چنانچہ اس مضمون مین کسیقدر اسکا ثبوت دیا گیا ہے پھر انمین دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہو سکتی ہے **ثانیاً** اگر بالفرض یہ دست اندازی مذہبی ہی تو جس حالت مین اس دست اندازی مین سیاست و انتظام و امن ملک متصور ہے تو یہ دست اندازی منصب گورنمنٹ سے مخالف نہین ہے۔ بہت ایسے مذہبی امور ہین جنمین گورنمنٹ سیاست و انتظام و پولیٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے۔ پہر ان مناظرات بیجا مین جو امن و انتظام مین خلل انداز ہین دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیون بعید ہے۔ **دور کیون جاؤ** ان ہی مناظرات و مذہبی منازعات کو دیکہہ لو۔ گورنمنٹ انمین بعد الوقوع جب اسکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آتی ہین پر الوٹ اور پبلک دونون طور پر دخل دیتی ہے اور ان مشکلات کی دو کر نے مین انواع تکالیف اٹہاتی۔ چنانچہ **ملتان** کا واقعہ تکرار ہنود و مسلمانان جو ابہی گذرا اور جو اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات پیش آئین ناظرین اخبارات پر مخفی نہین ہے ایسا ہی **مراد آباد** کے منازعات اہل اسلام و ہنود کو بہی بہت عرصہ نہین گذرا۔ آرہ ضلع شاہ آباد مین جو موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا جسپر ملک کے جنٹلمین نے طلبی فوج کی یعنے کمپ **داناپور** مین تار دیا جسکا ذکر ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبرا جلد ۲ مین کیا ہے۔ وہ بہی واقفی ملکی حالات پر مخفی نہین ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنے آپکو اور ملک کو ان مشکلات سے بچاوے۔ اور اگر چور کو چوری کے وسائل بہم پہنچاتے ہوئے۔ اور دو شخصون کو باہم لڑائی کا سامان کرتے ہوئے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہو جانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت مین داخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات مین دخل دینے کا اختیار ہے۔ ہم نے جو اپنے خیال مین ملک و مذہب و قوم کے حقمین بہتر سمجہا بنظر خیر خواہی عرض کر دیا اب آیندہ مصالح و مفاسد ملک و سلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہے۔ ع امور مملکت و ملک خسروان دانند۔

تسکین۔ نمبر ۴ (جس مین اہل نیچر کا جواب بالخصوصیت خطاب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی رکہین۔ اور دعا کرین کہ مہتمم و کارندے پہر بیمار نہ ہو جاوین۔

صفحہ ۲۱ سے تا آخر لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک و مذہب

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم

جلد ہشتم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین یا اہل السنہ

حلہ صار (?)

بابت شعبان سنہ ۹ مطابق جولائی سنہ ۸۱ء

شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ

نمبر درجہ	درجات و مراتب قیمت: ترتیب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	ہے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عمر ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین رسالانہ پیشگی داخل کرین	ہے	۱۳
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعائے خیر

یہہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکے گا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہی اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے۔

۲ جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین۔

۳ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہی۔

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ مسجد مٹھیہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

روزہ

صیام رمضان من الاسلام
رمضان کے روزے اسلام کی جز ہین

زمانہ نبوت سے لیکر اس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اسپر اتفاق رہاہی کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جزہے جیسے نماز وزکوۃ وحج وغیرہ اور اچھا بہلا قوی توانا آدمی جو مرض وسفرمین مبتلا نہو روزہ رکہنے نہ رکہنے مین خود مختار نہین ہے۔ اور ابتدا سے آجتک مختلف فرقہ ہای اہل اسلام (سُنی بدعتی† شیعہ۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہ وغیرہ) سے کسینے اسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریباً ایک سال سے نئی خیال کے لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی تہذیب و جانچ کر رہے ہین جسکا نام وہ تہذیب رکہتے ہین) اس روزہ مین یہہ تہذیب کی ہے کہ اسکو واجب تخییری (یعنی اختیاری فرض) بنادیا اور صاف فرمادیا ہے کہ صحیح و تندرست آدمی جو نہ مریض ہو نہ مسافر اگر روزہ رکہنے مین تکلیف پاوے گو وہ تکلیف حد مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا کرے تو اسکو جایز ہے کہ روزہ نہ رکہے اور اُسکے بدلے ایک مسکین کو روٹی کہلادیا کرے اور اس تہذیم و تصرف پر اُنہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل و محتمل الوجوہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکی کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بنا انکے خیال مین انسانی نیچر پر ہے۔

ہم اس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی و متوارث اعتقاد کی درستی و مضبوطی بیان کرنا چاہتے ہین اور ان اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین۔ بدون اسکے کہ کسی خاص شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب و تالیف کو نشانہ بنائین چنانچہ اس بات کا عہد و

† یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام ہو گئی ہین اور ہم یہہ الفاظ کو کسی کی نسبت کہنی پسند نہین کرتے چنانچہ اس باب مین ہم ایک مضمون لکہینگے

واضح ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے جن کو قبل بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف مین محاکمہ یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہین وہ پہلے ان اصول مین نظر کرلین

اصل اول یقین ثابت شک عارض سے زایل نہین ہوتا۔

تشریح

جو امر یقین سے ثابت ہوچکا ہو۔ وہ پیچھے کرشک آجانے سی باطل نہین ہوتا

تمثیلات

(۱) زید اپنے بیٹے یا بیوی کو جانتا ہو کہ وہ اُسکا بیٹا یا بیوی ہے۔ پس تہوڑی دیر اُن سے غائب ہونیکے بعد اُسکا یہہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہون اُسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم شکل و مشابہ کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اُسکے یقین سابق کو باطل نہین کرسکتا۔

(۲) زید نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا تہا۔ پہر عصر کے وقت اُسکو شک ہوا کہ شاید وہ وضو نہین رہا اِس شک سی وہ وضو فاسد نہین ہوتا۔

اصل دوم دلیل محتمل الوجوہ و المعانی مفید یقین نہین ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ ان معانی کے بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اِس سے استدلال صحیح نہین۔

تشریح

جس آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہوسکین۔ اِس سے کسی خاص معنے کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہین ہوسکتا۔ اور اِس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت دوسری کلام یا قرینہ کے صرف اُسی مشتبہ و محتمل کلام سی تمسک نہین کیا جاسکتا۔

تمثیلات

(۱) زید کے چار بیٹے ہین۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اِس کلام سے کوئی خاص بیٹا اپنے مراد ہونے پر استدلال نہین کرسکتا ٭

(۳) آیت (والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء) مین لفظ قرء سے حیض یا طہر کے مراد ہونے پر صرف یہی لفظ قرء جو طہر و حیض دونون کے لئے عرب مین مستعمل ہے دلیل نہین ہو سکتا - اسیلئے حنفیہ اس سے حیض مراد ہونے پر صیغہ کے جمع ہونے سے استدلال کرتے ہین چنانچہ اصول فقہ مین اسکی تفصیل ہے - اور شافعیہ و اہلحدیث اس سے طہر مراد ہونے پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہین جسمین طہر مین طلاق دینے کا حکم دیا پھر اس طہر کو عدت کہا جسمین طلاق دینے کا حکم آیا ہے - چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے -

اصل سوم مسلمانون کا صدر اول سے اتفاقی تعامل و توارث دلیل قطعی مفید یقین ہے

تشریح

جس امر کو اہل اسلام زمانہ نبوت سے لیکر آجتک بالاتفاق عمل مین لاتے ہین اور اسکو ہر زمانہ کے لوگ بتوارث و تواتر نقل کرتے چلے آتے ہین وہ امر یقیناً ثابت ہے اور یہہ اتفاقی تعامل و توارث اہل اسلام اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے -

تمثیلات

(۱) کعبہ جو ملک عرب و شہر مکہ مین موجود ہے - اسکا وہ کعبہ ہونا جسکے حج کا قرآن مین حکم آیا ہے اور اسکو بیت العتیق و قبلہ فرمایا گیا ہے) مسلمانون کی اتفاقی تعامل

† ان قیود کو ناظرین و مناظرین غور سے ملاحظہ فرماوین - ان مین نہ کسی خاص زمانہ متاخر کا اصطلاحی اجماع داخل ہو سکتا ہے (جسکی حجیت ہونے مین ظاہریہ وغیرہ کو کلام ہے) نہ رسوم و رواج ازمنہ متاخرہ جنکی سند صاحب شریعت تک نہین پہنچتی اور وہ بالاتفاق لائق حجت نہین ہین - انمین صرف وہی امور شامل و داخل ہو سکتے ہین جو آنحضرت کی قول و فعل سے ثابت ہین اور مسلمانون مین بتوارث یکے بعد دیگرے قرناً بعد قرن متداول و معمول چلے آتے ہین جنکی صحت و سند ہونے مین آجتک کسی مسلمان کا اختلاف مسموع نہین ہوا -

وتوارث سے ثابت ہے۔ اور یہہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔
(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرایض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکی ثبوت پر دلیل قطعی ہے۔
یہہ اصول ثلثہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین واہل اسلام مین مسلم۔ اسلئے ہمنے انکی دلیل بیان نہین کی۔ صرف تمثیل پر قناعت کی ہے۔ اگر کوئی انکی حجیت و ثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالہ خفاء ان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا۔
جب یہہ اصول بیان ہوچکے تو اب اصل مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔
فرضیت صیام رمضان ہر مکلف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہے۔ اور اس فرضیت پر نصوص قرآن اور دعوت ملت العمری حضرت رسالت وتعامل وتوارث کافہ اہل اسلام ہر عصر دلایل ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ الآية۔
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ بقرہ ۲۲

قرآن مجید مین ارشاد ہے۔ اے ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تھے × × رمضان کا مہینہ ہے جسمین قرآن اوتارا گیا ہے جو لوگون کے لئے ہدایت ہے اور کھلی نشانیان راہ کی اور حق کو جدا کرنے والے احکام۔ پس جو اسمین حاضر ہو وہ اسکا روزہ رکہے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام وارکان اسلام کی دعوت وتعلیم فرماتی

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال جاء رجل الی رسول اللہ من اھل نجد ثایر الراس نسمع دوی صوتہ ولا نفقہ ما یقول حتی دنا فاذا ھو یسال عن الاسلام فقال رسول اللہ خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فقال ھل علی غیرھا قال لا الا ان تطوع۔ قال رسول اللہ وصیام رمضان الحدیث (بخاری ص۱۲ مسلم ص۳۰)

تواسمین صیام رمضان کو ذکر کیا ہے۔ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اُسکے جواب میں پانچ وقت نماز وصیام رمضان وزکوۃ کو ذکر فرمایا

عن انس جاء رجل من اھل البادیۃ (فی روایۃ البخاری اسمہ ضمام) فقال یا محمد اتانا رسولک فزعم لنا ان علینا صوم شھر رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک آللہ امرک بھذا قال نعم۔ صحیح مسلم ص۳۱ صحیح بخاری ص۱۵

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے روزے فرض ہیں آنحضرت نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے پھر اُس نے عرض کیا کہ یہہ خدا کا حکم ہے آنحضرت نے فرمایا ہان۔

عن ابن عباس ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھم بالایمان باللہ وحدہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان

ثم قال رسول اللہ احفظوھن واخبروا بھن من ورائکم (بخاری ص۱۳ مسلم ص۳۳)

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت کے پاس آئے اور آپ نے ان کو ایمان تلقین کیا تو اُس مین نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر فرمایا اخیر مین یہہ ارشاد کیا ان باتون کو یاد رکھو اور اپنے پچھلون کو ان کی خبر دو۔

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل
فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام
ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم
الصلوۃ المکتوبۃ وتودی الزکوۃ وتصوم
رمضان - قال رسول اللہ ہذا جبرئیل جاء
لیعلم الناس دینہم - مسلم ص ۲۹ بخاری ص

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت
کے لئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو
انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان
کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ
سایل جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہلانے
آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب
نقل کیا ہی اور اس قسم کی اور بہت احادیث
ہین جسکا احصاء و شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل و بیان نہین ہے - سب کوئی جانتا ہے کہ اسلام
کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین - اور کسی مذہب شیعہ سنی معتزلی
خارجی وغیرہ مین ایسے بہلے آدمی کو روزہ نہ رکہنا اور اسکے بدلے فدیہ (ایک مسکین کا کہانا)
دیدینا جایز و معمول و مروج نہین ہے -
یہہ دلایل (آیات کتاب اللہ - واحادیث رسول اللہ - و تعامل امت محمدیہ) قطعی + و یقینی

+ اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا
اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد ہی ظنی
ہوتی ہین ولیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے)
ان عمومات کو قطعی بنادیا اور یقینا بتادیا ہے کہ ان عمومات سے باستثناء مریض وغیرہ کے
(جنکا مستثنی ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہے) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ
اگرچہ بلحاظ خصوص طرق والفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی و قدر مشترک متواتر ہین -
یہی تعامل و توارث امت انکے تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ ادلہ
قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی و یقینی طور پر دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہے کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہین اب اس فرض قطعی سے اُن جوان وتندرست لوگون کو (جو روزہ رکہنے مین موت کے سوا تکلیف پاتے ہین) مخصوص ومستثنی کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کرکے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہین روزہ رکہین چاہین اسکے فدیہ (بدلہ) مین ایک مسکین کو کہانا کہلا دیا کرین اسپر موقوف ہے کہ اس حکم قطعی سے اُن لوگون کے مخصوص ومستثنی ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہون جیسے اس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم وموجود ہین۔ اور جہانتک کتاب اللہ وسنت وتعامل وتوارث امت مین تفحص وغور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگون سے اس حکم کو معاف ورفع ومنسوخ کردے پائی نہین جاتی۔ اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان لوگون کو اس حکم سے مخصوص ومستثنی کرنا اور روزہ رکہنے وفدیہ دینے مین خود مختار بنانا جایز نہین ہے وہو المدعا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگون کے مستثنی ہونے کیلئے دلیل قطعی کا موجود ہونا ضروری ہے) تو اول ازین مین ثابت ہوچکا اور بخوبی بیان ہو لیا ہے کہ امر قطعی کے مقابلہ وازالہ کے لئے امر قطعی بکار ہے اور یقین ثابت شک سے زائل نہین ہوسکتا۔

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگون کے مستثنی ہونے پر دلیل قطعی موجود نہین ہے) یہہ ثبوت رکہتا ہے کہ سنت وتعامل امت مین تو ایسی دلیل کا نام ونشان پایا نہین جاتا اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعوی ہے۔ کوئی نہین کہتا اور نہ کہسکتا ہے کہ آنحضرت نے جوان تندرست لوگون کو روزہ نہ رکہنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی کہلا دینے کا حکم دیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا اسکے بعد تک

(تنبیہ) نماز روزہ وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور انکے منکر کو کافر کہا جاتا ہی باوجودیکہ نصوص قرانیہ جو ان احکام مین وارد ہین عمومات ہین اور احادیث نبویہ لفظا احاد۔ ملہ

کسی فرقہ یا کسی مسلمان کا عمل رہا - اب رہی کتاب اللہ اسمین بھی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ واضح المراد پائی نہین جاتی جس سے صاف وصریح طور پر اُن لوگون کے لئے روزہ نہ رکھنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو ۔

اہل نیچر جو اس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہین وہ اِس حکم سے جوان وتندرست لوگون کے مخصوص ومستثنی ہونے پر ایک **دلیل نقلی** آیت (وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ) پیش کرتے ہین دوسری دلیل **عقلی** ونیچری -

نقلی دلیل کے وہ یہہ تقریر کرتے ہین کہ اُس آیت مین جو لفظ یطیقون وارد ہے اسکے معنی (چنانچہ بعض علماء سے تفسیر کبیر مین منقول ہین) مشقت وتکلیف سے کام کرنے کے ہین کیونکہ لفظ وسع وطاقت دو لفظ جداگانہ ہین - وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت وآسانی قادر ہو - طاقت اس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹھا کر اور بمشکل قادر ہو - پس بلحاظ لفظ یطیقون آیت کے معنی یہہ ہوئے کہ جو لوگ سختی وتکلیف اُٹھا کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہین انکو اجازت ہے کہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدین اور قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ جنکے معنی یکلفونہ کے ہین نیز اسی معنی کے موید ہین -

عقلی دلیل اُن حضرات کا خلاصہ یہہ ہے کہ تمام انسان بڈّھے ہون خواہ جوان باعتبار خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہین بہت جوان روزہ رکھنے مین تکلیف پاتے ہین - بعض بڈھے روزہ کی تکلیف کو کچھہ بھی نہین سمجھتے - پھر وہی لوگ جو ایک موسم مین روزہ رکھنے مین تکلیف نہین پاتے دوسرے موسم مین نہایت تکلیف اُٹھاتے ہین ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے آسانی سے روزہ رکھہ سکتے ہین اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ مین نہایت تکلیف اٹھاتے ہین بلکہ بعض ملکون مین کبھی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اُسمین روزہ رکھنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چھ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض ستین جہان بعض ایام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے۔پس بلحاظ ان حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکھنے کا حکم دینا نامناسب و نیچر انسانی کے مخالف ہی اسلیئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکھنے مین تکلیف اُٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کرین۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام و ناقابل استدلال ہین قطعی ہونا توکھان۔

نقلی دلیل اسلیئے ناتمام و ناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکھتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہوچکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکھی وہ لائق استدلال نہین ہوتی۔

وہ احتمالات معانی و وجوہات بتفصیل ذیل ہین۔

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے دو طرح کے ہوسکتے ہین ایک وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکہین جو طاقت کو مغایۂ وسعت قرار دینے پر موقوف ہین۔

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکھہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع و حضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجھکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت سلمہ

عن سلمة بن الاکوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدي حتى

بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

نزلت الآية التي بعدها فنسختها
وعن ابن عمر انه قرأ فدية
طعام مسكين قال هي منسوخة
(صحيح بخاری ص ٦٤٧)

اختلف العلماء في تاويل هذه الآية
وحكمها فذهب اكثرهم الى ان هذه
الآية منسوخة وهو قول ابن عمر
وسلمة بن الاكوع وغيرهما - ذلك
انهم كانوا في ابتداء الاسلام مخيرين
بين ان يصوموا وبين ان يفطروا
ويفتدوا وانما خيرهم الله لئلا يشق
عليهم لانهم كانوا لم يتعودوا الصوم
ثم نسخ التخيير ونزلت العزيمة بقوله
فمن شهد منكم الشهر فليصمه -
(معالم - ص ٧٠)

القول الثاني وهو قول اكثر المفسرين
ان المراد من قوله وعلى الذين
يطيقونه المقيم الصحيح فخيره
الله بين هذين - ثم نسخ
ذلك واوجب الصوم مضيقا
معينا - (تفسير كبير ص ۱۷۷ جلد ۲)

جو اس کے بعد ہی نازل ہوئی اور اس آیت
کو منسوخ کیا - اور حضرت ابن عمر سے
روایت ہے کہ انہوں نے آیت فدیہ پڑہی
تو فرمایا کہ یہہ منسوخ ہے -

اور تفسیر معالم مین ہے کہ اس آیۃ کے معنی مین علماء کا
اختلاف ہے اکثر اسکے قایل ہین کہ یہہ منسوخ ہے
یہی قول ہے ابن عمر و سلمہ بن اکوع وغیرہ کا -
اسکا بیان یہہ ہے کہ وہ لوگ ابتداء اسلام مین
اختیار دئے گئے تہے کہ روزہ رکہین خواہ افطار
کرین اور روزہ کے بدلے فدیہ دین خدا نے انکو اسلئے
اختیار دیا تہا کہ حکم روزہ رکہنے کا انکو ناگوار معلوم
نہو کیونکہ وہ روزہ کے عادی نتھے پہر یہہ اختیار
منسوخ ہوا اور حکم روزہ پختہ طور پر نازل ہوا اس
قول سے جو اسکے بعد ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ
یعنی جو ماہ رمضان مین حاضر ہو وہ روزہ ہی رکہے

اور تفسیر کبیر مین ہے کہ اکثر مفسرین کا یہی قول
ہے کہ علی الذین یطیقونہ سے اچہا بہلا مقیم
آدمی مراد ہے خدا نے پہلے اسکو ان دو امر
مین اختیار دیا تہا پہر اسکا منسوخ کیا اور بالتعین
روزہ کو واجب کردیا ایسا ہی تفسیر فتح البیان
بیضاوی جلالین وغیرہ روئے زمین کی

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ وحضرت سلمہؓ وجمہور علماء منقول ہی جسمین صاف ادعاء ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت وتکلیف روزہ نہ رکھنے کا اختیار دیاگیا تہا جو پیچہے کو بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا - پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سی یہہ فیصلہ نہولے کہ آیت کی معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے -

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لائق نہین ہے - کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ ومحاورات عرب کے مخالف ہی - اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک کہ وہ عین طاقت

وفی الوسع قولان احدھما انہ الطاقۃ والثانی انہ دون الطاقۃ وھو قول المعتزلۃ ومقاتل والضحاک - (تفسیر کبیر صفحہ ۳۰۵ جلد ۲) وفی فتح البیان الاول انہ الطاقۃ کما فسر بہ اھل اللغۃ

ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سی (مشقت مین) کم ہے اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے - ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بہی کہا ہی کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے -

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا ہمکو وسعت نہین ہے

وما اسع ذلک ای ما اطیقہ والطوق الوسع والطاقۃ (قاموس مختصر) والوسع والسعۃ الجدۃ والطاقۃ خیار ھم من الاعمال ما یطیقون ای یطیقون الدوام علیہ بلا مشقۃ وضرر (مجمع البحار صفحہ ۳۲۳ ج ۳ و صفحہ ۳۴۳ جلد ۳)

یہی کہنا ہے کہ ہمکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہی کہ طوق عین ہے - مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو بمعنی طاقت قرار دیا ہی اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر ومشقت تفسیر کیا ہی -

اور قرآن و حدیث مین جو محاورہ عرب عرباً کا مخزن ہے بہت جگہ وسعت بمعنی طاقت ہے اور طاقت بمعنی وسعت بولنے مین آئے ہین سورہ بقرہ و اعراف و مومنین مین جو آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مین لفظ وسع واقع ہوا ہے اسکی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہین لفظ طاقت کے ساتھہ لفظ وسعت بہی ملا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ الفاظ ایک دوسرے کے معنی مین بولے جاتے ہین۔

(دیکھو بیضاوی صـ۱۳ و معالم صـ۸ وغیرہ)

ایسا ہی جو سورہ بقرہ کے اخیر مین لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی مین ہے

(دیکھو تفسیر فتح البیان صـ۵۱ ج ۱ و تفسیر کبیر صـ۵۷۹ جلد ۲)

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکہو

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ علیکم بما تطیقون من العمل فان اللہ لا یمل حتی تملوا (بخاری صـ۱۵۱)

اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہین رکتا یا تنگ نہین ہوتا جب تک تم تہک کر عمل کرو یعنی تہک کر عمل کروگے تو ثواب پاؤگے

اس حدیث مین طاقت سے وسعت مراد ہے طاقت بہ تکلیف و مشقت اسی سے تو اس حدیث مین منع کیا اور صاف فرمایا ہے کہ تہک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے ایسا ہی اوس حدیث وامرہم من الاعمال بما یطیقون یعنے آنحضرتؐ لوگون کو اون اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ طاقت رکہتے مین طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار میں گزر چکی ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو جو ہمیشہ روزہ رکہتے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم صم من الشہر ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یوما وقال انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلعم

تہے) فرمایا۔ ہر مہینے مین تین دن روزہ رکہہ انہون نے عرض کیا مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون پہر آپنے دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکہنے کا حکم دیا اوسکے جواب مین بہی انہون نے بہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

جواب ہوئے اس حدیث مین بہی طاقت سے | لا افضل من ذلک (بخاری صفحہ ۲۶۵)

وسعت مراد ہے اگر اونکی مراد یہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکہہ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری اور تیسری دفعہ عرض نکرنے پاتے چنانچہ اور لوگ جو آنحضرت کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے | دیکھو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین صفحہ ۱۵۴

تہے اس سے رد کی گئی۔

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے پہر اس آیت مین صرف شہادت قول بعض علما یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکہنے کے کیونکر متعین ہو سکتے ہین۔

اور جو اہل نیچر نے اپنی تجویزی معنی کی تائید مین قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے وہ بہی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرائتین بہی یطیقونہ (قرأت مشہورہ) کیطرح دو معنی کا احتمال رکہتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (اکثر بہ دونت کرکے) اختیار کئے ہین دوسرے یہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور حکم روزہ بطور قلاوہ اونکے گلے مین ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق بمعنی قلاوہ سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر† بیضاوی اور اوسکے حواشی مین تفصیل بیان کیا ہے۔ پس جبتک یہہ لوگ قرأت شاذہ کی معنی کا بہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قراتون کے انہون نے اختیار کئے ہین وہی معنی متعین و مراد ہین تب تک ان قرات سے اونکا استشہاد کب جائز ہے۔

حاصل وجہ آیہ متمسکہ اہل نیچر (مشہور قرات یطیقونہ لین خواہ شاذہ قرات یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین) اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکار استدلال ناتمام

† وقولہ یطوقونہ ای یکلفونہ او یقلدونہ من الطوق بمعنی الطاقۃ او القلادۃ ۔ وعلی ہذہ القرات یحتمل معنی ثانیا وہو الرخصۃ لمن یتعبہ الصوم ۔ وجہدہ وہما الشیخ الفانی والعجائز فی الافطار والفدیۃ (بیضاوی) وفی حاشیۃ للعصام قولہ او یقلدونہ ای یجعل الصوم کالقلادۃ فی اعناقہم ویقال لہم صوموا فانہ لافادۃ الوجوب لازم لہم کالقلادۃ ۔

(۲) اگر ہم فرض کر لین اور یہہ مان لین کہ اس آیۃ مین ایک ہی معنی (تجویزی اہل نیچر تکلیف سے کام کر نیکے) مراد ہین تو پہر بہی یہ آیۃ مجمل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلف جو اس آیۃ کی لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانی (نہایت بڈہے آدمی) یا نا امید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف و غشی ہو جاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑہجاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان ناز پرو ردہ لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے یا ان دونو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی (جو بیشمار نکل سکتے ہین) تکلیف مراد ہے لہذا احتمال ہے کہ اس آیۃ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباس رض و حضرت انس رض و سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے و بناء علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم و کبیر و فتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات† معالم و فتح البیان حاشیہ مین نقل کر دی گئی ہین اور احتمال ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل و اعتقاد اسپر گواہی دیتا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو۔ پس جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نکیجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباس رض وغیرہ مین کسی دوسری دلیل سے تصفیہ و فیصلہ نہو لے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو اہل نیچر سمجہتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباس رض وغیرہ محدود و مقرر کر گئے ہین

---

† وقرء ابن عباس وعلی الذین یطوقونه بضم الیاء وفتح الطاء وتخفیفها وفتح الواو وتشدیدها ای یکلفون الصوم تاویله علی الشیخ الکبیر والمراة الکبیرة لا یستطیعان الصوم والمریض الذی لا یرجی زوال مرضه فهم یکلفون ولا یطیقونه فلهم ان یفطروا ویطعموا مکان کل یوم مسکینا وهو قول سعید بن جبیر وجعل الآیة محکمة وروی عن بعض اهل العلم انها لم تنسخ وانها خاصة للشیوخ والعجائز — (معالم ص)

وروی ان انس بن مالک ضعف عن الصوم عاما قبل موته فصنع جفنة من ثرید ودعا ستین مسکینا فاطعمهم — وعن ابن عباس رض بسند صحیح انه قال لام ولد له حامل او مرضعة انت بمنزلة الذین یطیقون الصوم علیک الطعام لا قضاء علیک — وعن ابن عمر رض ان احدی بناته ارسلت تسأله عن صوم رمضان وهی حامل قال تفطر وتطعم کل یوم مسکینا وقد روی هذا عن جماعة من التابعین (فتح البیان ص ج ۱)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیه مجمل و محتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر تو تعامل و توارث امت دلیل ہوسکتا ہے جس سے اس آیه کا اجمال و تعدد احتمال رفع ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے که اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی و مریض ناامید کو ہوا کرتی ہے کیونکه اگر اس درجه سے اتر کر کسی اوسط درجه کی تکلیف یا اخیر درجه کی تکلیف جو اکثر نوجوان ناز پرورده لوگون کو ہوا کرتی ہے مراد ہوتی تو زمانه رسالت سے لیکر اس آخری زمانه (تیرہوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیه مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانه رحلت حضرت رسالت سے آجتک کسی فرقه اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزه کی معافی ہوجاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نا محدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یه کوئی ایسی دلیل جو قوت و دلالت مین دلیل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے بڑھکر ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیه سے استدلال کرنیکے مستحق و مجاز ہونگے بالفعل تو اس آیه سے انکا استدلال محض خیال و سودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یه بہی مانا اور فرض کیا که تکلیف کی وہی حد نا محدود ہے جو اہل نیچر نے سمجہی ہے اور معنی و حقیقت لفظ یطیقونه مین اجمال و تعدد احتمال نہین ہے مگر پہر بہی اس آیه سے اجمال و تعدد احتمال رفع نہین ہوسکتا یه اجمال و تعدد احتمال لفظ و معنی یطیقون مین نه سہی اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود و قائم ہے جسکے سبب یه آیه باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون تجویزی

اختلف السلف فی قوله تعالی وعلی الذین یطیقونه علی قولین احدهما انه کان رخصة فی اول الاسلام ان من شاء صام ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیهما ان المعنی وعلی الذین لا یطیقونه او علی الذین یطیقونه فی حال قوتهم ثم عجزوا

اسمین ایک احتمال یه ہے که یه ضمیر مفعول فدیه کی طرف پہرتی ہو اور آیه کے معنی یه ہون که جسکو فدیه دینے کی طاقت ہو اپر عید کے دن صدقه

عن الصوم والمراد هو الشيخ الفاني ومعنى وجه ثالث
هو ان المعنى ويجب طعام مسكين على الذين يطيقونه
يوم الفطر فالضمير قبل الذكر لانه مقدم رتبة كما في
دار زيد وضرب غلامه عمرو وذكر الضمير ميلا
الى المعنى لان الفدية انما هي الطعام كما
قال الله تعالى وان لكم في الانعام لعبرة
نسقيكم مما في بطونه (مصفى)
ووجوب الفطر مذهب جميع اهل العلم
واستنبطت من كلام القاسم و
سعيد بن جبير على ما سياتي † وجها
رابعا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء في ايام اخر ولا يقضون
فدية طعام مسكين والايام الاخر
المراد بها ما بعد رمضان الفائت
الى رمضان اخر لانه ان اريد بها
بعد القضاء مطلقا لم يثبت ذلك
الا بعد موته وبعد الموت لا يكون

دینا واجب ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ فدیہ مونث ہے اور یہہ ضمیر مذکر
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ فدیہ حقیقت
اور اصل مین طعام ہے اور وہ مذکر ہے
نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے
نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی
الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ
مین ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل مین تذکیر وارد
ہے سورہ مومنین مین بلحاظ معنی ‡ مونث
کر دیا ہے اور اگر کوئی یہہ اعتراض کرے
کہ اس ضمیر سے پہلے یہان فدیہ کا ذکر
نہین ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ گو فدیہ لفظاً
ضمیر سے پہلے مقدم و مذکور نہین ہے مگر
رتبۃً مقدم و مذکور ہے جیسے ضرب غلامہ
عمرو مین عمرو رتبۃً مقدم و مذکور ہے۔
دوسرا احتمال یہہ ہے کہ یہہ ضمیر قضا کیطرف

† هو ما روى مالك (في باب اذا لم يقض حتى دخل رمضان الطعم وفضى من موطا) عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه انه كان يقول من كان عليه قضاء رمضان فلم يقضه وهو قوي على صيامه حتى جاءه رمضان فانه يطعم كل يوم مسكينا مدا من حنطة وعليه مع ذلك القضاء قال مالك انه بلغه عن سعيد بن جبير مثله

‡ وانما ذكر الضمير ووحده ههنا (اي في النحل) للفظ وانث في سورة المؤمنين للمعنى فان الانعام اسم جمع ولذلك عده سيبويه في المفردات المبنية على افعال (بيضاوی صفحہ ۴۴۲ جلد ۱)

محلا لوجوب شئ فلا يكون
للآية معنى واستنبطت من حديث
من مات وعليه صيام فليطعم
عنه مكان كل يوم مسكينا وجها
خامسا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء ولا يقضون حتى
يموتوا اطعام مسكين بكل صوم
مد ومعنى على الذين انه يجب على
الولي ان يخرج من تركة الميت
بسبب شغل ذمة الميت بالصوم
وهذه وجوه صحيحة۔
وقد ذهب الى مدلول كل واحد
منها السلف۔ والظاهر انهم
اخذوا من محتملات الآية
(مسوى)

راجع ہے جسکا آیہ فعدۃ من ایام اخر مین حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ دوسرے دنونمین مرض وسفر کے روزے قضا کر سکتے ہین پہر وہ رمضان آیندہ تک قضا نکرین تو اونپر قضا کے ساتہہ فدیہ بہی واجب ہے تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف راجع ہو اور معنی آیہ کے یہہ ہون کہ جو لوگ قضاء روزہ سفر و مرض کی طاقت رکہتے ہون، پہر وہ قضا نکرین اور فوت ہوجاوین تو اُنکے مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کا کہانا نکالنا واجب ہے۔ یہہ احتمالات ثلثہ احتمال مفید مطلب اہل نیچر اصوم کیطرف ضمیر راجع ہونے کے مقابلہ مین قائم ہین اور یہہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف کہ قایل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلثہ کو مع دو احتمال اول معنے یطیقون کے شروح موطا مسوی و مصفی مین تفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نیچر ان احتمالات ثلثہ کو نہ اوٹہالین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ اس ضمیر مفعول کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین ومتحتم ہے تب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال سے کب جائز ہے۔

خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نیچر کا یہہ ہے کہ اس آیہ مین معنی تجویزی اہل نیچر کے

مخالف پانچ احتمال ہین دو احتمال معنی وحقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین۔ پس جبتک اہل نیچران پانچون احتمالات کو نہ اوٹہالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکردین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پر از ابہام و اجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے۔

اور اونکی **دلیل عقلی** سراسر مغالطہ و دہوکہ پر مبنی ہے۔ خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست و مقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا تہے اور اوسکے برخلاف روزہ نرکہنے اور فدیہ دینے کا صریح وصاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام و مواسم کو فروگزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ وامکنہ کا لحاظ کر لیا ہے جسکا اظہار و بیان ان دو آیتون مین کر دیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموماً اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو (بندہ ہو خواہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شملہ و کابل یا کسی اور کوہستان کا عرض شتر و یمن خواہ بعرض محال عرض تسعین مین کسی

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سورۃ بقر رکوع ۴۰

عمل و حکم کے بجالانیکی تکلیف نہین دیتا مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرما دیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان و مکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان و مکان مین روزہ رکہنا واجب نہین پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتا دیا اور یہہ فرما دیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہی کہ مریض ہو جاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت و اعتدال کی زمان و مکان مین روزہ رکہہ لے۔ وہ **دوسری** آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسرے دنونمین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر

روزے رکہہ لے۔ خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

لا یرید بکم العسر ۔ بقیہ ع ۲۳ ۔

چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا ہے کہ جو شخص جوان ہو یا بڈھا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض ستین مین ہو خواہ بفرض محال عرض تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا نہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجہا جاوے پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے ۔ اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا انتشین پہار دن مین اوسپر رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجہے ۔

اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے ۔ جو لوگ آپ لوگون کی زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین مبتلا نہین ہوتے تو اونکو روزہ رکہنے مین کیا عذر ہے اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین انپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز کرنا و بناء علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش دینا کب مناسب ہے ۔

یہ ہمنے ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کر کے اسکا جواب دیا ہے ۔ اور اگر ہم اس تقریر کے بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائش ہے مثلاً انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کا تجویز کرنا ۔ یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حرو قر کے سبب زیست انسان بلکہ کسی حیوان کی عادةً کب ممکن ہے ۔ پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے ۔ اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتا دے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان اوسکے قائل ہین ۔

عرض ستین شمالی مین بیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین مین عہد بطلیموس سے آبادی چلی آتی ہے۔ ایساہی عرض ثمان وستین مین جہان روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قُوْلَہ نام ہے اور وہان سال مین باسٹھہ روز آفتاب کا غروب اور اُنتالیس روز طلوع نہین ہوتا اور بعض اوقات عساکر اسلام کا بہی اسمین گزر ہوا ہے کما ذکرہ الفاضل ھارون فی ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مگر ان لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق طبیعت انسانیکے قرآن نے بیان کردیا جو اوپر مذکور ہوا +

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبہی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کردیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا۔ روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تہا کہ ساکنین عرض تسعین کے خیال سے حکم نماز مین بہی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنے والون کے لئے نمازون (خصوصاً نماز ظہر) کے بدلے کوئی آنہ پائی فدیہ کفارہ تجویز کردیتے تو اونکی اتباع جو قدیمی عادت کے سبب ہنوز نماز کے پابند ہین اس مصیبت سے رہائی پاتے جیسی مصیبت روزہ سے خلاصی پائے ہین اور شبا روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آیندہ اسی تجویز مین ہون اللھم احفظنا منہ۔

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل (قطعیہ کتاب و سنت وتعامل امت) سے ثابت ہے اور اچہے بہلے آدمی کے لئے روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل واحتمالات کثیرہ کی متحمل سے نکالی جاتی ہے اور اوسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ مؤمن متبع شریعت کو چاہئے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چہوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے بچیار ہے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

+ علمای اسلام نے ان لوگونکے حقمین اور بہی سہلین تعمیل حکم نماز و روزہ کے نصوص سے مستنبط کی ہین جنکی تفصیل کتب فقہ مین موجود ہے یہہ رسالہ ان تفاصیل کے بیان کا متحمل نہین ہے۔ ۱۲

پنجاب یونی ورسٹی

اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک و مذہب

[اس مضمون مین سوا امور متعلقہ نقل کے کسی مضمون سابق کے (جو لوگون نے اسباب مین لکھے ہین) نقل و اعادہ نہین ہے اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کے لئے موجب حظ و فایدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو]

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے۔ اسباب مین جو کچھ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اس اظہار مین برطبق ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اپنی ہمت و جُرات کی وقعت دکھاتا ہے۔

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بھی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس شکارگاہ آرائی سے اسکے شکار مین آوے ہدیہ ناظرین قدر شناس کرتے ہین۔

اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین۔ ایک یہہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام مشمول عام اڈیٹران اخبارات رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰ء پہنچی ہے جسپر ریویو لکھنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا ایسا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار لفٹینٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکھائی دیتا تہا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق و بانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ الوف التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقیاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جو محسن لوگون کا شکرگذار نہوگا وہ خداے تعالے کا بھی شکر نکریگا کے امتثال کا ارادہ کیا۔

اس بیت العلوم کی کارروائی (تعلیمات و امتحانات) جو آجکل ہو رہی ہے اور جو آئندہ کو

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دین و دنیاوی سود و بہبود پر مشتمل ہے
چونکہ ہمارے ہے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئیے ہم اسکے دینی فائدہ
کے بیان کو مقدم کرتے ہین۔

دینی فائدہ اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً عاوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہو رہی ہے
جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئیے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ
ہے۔ دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کو کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کرسکتا
جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم
مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کرلیتا۔

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینیہ سے
ہین۔ علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضا (جو دینی مناصب سے
ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو نظر تعلیم اون علوم مبادی و
مقاصد دینیہ کے عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے۔ اور بنظر
اعزاز علم و اکرام و انعام طلبا کے اُن مدارس خلفائے عباسیہ وغیرہم کے (جو مصر و بغداد و دمشق
و اسپین مین ہوگذرے ہین) نظیر کہنا بیجا نہین ہے۔ جسوقت دربار تقسیم انعام مین
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتہہ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے
ہوئے ہم دیکھتے ہین۔ اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علما یاد آتا اور اسلام
کا وہ کروفر ہمارے دلین جوش مارتا۔

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئیے حاصل ہے جسکی تفصیل اس
رسالہ کفیل امور مذہب اسلام مین اجنبی ہے۔

دنیوی فائدہ اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اونمنے
مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانونین مختلف طبایع و خیالات و لیاقت کے لوگون کے

مناسب حال کی تعلیم واشاعت کی بنا قایم کردی ہے۔
مشرقی زبانون (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت وغیرہ) مین **علوم وفنون کی** تو تعلیم ہی کا بوجھہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کردیا ہے جسمین علوم دنیاوی کار آمدنی معاش بہ تفصیل ذیل پڑہائے تے ہین۔
(۱) علوم ریاضی طبعی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول سمجھے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہین۔
(۲) علم زباندانی وانشاپردازی عربی وفارسی واردو وسنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہوسکتے ہین۔
(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائی مال ودیوانی وفوجداری۔ جس سے فارسی دفتر کی سرکاری نوکری کے لئے لیاقت وسند حاصل ہوتی ہے۔
(۴) علم حساب مڈل کورس۔ جس سے مولوی ومنشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برأت حاصل ہوسکتی ہے جو کئی معزز عہدون کے حصول کے لئے شرط وسد سکندری ہے۔
(۵) علم طب یونانی وڈاکٹری اور ویدک جنسے حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کہول بیٹھے۔
(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی وپیمایش وغیرہ جس سے عام طور پر تو ہر جگہہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر روڑکی کالج کی مانند استحقاقاً حصول ملازمت سرکاری عنقریب متوقع ہے۔
(۷) علم قضا، وپرادہی واک جنسے مفاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت ہی متوقع ہے
(۸) علم قانون عدالت جس سے مختارکاری ووکالت وپلیڈری مل رہی ہے۔ اور اس علم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتھہ انگریزی زبان مین شامل ہے۔
اور **مغربی زبان** (انگریزی) مین **آرٹس** یعنے علوم وفنون مین امتحان لینے کا ذمہ

٭ پرادہی ... ایک درجہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی سے ان علوم کو مدد نہین پہونچتی۔

درجات و مراتب آرٹس جسمین یہہ یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس۔ یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیون مین ایم اے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائی پرفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو بی اے کہا جاتا ہے۔

(۳) پروفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو اور یونیورسٹیو مین بہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونیورسٹی (جو اسوقت ممتاز اعلی اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجہی جاتی ہے) مین بہی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم و فنون محصور و محدود ہے۔ مگر ان دو فرقون کے ساتہہ جنمین پنجاب یونیورسٹی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا اور ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کرکے کامل طور پر حاصل کر چکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کو رواج دینا اسکو مد نظر ہو) کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اوسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت و مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی آوے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

+ اور جو امتحان آنرز سے اوپر ہان پریم چند رائے چند کے نام سے ہوتا ہے وہ عام لوگون کے لئے نہین ہے مع ذلک اسکے مقابلہ مین ایک امتحان آنرز کے اوپر اس یونیورسٹی مین بہی تجویز ہونیوالا ہے۔

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح ہے۔ اسکی تائید شہادت مین بعض فقرات سپیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعامہا مین انہون نے دی تہی نقل کرنا کافی سمجہتا ہون آپ فرماتے ہین ہین خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہوسکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعے تعلیم پائی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق وفایق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکہتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دلمین محدود ہے یا اگر دوسرونکو کچہہ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اسکی طرح انگریزی سمجہہ سکتے ہین۔ برعکس اسکے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور غالباً اس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکہا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشا پردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہوسکتا ہے۔"
ان فقرات کی متابعت مین بغرض تشریح و توضیح آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی کا سابق قول جو انہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین کہا ہے پیش کرنا ہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے۔ آپ فرماتے ہین۔ فرض کرو کہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب کی کلاہ رکہکر اپنے گہر واپس آئے۔ جب یہہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچہہ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور جملے اونکے دل ہی مین رہینگے۔ اور مشق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکینگے انکے علم سے احباب اور آشنا اونکو کچہہ فائدہ نہین کیونکہ یہہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجہہ ہی نہین سکتے۔ اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ فوراً اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجہا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پر

مستفید زیادہ اثر ہوتا - جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے - اعلی درجہ کی تعلیم پائی ہوی دیدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لئے متحرک کرتے - اور زمانہ حال کے علوم وفنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلمین پیدا ہوتا - دلائل مسبوق الذکر کو پیش کرکے گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی وعاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو استقرار دہی کہ جسمین فنون وعلوم طبعی اور زبان دانی کی اور شاخین دیسی زبان کی وساطت سے سکہائی جاوین - اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین اور جس طور سے اب انگریزی طلباء کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجے عطا کئے جاتے ہین - اسی طور سے جو طلبا ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکہ کر امتحان مین کامیاب ہون انہین ہی درجے عطا کئے جاوین - آخری التجا یہہ ہی کہ یا تو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتہہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی وشمالی کے لئے ایک علیحدہ ورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے -

اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے ہین انصاف سے پڑہین اور اس خیال بیجا اور حمیت ناروا سے باز آئین - جو کچھ خانصاحب نے اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تہا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی مین مفقود ہے - پہر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر مشرقی زبانونمین ترویج علوم وفنون کی نظر سے ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی -

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین پیچھے کر بحث ونظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو مسلم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی - بالفعل اسوجہ ترجیح کو تو مان لین اور انصاف سے درگذر نکرین - دوسرا فرق یہہ ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان وسہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت ومشکل

چنانچہ رپورٹ سمانہ ٹکسٹ بک کمیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد ہوئی تھی اسپر گواہ ہے - اسمین بھی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے - جسقدر سوالات امتحان مین تشدد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلبا کو زیادہ علمیت حاصل کرنی پڑیگی - یہہ فوائد دینی و دنیوی اس بیت العلوم کے ایسے ہین جنمین کسی اہل عقل و انصاف کو بحث و انکار کی گنجائش نہین ہے - ان فوائد کے مقابلہ مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور اس زبان مین آرٹس کا امتحان دینا مشروط و لازمی نہین ٹھہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور انگریزی علوم کا جو انگریزی کے اور زبانون مین ابتک پائی نہین گئی اس ملک سے اوٹھہ جانے اور اس ملک کے باشندون کا ان عہدون اور عالی منصبون سے (جو انگریزی علوم کے جاننے پر موقوف ہے) محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلبا بدون تعلیم اون علوم انگریزی کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر اسنادیں اور تمغے پانے لگینگے تو وہ انگریزی زبان کیون سیکھینگے اور انگریزی زبان مین علوم و فنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے پھر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے - اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال دنیاوی کی ضرر رسان و حارج ہے نہ امر مفید -

اسکے **جواب** مین جو کچھہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے مخالفین چون و چرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکی اعادہ نہین کرتے بلکہ جو قول **فیصل** اسبات مین ہمارے خیال مین آیا ہے اسکو بیان کرتے ہین ناظرین توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین -

تقریر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید یہہ ہے کہ جو ترقی و لیاقت و استحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کیمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورسٹیون کی جبر و اکراہ سے ہے یا لوگون کے فعل واختیار سے اور سکے جواب مین ہر ایک عاقل یہی بات سکے کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی عقل تمیز و قدر شناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے۔

جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول بہ ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ پکڑ کر یونیورسٹیون میں اونکا امتحان لیا جاتا اور انکو بانتدہ باندھکر ان عالی منصبون پر مامور کیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون نافذ و معمول ہے۔ کہ جس گہر مین دس آدمی موجود ہون اوس گہر سے جبراً ایک آدمی فوج بہرتی کرنیکے لئے پکڑ لیا جاتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیار امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے۔ پس جس عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے و مع ذلک اونکے جانی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کرکے اون یونیورسٹیونکے سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے

جب یہہ تمہید ہوچکی تو اب اس **قول فیصل** کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون (اردو فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بحصر عقلی دو شق و حال سے خالی نہین۔ کیا تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئے (جو انگریزی مین امتحان دینے سے متوقع ہین) کافی ہین یا آئندہ کبہی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آئندہ ہونگے۔ پس اگر **شق اول** صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جہگڑا ہی طے ہے۔ جب مشرقی زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حارج ہوا؟ اور اگر **شق ثانی** صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا ہے) اور مشرقی زبانون مین امتحا

دیگر آنرزان آرٹس اور ہائی پروفیشینسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا زکوۃ خوار ملا یاگشتائین پنجاب سے زیادہ اثر ونتیجہ نہین دیتا تو جن لوگون کو عقل وتمیز وقدر شناسی واستطاعت حاصل ہے اوجہ نیز سے اس لیاقت وترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے اونکو وہ عقل وتمیز خود بخود انگریزی مین آرٹس کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان دینے پر باعث ہوگی -

پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود وموقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل وتمیز وقدر شناسی واستطاعت کو چھینے لگی ہے - بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رونق † بخش رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے) اسپر گواہ ہے اور تمیز وقدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود یوماً فیوماً ترقی پر ہے - ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کئی وجہ سے مدد ایکبہی داخل ہوتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو ومسلمانون

† نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی اسپیچ درباب تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی مین امتحان دیتے ہین اور درجہ امتحان کے سخت ہوجانے سے واضح ہوتا ہے کہ بجائے تنزل کرنے زبان انگریزی کے ہمارا طریق اس زبان کی پڑہائی کو از حد ترقی بخشتا ہے مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم ہندوستانی زبانون کی پڑہائی کو بڑہاتے ہین اور حتی الوسع دیسی انشا پردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو بباعث نہ جاننے انگریزی کے اپنی اعلی درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کرسکتے دیسی زبان مین کتب تیار کرتے ہین،، (اڈیٹر لکھتا ہے) یہہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے کسی وجہ سے مضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی آنرایبل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو مان لیا ہوا ہے اور اسی عرضی انڈین ایسوسی ایشن مین کہا ہے ''یہہ سمجہنا کہ دیسی زبان کی وساطت سے اعلی درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لاطایل ہے - اس طرح کہ اگر کوئی کہے کہ سٹرک اور نہر ہر دو کی تعمیر ضروریات سے ہی ہوتا ہم ضرر رسانی سے مبرا نہین یعنی ایک دوسرے کی ترقی کو مانع ہوگی بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے کچہہ تعلق نہین ہے × ایسی ہی دلایل سے ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم اور شے ہے اور دیسی زبان کے ذریعہ سے عام تربیت اور شے ہے - ایک کا دوسرے کو ضرر پہنچانا تو درکنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح اور نیک نیتی کی طرف ہے سچ تو یہہ ہے کہ یہہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین،، -

سے برخلاف بائبل سے تعلیم ہوتی ہے اور انکو عیسائی طور پر نماز و دعا پڑھائی جاتی ہے (فیس دیکر داخل ہوتے ہین) اِس سے بڑھکر قدر دانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب اسباب و وسایل ترقی انگریزی یہانتک ہین تو پھر کیون کہا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی کے لازمی نہونیسے ان علوم کے اِسملک سے اُٹھہ جانے اور باشندگان اِس ملک کے اُن علوم سے محروم رہنے کا خوف ہے اور پنجاب یونیورسٹی اِس ملک کی ترقی و کمال کی حارج و بدخواہ ہے ✣

یہ بات ہمنے اپنے ایک معزز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون سے ہے زبانی کہی تو انہون نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ بالفعل یہ کا ... سرکاری امتحانون مین عربی و سنسکرت اختیاری (نہ لازمی) طور پر داخل ... ہے یہ نتیجہ ہے کہ اکثر ... سنسکرت نہین پڑھتے اور اِسمین اپنے ... نقصان نہ جانکر اسکی ... کرتے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہو جائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح ہو گی اسکے جواب ... اِس صورت مین لوگون کا انگریزی ... بے تمیزی ... پنجاب یونیورسٹی کی شرط امتحان دلپسند ہمنے ... لازمی ہونا کچھہ بھی نفع نہین کرتا - ... بچون اور سکو ... نہ آتے ہی نہیون لئے اور اگر آئے بھی تو اسکے پڑھنے اور امتحان دینے مین مشقت کیون اُٹھائینگے - انگریزی کیلا لازمی ہونا اِنپر ایسا جبر تو نہین کرتا جس سے انکو خواہ مخواہ علم و لیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی ہونا بھی (اُنکی تحصیل و مشقت مین فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی مین ہے اور آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اِسکے جواب مین اُنہون نے کہا کہ لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے مین تمیز نہین ہوتی ہے اسکے ولی (باپ بھائی وغیرہ) مین ہوتی ہے تب ہی اسکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہے اور جنکے اسباب نہین بھی عقل نہین ہوتی اُنکو گورنمنٹ کب گھر سے پکڑ کر مدرسہ مین داخل کر لیتی ہے - ایسے عدم تمیز تو کوئی دیکھا یا سنا نہین گیا جسکو گورنمنٹ نے جبر و اکراہ سے انگریزی مین کامیاب کر دیا ہو

اِس سے علاوہ عربی و سنسکرت اور انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہے جسکی زبان انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پہ ہی قیاس مع الفارق عربی مسلمانون کے لئے اور سنسکرت ہندؤن کے لئے اگرچہ دین و مذہب مین کار آمد ہے مگر دُنیا مین اِس قدر کار آمد نہین ہے جسقدر کہ انگریزی کار آمد ہے اور چونکہ اکثر لوگ اسوقت دنیا کے طالب ہین اِسلئے اُنسے انگریزی کا باوجود غیر لازمی ہونیکے اِس قدر پڑہنا متوقع ہے کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اس سے سو درجہ اُترکر بھی متوقع نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفادکے نہین پڑہتے اور بجاے اسکے انگریزی پڑہنے کو فرض جانتے ہین۔

انکی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہ بے پروائی عین دلیل اِس امر کی ہے کہ اُنکو انگریزی اپنے دین و ایمان و مذہبی فرائض سے بھی پیاری ہے اور یہ انکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُٹھا رہا ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی انکی رگ و ریشہ مین ایسی ملائی گئی اور دلون مین ایسی پلائی گئی ہے کہ اب وہ انسے جبر نکالنے سے بھی نہین نکلتی۔ پس اگر بجاے لازمی نہونے انگریزی کے انگریزی زبان کو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے اور ہمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائے تب بھی اس مُلک سے انگریزی کے اُٹھ جانیکا خوف نہین ہے جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہے اور کسی نہ کسی جگہہ اسکے امتحان ہوا کرین۔ اور جسحالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعت مین سرگرم ہے اور جو چاہے اسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اس مُلک سے اُٹھاتا ہے اور پنجاب یونیورسٹی اس امر کی مجوز مُلک کی بدخواہ ہے *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعة السُّنہ